قرآن سے میں نے نعت گوئی سیکھی

شرح حدائق بخشش

شارح

عمدۃ الشارحین علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ

مکتبہ وقار الملت

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحقائق فی الحدائق

المعروف

شرح قصیدہ معراجیہ

جلد دہم

شارح عمدۃ الشارحین علامہ محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ

ناشر: مکتبہ وقار الملت نزد گکری گراؤنڈ، کراچی پاکستان

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

سلسلہ مطبوعات نمبر۔ ۴

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب ——— الحقائق فی الحدائق (جلد دھم)
المعروف شرح قصیدہ معراجیہ
مصنف ——— حضرت علامہ مولانا فیض احمد اویسی مدظلہ العالی
ضخامت ——— ۲۲۴ صفحات
تعداد ——— ۱۰۰۰
سن اشاعت ——— مارچ ۱۹۹۷ء۔ شوال ۱۴۱۷ھ
ہدیہ ———

☆☆ ------- ناشر ------- ☆☆

مکتبہ وقار الملت کراچی

این پی۔ ۴، ۳، ۲، را، نزد ککری گراؤنڈ، نواب مہابت خانجی روڈ
کراچی، پاکستان۔ فون نمبر۔

......ملنے کے پتے

☆☆ ضیاء الدین پبلیکیشنز، کراچی۔
☆☆ حنفیہ پاک پبلیکیشنز، کراچی۔
☆☆ مکتبہ اویسیہ رضویہ (سیرانی روڈ) بہاول پور۔
☆☆ مکتبہ رضویہ، آرام باغ روڈ، کراچی۔
☆☆ رضا دار الاشاعت، گنج بخش روڈ، لاہور۔

تاثرات

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

اعلیٰ حضرت امام اہلسنّت مجدد دین و ملت مولانا شاہ احمد رضا خان محدث بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ عصر حاضر کی ایک ایسی علمی شخصیت ہیں کہ جن کے متعلق اب تک بہت کچھ لکھا جا چکا اور لکھا جا رہا ہے‘ دنیا کی عظیم درسگاہوں سے محدث بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے کئی علمی گوشوں پر Ph-D کے مقالے لکھے گئے‘ ارباب علم و دانش نے پر مغز مقالے لکھ کر ڈگریاں حاصل کیں۔ ہر محقق نے اپنے مقالے میں بڑی عرق ریزی سے کام لیتے ہوئے محدث بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے اس علمی گوشے کو بڑے عمدہ طریقہ سے نبھایا جو اس مقالہ کا عنوان تھا‘ نیز دنیا کی عظیم جامعات میں ہنوز اس پر کام ہو رہا ہے اور عظیم تر مقالے زیر تکمیل ہیں۔

آج تک جو کچھ فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے متعلق چھپا‘ موصوف کی سیرت کے کئی گوشے اجاگر ہوئے تاہم ایسے پہلو اب بھی تشنہ ہیں جن کی طرف اہل علم و دانش کی توجہ ابھی نہیں ہوئی۔

فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ جہاں اور فنون میں یکتائے روزگار مانے جاتے ہیں‘ شعر و سخن کی صنف میں بھی منفرد مزاج پائے جاتے ہیں‘ حدائق بخشش کی دونوں جلدیں اس پر گواہ ہیں۔ یوں تو امام اہلسنّت نے مختلف بحر و مختلف زمینوں میں نعتیں کہیں اور بڑی سنگلاخ زمینوں میں بھی نعتیں کہیں تاہم فاضل بریلوی رحمتہ اللہ تعالیٰ علیہ کے کلام میں ”قصیدہ معراجیہ“ ایک خاص انفرادیت کا حامل ہے۔

ہم نے اپنے بزرگوں سے سنا کہ اس کا محرک ایک شاعر کا قصیدہ معراجیہ تھا‘ وہ یوں کہ ایک صاحب حاضر بارگاہ رضویت ہوئے‘ اور اپنا قصیدہ معراجیہ سنانے کے ملتجی ہوئے‘ محدث بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا‘ ابھی تو میرے پاس وقت نہیں آپ بعد نماز عصر تشریف لے آیئے‘ میں آپ کا قصیدہ سن لوں گا۔ شاعر محترم جب حاضر ہوئے تو فاضل بریلوی نے اسی اثناء میں ایک بہت ہی پر مغز قصیدہ معراجیہ کہہ لیا تھا‘ شاعر کا کلام سننے سے پہلے فرمایا‘ اس صنف میں‘ میں نے بھی کچھ کہا ہے

اسے سن لیا جائے۔

اعلیٰ حضرت رحمتہ اللہ علیہ کی زبان حق ترجمان سے برجستہ قصیدہ معراجیہ کے ۶۷ اشعار شاعر موصوف نے جب سنے، ان اشعار کی معنویت، لفظوں کا اتار چڑھاؤ، جملوں کی نشست و برخاست، حضور ﷺ کے ایک مختصر سفر کی جو تعریف ان اشعار میں سمو دی گئی تھی، کو سن کر ان پر سکتہ طاری ہو گیا اور وہ اپنا کلام سنائے بغیر فاضل بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی نشست سے چلے گئے۔ یہ حقیقت ہے کہ قصیدہ معراجیہ واقعات و معجزات کا مجموعہ نہیں بلکہ حضور ﷺ کی تعریف و توصیف میں ایک پروقار شب کی وہ منظر کشی کی گئی ہے کہ شعراء کی عقلیں دنگ اور حیران ہیں، یقین جانیے کہ گذشتہ صدی کے شعراء کے کلام پر صرف قصیدہ معراجیہ ہی کو رکھ دیا جائے تو بلاشبہ ان سب پر بھاری ہو گا۔

یوں تو شعری دنیا میں معراج شریف پر کئی قصیدے کہے گئے اور بلاشبہ محسن کاکوروی کا قصیدہ اپنے اندر بڑی گرانقدر معنویت رکھتا ہے، ایسا لگتا ہے کہ محسن کاکوروی نے بحیثیت شاعر پوری عقل و خرد کو بروئے کار لاتے ہوئے اپنی زندگی کا ایک ایسا شاہکار پیش کیا ہے جو قدر کی نگاہ سے آج تک دیکھا جاتا ہے مگر یہ عنوان اپنے اندر اتنی باریکیاں اور ایسی نزاکتیں رکھتا ہے کہ بڑے بڑے صاحب علم و فضل یہاں ٹھوکر کھا گئے۔ خود محسن کاکوروی بھی باوجود اتنی کاوشوں کے اپنے دامن کو نہ بچا سکے، مگر محدث بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے باوجود تمام نزاکتوں کے، بلاشبہ کہا جاسکتا ہے کہ کہیں ٹھوکر نہیں کھائی۔ ملاحظہ ہو وہ قصیدہ کا آغاز یوں کرتے ہیں۔

وہ سرور کشور رسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے
نئے نرالے طرب کے ساماں عرب کے مہمان کے لئے تھے

اس میں ایک شعر ملاحظہ ہو جس پر گھنٹوں لکھا جا سکتا ہے۔

کمان امکاں کے جھوٹے نقطو! تم اول آخر کے پھیر میں ہو
محیط کی چال سے تو پوچھو کدھر سے آئے کدھر گئے تھے

اور یہ بھی ملاحظہ کیجئے کہ موسیٰ علیہ السلام بارگاہ ایزدی میں ملتجی ہیں کہ یا رب میں تجھے دیکھنا چاہتا ہوں، مگر نہ دیکھ پائے، اس منظر کو محدث بریلوی رحمتہ اللہ علیہ نے یوں

پیش کیا ہے، غور کیجئے کیسی نفاست ہے۔

تبارک اللہ شان تیری تجھی کو زیبا ہے بے نیازی
کہیں تو وہ جوش لن ترانی کہیں تقاضے وصال کے تھے

معراج شریف کا سب سے نازک ترین پہلو جہاں بڑے بڑے صوفیاء غش کھا گئے، محدث بریلوی کتنی آسانی سے یہ کہتے ہوئے گزر گئے۔

حجاب اٹھنے میں لاکھوں پردے ہر ایک پردے میں لاکھوں جلوے
عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے

قصیدہ معراجیہ کا تتمہ ملاحظہ فرمائیے کہ پڑھ کر دل باغ باغ ہو جائے۔

نبی رحمت، شفیع امت رضا پہ للہ ہو عنایت
اسے بھی ان خلعتوں سے حصہ جو خاص رحمت کے واں بٹے تھے

اور اس کے بعد کہتے ہیں۔

ثنائے سرکار ہے وظیفہ قبول سرکار ہے تمنا
نہ شاعری کی ہوس نہ پرواہ ردی تھی کیا کیسے قافیے تھے

نیز مخدوم و محترم استاذ العلماء، فاضل جلیل، شیخ الحدیث و التفسیر حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی دامت برکاتہم العالیہ، بہاولپور، نے حدائق بخشش کی مکمل شرح تحریر فرمائی، صرف قصیدہ معراجیہ کی شرح پر تقریبا ۲۲۰ صفحات تحریر فرمائے جو ایک عظیم علمی کارنامہ ہے، علامہ موصوف نے قصیدہ معراجیہ کا ایک ایک شعر نقل فرما کر پہلے حل لغات پیش کیا اور اس کے بعد شعر کی بہترین اور پرمغز شرح تحریر فرمائی ہے۔ ایک ایک شعر کی شرح پر کئی کئی صفحات علامہ موصوف نے تحریر فرمائے، علمی دنیا میں بے شک یہ کام بھی ایک انفرادیت کا حامل ہے۔ اس شرح کے منظر عام پر آنے کے بعد ارباب علم و دانش کی نظر میں اس قصیدہ کی طلب اور بڑھ جائے گی۔

علامہ موصوف کی یہ بڑی گرانقدر خدمت ہے، اس پورے قصیدہ کی شرح کو پڑھ کر قارئین کو اندازہ ہوگا کہ محدث بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کی فکر عشق رسول، مدحت رسول میں کن بلندیوں پر ہے۔ ان کے مخالفین جو انہیں برا کہتے نہیں تھکتے، اس قصیدے کی معنویت پر ٹھنڈے دل سے نظر کریں تو ان پر منکشف ہوگا کہ وہ ان

کے برابر تو کیا ان کی گرد تک نہیں پہنچ سکتے۔

رب کریم اپنی رحمت خاص اور اپنے پیارے حبیب کے صدقہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رحمتہ اللہ علیہ کے مرقد پرانوار پر کروڑہا رحمتیں نازل فرمائے اور اس قصیدہ کے شارح حضرت علامہ اویسی صاحب قبلہ کو جزائے خیر عطا فرمائے کہ اس نعت کے بیشمار مخفی گوشوں کو موصوف نے اجاگر کیا۔

ملک سخن کی شاہی تم کو رضا مسلم
جس سمت آ گئے ہو سکے بٹھا دیے ہیں

فقیر خاک پائے امام احمد رضا

سید شاہ تراب الحق قادری رضوی

خطیب میمن مسجد مصلح الدین گارڈن کراچی
بروز دوشنبہ ۱۳ شعبان المعظم ۱۴۱۷ھ

* * *

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ تَعَالٰی وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی
رَسُوْلِہٖ الْاَعْلٰی وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ

امّا بعد! حدائق بخشش میں قصیدہ معراجیہ شریف کی شرح مستقل طور پر ایک علیحدہ تصنیف کا رنگ اختیار کر گئی۔ اسی لیے ایک علیحدہ جلد میں شائع کیا جا رہا ہے۔ خداوند قدوس سے التجاء ہے کہ اسے حدائق بخشش کی طرح دوسری جلدوں سمیت جامۂ قبولیت عنایت فرمائے کہ میرے لیے توشۂ آخرت و موجب مغفرت اور مستفیدین کے لیے مشعلِ راہ ہدایت ثابت ہو (آمین)

بِجَاہِ حَبِیْبِہٖ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ صَلَّی اللّٰہُ
عَلَیْہِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

الفقیر القادری ابو الصالح **محمد فیض احمد** اویسی رضوی غفرلہ
۸ شعبان المعظم ۱۴۱۶ھ بروز اتوار
بہاولپور۔ پاکستان

قصیدۂ معراجیہ

تعارف

قارئین کرام یہ وہی قصیدۂ معراجیہ ہے کہ اُردو کے ایک مشہور نعت گو شاعر حضرت محسن کاکوروی نے ایک بار اپنا قصیدہ سنانے کے لیے حضرت رضاؔ کی بارگاہ میں بریلی حاضری دی ان کا قصیدہ بھی معراجیہ ہی تھا جس کا مطلع ہے۔

سمت کاشی سے چلا جانب متھرا بادل
برق کے کاندھے پہ لائی ہے صبا گنگا جل

ظہر کی نماز کے بعد حضرت محسنؔ کاکوروی نے اس کے اشعار سنانے شروع کئے۔ ابھی دو ہی اشعار پڑھ سکے تھے کہ حضرت رضاؔ نے فرمایا کہ اب بس کیجئے عصر کی نماز کے بعد بقیہ اشعار سُنے جائیں گے۔ اسی ظہر و عصر کے درمیان آپ نے اپنا یہ قصیدہ معراجیہ کہا اور جب مجلس بیٹھی تو پہلے حضرت رضا نے اپنا قصیدہ سُنایا۔ اسے سُن کر حضرت محسن نے فرمایا۔ مولانا! اب بس کیجئے اس کے بعد میں اپنا قصیدہ نہیں سُنا سکتا"

محدث اعظم ہند حضرت مولانا سید محمد اشرفی کچھوچھوی بیان فرماتے ہیں کہ لکھنؤ کے ادیبوں کی ایک شاندار محفل میں اعلیٰحضرت کا قصیدہ معراجیہ میں نے اپنے مخصوص انداز میں پڑھ کر سنایا تو سب جھومنے لگے۔ میں نے اعلان کیا کہ اُردو ادب کے نقطۂ نظر سے میں ادیبوں کا فیصلہ اس قصیدہ کی زبان کے متعلق سُننا چاہتا ہوں۔ تو سب نے کہا" اس کی زبان تو کوثر و تسنیم کی دھلی ہوئی ہے۔

اسی طرح کا ایک دوسرا واقعہ دھلی میں بھی پیش آیا تو سرآمد شعراء دہلی نے جواب دیا کہ "ہم سے کچھ نہ پوچھئے آپ عمر بھر پڑھتے رہیئے۔ ہم عمر بھر سنتے رہیں گے۔

معراجنامہ اس قصیدہ معراجیہ کے بارے میں جناب مرزا نظام الدین بیگ لکھتے ہیں کہ پیش نظر معراج نامہ قصیدے کے انداز میں ہے جس میں ۷۶ اشعار ہیں اس کی تکنیک ماقبل کے سارے معراجناموں سے بالکل مختلف جن کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اس میں معراج کی روایات کا بیان نہیں ہے بلکہ یہ شب معراج کا تہنیت نامہ ہے جس میں بہجت آگین افکار کی نغمگی کا بہاؤ پورے قصیدے کو اپنے لپیٹ میں لیے ہوئے ہے۔

زبان اس کی زبان نہایت سادہ، شائستہ اور بامحاورہ ہے۔ روزمرہ کا ہر محل اور مناسب صرف قریب قریب ہر شعر میں نظر آتا ہے۔ زبان کی سلاست یہاں تک ملحوظ رکھی گئی ہے کہ آیت کریمہ یا احادیث کی تلمیحات تک سے امکانی طور پر کلام کو بچانے کی کوشش کی گئی ہے جب کہ معراج کے ذکر میں ایسا کرنا بہت دشوار ہے۔ ایسا نہیں کہ امام موصوف کی فکر نے ان مقامات کو چھوا نہیں جہاں تلمیح کے علاوہ کوئی چارہ نہیں۔ بلکہ ان مقامات کو ایسے سلیس انداز میں بیان کرتے ہیں۔ جہاں اس کی ضرورت ہی ختم ہو جاتی ہے۔ اور مطلب واضح ہو جاتا ہے مثلاً قاب قوسین کی ترجمانی دیکھئے۔

"محیط و مرکز میں فرق مشکل رہے نہ فاصل خطوط واصل کمان حیرت میں سر جھکائے عجیب چکر میں دائرے تھے"

عربی اور فارسی کے ایسے الفاظ جو صوتی اعتبار سے سماعت، پر گراں گزرتے

ہیں بہت کم استعمال ہوئے ہیں۔ بیشتر خالص اردو کے مترنم الفاظ مصرعوں میں نگینے کی طرح جڑے ہوئے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔

خبر یہ تحویل مہر کی تھی کہ رُت سہانی گھڑی پھرے گی
وہاں کی پوشاک زیب تن کی یہاں کا جوڑا بڑھا چکے تھے
اٹھی جو گرد رہ منوّرہ وہ نور برسا کہ راستے بھر
گھرے تھے بادل بھرے تھے جل تھل امنڈ کے جنگل ابل رہے تھے

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ امام احمد رضا کی زبان کی یہ شستگی مرئی اور غیر مرئی دونوں تھی۔ مرئی اس لحاظ سے کہ فن شاعری کے ذوق نے انہیں اساتذہ فن کے افکار سے آشنا کیا ہوگا ان کا زمانہ باعتبار ترقی زبان کلاسیکی عہد ہے۔ یہ وہ زمانہ ہے جس میں داغ دہلوی کی فصیح البیانی اور سحر طرازی کا طوطی بول رہا تھا کوئی وجہ نہیں کہ داغ کی شیریں بیانی امام موصوف کے گوش زمزمہ نیوش نہ ہوئی ہو جب کہ ان کے برادر خورد مولانا محمد حسن رضا کے شاگرد تھے۔ لہٰذا زبان کی سادگی اور صفائی پر بطور خاص ان کی توجہ رہی ہوگی۔

زبان کی سادگی غیر مرئی اس لحاظ سے کہہ رہا ہوں کہ ان کے تہنیت نامہ معراج میں مضامین کی آورد نہیں بلکہ آمد ہی آمد ہے۔ بیان میں تصنع کے بجائے خلوص کی کارفرمائی ہے۔ ان کی فکر شعری کے سوتے ذہن سے نہیں بلکہ قلب کی گہرائیوں سے پھوٹتے ہیں۔

اپنے معراج نامہ میں امام احمد رضا نے عروس فن کے لب و رخسار کو خالص اردو الفاظ اور بندشوں کے سامان آرائش سے سجایا ہے اور اس کاوش میں ایک ماہر فن کی چابک دستی کا پورا پورا ثبوت فراہم کردیا ہے۔

بہ الفاظ دیگر اس میں فن کے وہ تمام محاسن موجود ہیں جو ایک اچھے فن پارے

ہیں ضروری سمجھے جاتے ہیں۔

حسنِ کلام

بندشیں چست اور برمحل شریں الفاظ کا دروبست، تشبیہات کی سادگی، اور نکھار، استعارات کی جودت، لہجے میں گھلاوٹ اور وارفتگی، طرز ادا میں نفاست، جذبات میں خلوص اور بے ساختگی فکر میں رعنائی اور رفعت خیال کی شادابی اور طہارت، ان ہی عناصر کے امتزاج سے امام رضا کے تہنیت نامہ کے چہرہ کا غازہ تیار ہوا ہے۔ انداز بیان کا نکھار ملاحظہ ہو۔

یہ جوشش نور کا اثر تھا کہ آب گوہر کمر کمر تھا
صفائے رہ پھسل پھسل کر ستارے قدموں پہ لوٹتے تھے
وہ ظل رحمت وہ رخ کے جلوے کہ تارے چھپتے نہ کھلنے پاتے
سنہری زربفت اودی اطلس یہ تھان سب دھوپ چھاؤں کے تھے
اتار کر ان کے رخ کا صدقہ یہ نور کا بٹ رہا تھا باڑا
کہ چاند سورج مچل مچل کر جبیں کی خیرات مانگتے تھے
وہی تو اب تک چھلک رہا ہے وہی تو جوبن ٹپک رہا ہے
نہلانے میں جو گرا تھا پانی کٹورے تاروں نے بھر لیے تھے
یہ ان کی آمد کا دبدبہ تھا نکھار ہر شے کا ہو رہا تھا
نجوم و افلاک جام و مینا اجالتے تھے کھنگالتے تھے
وہ باغ کچھ ایسا رنگ لایا کہ غنچہ و گل کا فرق اٹھایا
گرہ میں کلیوں کے باغ پھولے گلوں کے تکمے لگے ہوئے تھے
بچا جو تلووں کا ان کے دھوون بنا وہ جنت کا رنگ و روغن
جنہوں نے دولہا کی پائی اترن وہ پھول گلزار نور کے تھے

منظر نگاری

اس تہنیت نامہ میں سرور و نشاط کی کیفیت نے ایک متحرک بہاریہ فضا پیدا کر دی ہے۔ جس کی عکاسی امام احمد رضا نے نہایت وارفتہ اور پرکیف انداز میں کی ہے۔ ان کے لہجے کی گھلاوٹ کیف و مستی کے تصوراتی منظر کو ہماری آنکھوں کے سامنے مجسم کر دیتی ہے اور ہم اس کی سرمستیوں کے بہاؤ میں بہنے لگتے ہیں ملاحظہ ہو۔

وہاں فلک پر یہاں زمیں میں رچی تھی شادی مچی تھی دھومیں
ادھر سے انوار ہنستے آتے ادھر سے نفحات اٹھ رہے تھے
وہ چھوٹ پڑتی تھی ان کے رخ کی کہ عرش تک چاندنی تھی پھیلی
وہ رات کیا جگمگا رہی تھی جگہ جگہ نصب آئینے تھے۔
نئی دلہن کی پھبن میں کعبہ نکھر کے سنورا سنور کے نکھرا
حجر کے صدقے کمر کے اک تل میں رنگ لاکھوں بناؤ کے تھے
خوشی کے بادل امنڈ کے آئے دلوں کے طاؤس رنگ لائے
وہ نغمۂ نعت کا سماں تھا حرم کو خود وجد آ رہے تھے۔
یہ جھوما میزاب زر کا جھومر کہ آ رہا کان پر ڈھلک کر
پھوہار برسی تو موتی جھڑ کر حطیم کی گود میں بھرے تھے
دلہن کی خوشبو سے مست کپڑے نسیم گستاخ آنچلوں سے
تلافِ مشکیں جو اُڑ رہا تھا غزال نافے بسا رہے تھے
پہاڑیوں کا وہ حسن تزئین وہ اونچی چوٹی وہ ناز و تمکیں
صبا سے سبزے میں لہریں آئیں دوپٹے دھانی چنے ہوئے تھے
نہا کے نہروں نے وہ چمکتا لباس آب رواں کا پہنا
کہ موجیں چھڑیاں تھیں دھار لچکا حباب تاباں کے تھل ٹکے تھے

پرانا پر داغ ملگجا تھا اٹھا دیا فرش چاندنی کا
ہجوم تارنگہ سے کوسوں قدم قدم فرش بادلے تھے
خدا ہی دے صبر جان پر غم دکھاؤں کیونکر تجھے وہ عالم
جب ان کو جھرمٹ میں لے کے قدسی جناں کا دولہا بنا رہے تھے

ملاحظہ کیجئے منظر کشی کتنی فطری ہے وارفتگی بیان میں رنگ بیان کہیں شوخ نہیں ہونے پاتا۔ پوری سنجیدگی کے ساتھ ایک لطیف نشاطیہ رو ہے جو پورے منظر پر چھائی ہوئی ہے۔ پرواز تخیل کا سنبھالا ہوا اور متوازن انداز ہے جو بیل بوٹے سجائے گئے ہیں ان میں مقامی بو باس ہے یعنی امام رضا کی IMEGERY میں ملکی رنگ پوری طرح غالب ہے جو اردو شاعری کا اپنا مزاج ہے۔

موسیقی

شاعری اور موسیقی کا چولی دامن کا ساتھ ہے شعر میں موسیقی کا دارومدار بحر کے انتخاب پر منحصر ہے۔ امام رضا کے مزاج کی نغمگی ملاحظہ کیجئے اپنے تہنیت نامہ کے لیے جس بحر کا انتخاب کیا گیا ہے وہ بالذات مترنم بحر ہے اس تہنیت نامہ میں کوئی شعر ایسا نہیں جس میں موسیقی کا زیروبم موجود نہ ہو۔ اس کے سانچے میں جو ہلکے پھلکے خالص اردو الفاظ جوڑے گئے ہیں ایک سیال نغمے میں ڈھل گئے ہیں چند مثالیں ملاحظہ ہوں

حجاب اٹھنے میں لاکھوں پردے ہر ایک پردے میں لاکھوں جلوے
عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے
براق کے نقش سم کے صدقے وہ گل کھلائے کہ سارے رستے
مہکتے گلبن مہکتے گلشن ہرے بھرے لہلہا رہے تھے۔

زبانیں سوکھی دکھا کے موجیں تڑپ رہی تھیں کہ پانی پائیں
بھنور کو یہ ضعف تشنگی تھا کہ حلقے آنکھوں میں پڑ گئے تھے۔

شاعرانہ نکتہ سنجی

ان کے معراج نامہ میں شاعرانہ نکتہ سنجیوں کے ایسے فنکارانہ نمونے نظر آتے ہیں کہ ذوقِ جمال جھوم اٹھتا ہے۔ ان کو کسی خیال کی توجیہ شاعرانہ پیش کرنے کا بڑا پاکیزہ سلیقہ آتا ہے۔ یہ شعر ملاحظہ کیجئے۔

ستم کیا کیسی مت کٹی تھی قمر وہ خاک ان کے رہگزر کی
اٹھا نہ لایا کہ ملتے ملتے یہ داغ دیکھنا سب مٹے تھے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جمال وجلال کی کیفیت کا پرتو اور اس کے اثرات ملاحظہ ہوں۔

نقاب الٹے وہ مہر انور جلال رخسار گرمیوں پر
فلک کو ہیبت سے تپ چڑھی تھی ٹپکتے انجم کے آبلے تھے۔

اب ذرا اسی خیال کا عروج بھی دیکھئے۔

وہ ظل رحمت وہ رخ کے جلوے کہ تارے چھپتے نہ کھلنے پاتے
سنہری زربفت اودی اطلس یہ تھان سب دھوپ چھاؤں کے تھے۔

سدرۃ المنتہیٰ

واقعات معراج میں مقام سدرۃ المنتہیٰ ایک نازک مقام ہے شعراء نے طرح طرح سے اس کی ترجمانی کی ہے۔ لیکن امام رضا کا فکری پیمانہ اس مقام کی ترجمانی میں سب سے الگ چھلکتا نظر آتا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

چلا وہ سروِ چماں خراماں نہ رک سکا سدرہ سے بھی داماں
پلک جھپکتی رہی وہ کب کے سب این وآں سے گذر چکے تھے

جھلک سی اک قدسیوں پہ آئی ہوا بھی دامن کی پھر نہ پائی
سواری دولہا کی دور پہنچی برات میں ہوش ہی گئے تھے۔
تھکے تھے روح الامیں کے بازو چھٹا وہ دامن کہاں وہ پہلو
رکاب چھوٹی امید ٹوٹی نگاہ حسرت کے ولولے تھے
روش کی گرمی کو جس نے سوچا دماغ سے اک بھبوکا پھوٹا
خرد کے جنگل میں پھول چمکا دہر دہر پیڑ جل رہے تھے
جلو میں جو مرغ عقل اڑے تھے عجب برے حالوں گرتے پڑتے
وہ سدرہ ہی پر رہے تھے تھک کر چڑھا تھا دم تیور آ گئے تھے
قوی تھے مرغان وہم کے پر اڑے تو اڑنے کو اور دم بھر
اٹھائی سینے کی ایسی ٹھوکر کہ خون اندیشہ تھوکتے تھے۔

مقام اعلیٰ کی ترجمانی میں ان کی فکر کی چابک دستی کا کمال یہ ہے کہ وارفتگی اور سرشاری میں بھی کوئی فرق نہیں آیا اور احتیاط کا دامن بھی فکر کے ہاتھوں سے چھوٹنے نہیں پایا۔ پوری کیفیت کے ساتھ اس نازک مقام سے گزر گئے انداز بیاں کا شاعرانہ حسن اور لہجے کی شگفتگی بھی پوری طرح برقرار رہی۔ باوجود سرشاری اور طرب انگیزی کے ان کا شاعرانہ شعور بے خود نہیں ہونے پایا۔ نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدود کا احساس چونکا دیتا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے۔

طرب کی نازش کہ ہاں لچکیے ادب وہ بندش کہ ہل نہ سکیے
یہ جوش ضدین تھا کہ پودے کشاکش ارہ کے تلے تھے

ساکنان سماوی کا ردعمل

حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے قدوم میمنت لزوم کا عرشیوں پر ردعمل جس شاعرانہ نکتہ سنجیوں کے ساتھ بیان ہوا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے۔

سنا یہ اتنے میں عرش حق نے کہ لے مبارک ہوں تاج والے
وہی قدم خیر سے پھر آئے جو پہلے تاج شرف ترے تھے
یہ سن کے بے خود پکار اٹھا نثار جاؤں کہاں ہیں آقا
پھر ان کے تلوؤں کا پاؤں بوسہ یہ میری آنکھوں کے دن پھرے تھے
جھکا تھا مجرے کو عرش اعلیٰ گرے تھے سجدے میں بزم بالا
یہ آنکھیں قدموں سے مل رہا تھا وہ گرد قربان ہو رہے تھے
ضیائیں کچھ عرش پر یہ آئیں کہ ساری قندیلیں جھلملائیں
حضور خورشید کیا چمکتے چراغ منہ اپنا دیکھتے تھے
یہ ان کی آمد کا دبدبہ تھا نکھار ہر شئے کا ہو رہا تھا .
نجوم و افلاک جام و مینا اجالتے تھے کھنگالتے تھے

نہ حکیمانہ موشگافیاں ہیں نہ صوفیانہ دقیقہ سنجیاں بلکہ لہجے میں خالص شاعرانہ رچاؤ ہے. محب و محبوب کی قربتوں اور فاصلوں کی گنگا جمنی بھی دیکھتے چلیے.

تبارک اللہ شان تیری تجھی کو زیبا ہے بے نیازی
کہیں تو وہ جوش لن ترانی کہیں تقاضے وصال کے تھے
سراغ این متی کہاں تھا نشان کیف والی کہاں تھا
نہ کوئی راہی نہ کوئی ساتھی نہ سنگ منزل نہ مرحلے تھے
ادھر سے پیہم تقاضے آنا ادھر تھا مشکل قدم بڑھانا
جلال و ہیبت کا سامنا تھا جمال و رحمت ابھارتے تھے
بڑھے تو لیکن جھجکتے ڈرتے حیا سے جھکتے ادب سے رکتے
جو قرب انہیں کی روش پہ رکھتے تو لاکھوں منزل کے فاصلے تھے

ہوا یہ آخر کہ ایک بجرا تموج بحر ہو میں ابھرا
دنا کی گودی میں ان کو لے کر فنا کے لنگر اٹھا دیئے تھے
کسے ملے گھاٹ کا کنارہ کدھر سے گزرا کہاں اتارا
بھرا جو مثل نظر طرارا وہ اپنی آنکھوں سے خود چھپے تھے

معراج کے ان نازک مقامات کی عکاسی کتنے پرکشش انداز میں ہوئی ہے خیال بھی بلند ہے اور اظہار خیال بھی ارفع مطالب الفاظ اور بندشوں کے سلاسل میں کہیں مقید نہیں یعنی تعقید خیال کہیں محسوس نہیں ہوتی بلکہ تخیلات کی ایک بسیط کہکشاں ہے جو فکر کے افق پر پھیلی ہوئی نظر آرہی ہے۔

لامکانی کی کیفیت کی ترجمانی

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب سدرۃ المنتہیٰ سے آگے بڑھے تو عقل انسانی نے سپر ڈال دی کہ یہ لامکان کی کیفیت تھی۔ واقعہ معراج میں اس اہم کیفیت کی ترجمانی دنیا کے عظیم شعراء نے کی ہے۔ یہاں میں دو بہت بڑے فارسی شعراء کے معراج نامہ سے ان کے وہ اشعار پیش کر رہا ہوں۔ جب سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی تمام جہات سے آزاد ہو کر وحدت کلی میں جذب ہوگئی اس خیال کی ترجمانی نظامی گنجوی اس طرح کرتے ہیں۔

بازار جہت بہم شکستی
وز زحمت فوق و تحت رستی

مقام قوب قوسین کی ترجمانی ملاحظہ ہو۔

قاب قوسین دراں اثناء
ازدنی شد بقاب او ادنی

ان ہی مقامات کو جناب امیر خسرو نے اس طرح بیان کیا ہے۔

گریباں جہت را پارہ کردہ
جہاں بے جہت نظارہ کردہ
جلوہ کردہ از درائی کو قوسینش
سربدرگاہ قاب قوسینش

اب اسی خیال کو امام احمد رضا کے یہاں بھی دیکھئے کتنی تمکنت اور کیسے وقار کے ساتھ بیان ہوا ہے۔

خرد سے کہدو کہ سر جھکالے گماں سے گزرے گزرنے والے
پڑے ہیں یاں خود جہت کو لالے کسے بتائے کدھر گئے تھے
پر ان کا بڑھنا تو نام کو تھا حقیقتاً فعل تھا ادھر کا
تنزلوں میں ترقی افزاء دنیٰ تدلیٰ کے سلسلے تھے۔

وحدت کلی میں گم ہونے کی کیفیت جس شاعرانہ لطافت سے امام احمد رضا علیہ الرحمتہ نے پیش کی ہے نظامی جیسا دردی کش بادہ عرفاں اور لیلی سخن کا اداشناس بھی نہ پیش کر سکا۔ ہاں امیر خسرو نے لامکانی کی کیفیت اچھے انداز میں پیش کی ہے لیکن امام رضا کی فکر نے جو نادر پیرایہ اختیار کیا ہے اس کی ہمہ گیری ان دونوں اساتذہ سے کہیں زیادہ ہے۔ ان کے دوسرے شعر میں مسئلہ وحدت جس بلاغت سے پیش ہوا ہے وہ امام رضا ہی کی فکر رسا کے بس کی بات تھی۔ "تنزلات" وحدت الوجد کی اصطلاح ہے۔ جب ذات احدیت عالم کثرت میں نزول کرتی ہے اس عالم کو تنزلات کہتے ہیں نقطہ وحدت بلواسطہ تجلیات دائرہ موجودات ممکنہ کی صورت میں ظاہر ہوا ہے۔ محمود شبستری نے اپنی مثنوی "گلشن راز" میں اس کی وضاحت یوں کی ہے۔

یکی خط است ز اول تا بہ آخر
بر و خلق جہاں گشتہ مسافر

اب ذرا یہ شعر دیکھئے۔

پر ان کا بڑھنا تو نام کو تھا حقیقتاً فعل تھا ادھر کا
تنزلوں میں ترقی افزا دنیٰ تدلیٰ کے سلسلے تھے

مصرع ثانی میں تصوف کی اصطلاح "تنزلات" کے ساتھ آیات کریمہ کے لفظ دنیٰ نے مل کر کتنے بلیغ معنی پیدا کر دیئے ہیں "تدلیٰ" کا ٹکڑا اضافی ہے۔ جو زور کلام کے لیے لایا گیا ہے۔ یہی نہیں بیان کی قدرت دیکھئے انداز بدل کر اسی خیال کو یوں پیش کرتے ہیں۔

کمان امکاں کے جھوٹے نقطو تم اول آخر کے پھیر میں ہو
محیط کی چال سے تو پوچھو کدھر سے آئے کدھر گئے تھے

وہی ہے اول وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اس کی طرف گئے تھے

ان نازک مقامات کو اسی کی فکر چھو سکتی ہے جو بحر علم کا شناور بھی ہو وادی عرفان کا مالک بھی اور ساتھ ہی عروس سخن کا ادا شناس بھی۔

بلاشبہ امام احمد رضا قدس سرہٗ العزیز کا معراج نامہ اُردو کی نعتیہ شاعری میں ایک منفرد مقام رکھتا ہے اس معراج نامہ میں مروجہ روش سے ہٹ کر ایک نئے انداز کا گہرا رنگ ہے جس میں معراج کی روایتی تفصیل کے بجائے ایک تاثراتی فضا پورے قصیدے پر پھیلی ہوئی ہے۔ جس میں ساز و آہنگ کا ارتعاش روح کو بالیدگی عطا کرتا ہے یہ معراج نامہ موضوعاتی ہوتے ہوئے ان کے انداز بیان کی وجہ سے تاثراتی فضا میں ڈھل گیا ہے

اور یہی

اس کی بنیادی صفت ہے جو اس کو دوسرے معراج ناموں سے ممتاز کرتی ہے ۔ خوش ذوقی فنی مہارت، بالغ نظری جمالیاتی احساس، قادر الکلامی، ندرت فکر و خیال اور جذباتی صداقت ، یہی وہ عناصر ہیں جن کی ترکیب سے اس کی تشکیل ہوئی ہے۔ اس کا نمایاں پہلو خلوص ہے امام رضا نے اپنے خیالات کو ہمارے سامنے عقل و ذہن کی سطح سے اتار کر احساس اور جذبے کی گہرائیوں میں ڈبو کر پیش کیا ہے۔ اسی لیے ان کا خیال ہمارے دلوں میں اتر جاتا ہے ان کا انداز بیان نہ خطیبانہ ہے نہ صوفیانہ بلکہ شاعرانہ ہے۔ ان کی فکر نے معراجنامہ کی زبان اور بیان کو ایک نیا اور دلکش پیکر دیا ہے وہ تخیل سے واقعات کی تفصیل کا کام لیتے بلکہ تاثر کے بہاؤ کو جذبے کی صداقت اور خلوص کی گہرائی کے ذریعے مربوط طور پر پیش کرتے ہیں۔ یہی تاثراتی ارتباط خیال اور اس کی خوبصورت پیش کش جو ان کے سلیس مترنم کلام کے ذریعہ ابھرتی ہے اس معراجنامہ میں ان کا فنی اسلوب بن گئی ہے۔ اپنے اس انفرادی انداز کی وجہ سے وہ محسن کاکوروی پر بھی فائق ہیں۔ محسن کے معراجنامہ میں انداز بیان کا نکھار فارسی کی کلاسیکی بندشوں کی وجہ سے پیدا ہوا ہے اس کے برعکس معراجنامہ رضا میں ان کے ہلکے پھلکے مترنم خالص اردو الفاظ نے جو سحر آفرین کیفیت پیدا کی ہے اس کی لذت بہت گہری ہے اور یہی ان کے نطق کا اعجاز ہے۔ جو خلوص انفاس کے بغیر ممکن نہیں۔

نعت ۸۱

معراجِ نظم نذر گدا بحضور سلطان الانبیاء علیہ افضل الصلوٰۃ

والثناء در تہنیت شادی اسرا

حل لغات

معراج

لفظ معراج مشتق عروج سے ہے عروج لفظی معنی زینہ بلندی۔ سیڑھی اور شریعت میں شب معراج اس رات کو کہتے ہیں۔ جس رات میں حضور سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم یہاں سے وہاں تک یہاں سے مراد زمین اور وہاں سے مراد لامکان ....

وہی لامکاں کے مکیں ہوتے سر تخت عرش نشین ہوئے
یہ نبی ہے جسکے ہیں یہ مکاں وہ خدا ہے جسکا مکان نہیں
سر عرش پر ہے تیری گذر دل فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت ملک میں کوئی شے نہیں، وہ جو تجھ پر عیاں نہیں

نظم۔ موتیوں کا پرونا۔ دھاگے میں پرونا اور مجازاً بمعنی کلام موزون۔ نذر۔ اپنے

اوپر کوئی چیز واجب کرنا عہد و پیماں ہو یا کوئی اور سے عرف شرع میں اپنے اوپر کوئی عمل واجب کرنا مثلاً روزہ۔ صدقہ۔ نوافل۔ حج یا جانور قربان کرنا وغیرہ عرف عام میں تحفہ۔ ہدیہ۔ نیاز۔ وہابیہ اس عرف کو شرعی معنیٰ بتا کر شرک کا فتویٰ لگاتے ہیں حالانکہ قاعدہ ہے عرف کا غلبہ شرعی معنیٰ کا اعتبار اٹھا دیتا ہے جب تک کہ شرعی معنیٰ کا قرینہ نہ ہو ہم اہلسنت اسی عرفی معنیٰ پر کہتے ہیں پیران پیر رضی اللہ عنہ) کی نذر یا کسی اور شیخ کی نذر یا کسی استاد کی نذر بمعنی ہدیہ۔ تحفہ نذرانہ اسی معنی پر ہوتا ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نذرانہ۔ پیر کا نذرانہ اور جہاں فقہ وغیرہ میں ہے۔ النذر لغیر اللہ حرام یا شرک۔ وہاں شرعی معنیٰ مراد ہے۔

گدا۔ بھکاری۔ فقیر۔ منگتا۔ حضور۔ درگاہ۔ جناب۔ سلطان الانبیاء۔ انبیاء علیہ السلام کے شہنشاہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ افضل الصلوٰۃ والثناء برگزیدہ درود و سلام اور مدح و ثناء اور تعریف۔ تہنیت (عربی) مصدر۔ مبارکبادی۔ شادی۔ خوشی جشن

اسراء۔ الاسراء۔ رات کو چلنا یہی اسراء کا معنی ہے مثلاً کہا جاتا ہے۔ اسری وسری ای سار لیلا۔ یعنی وہ رات کو گیا۔ اسی سے السریہ السرایا کا واحد ہے اس لیے کہ وہ لشکر دشمن پر حملہ کرنے کے لیے خفیہ جاتا ہے۔ اب معنیٰ یہ ہوا کہ اللہ تعالےٰ نے محبوب نبی کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رات کے وقت سیر کرائی۔

ازالہ وہم حضرت نے فرمایا کہ اسریٰ کہنے سے وہمیوں کے تمام توہمات کافور ہو گئے اس لیے کہ اگر سار کہا جاتا تو لوگ کہتے کہ نبی علیہ السلام بشر ہو کر اوپر کیسے گئے اور پھر آن کی آن میں کیسے واپس آ گئے اور کرات زمہریر و نار وغیرہ سے کیسے گزرے اللہ تعالی نے اسے اپنی طرف منسوب فرما دیا کہ جیسے اسکی قدرت پر وہ کبھی ایسے اوہام باطلہ دل میں نہیں لاتے

اسکی مثال یہ حدیث ہے۔

حبب الی من دنیاکم ثلاث۔

اس میں اگر حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم **احببت** فرماتے تو بعض گندے مزاجوں میں وہم پیدا ہوتا کہ حضور نبی کریم علیہ السلام بھی دنیوی امور کی محبّت میں گرفتار ہیں (معاذ اللہ) لیکن حضور علیہ السلام نے اس وہم کو دفع فرمایا کہ مجھے دنیوی امور سے اگر کوئی تعلق ہے تو وہ نفسانیت سے نہیں بلکہ امور الٰہی سے ہے۔

عقیدہ ۱۴:۔

اسراء عرف قرآن میں بیت المقدس تک جانا ہے اور معراج بیت المقدس سے اوپر آسمانوں پر آپ صلے اللہ علیہ وسلم کا عروج وصعود ہے۔ اسراء کا ذکر آیت میں وضاحت سے پایا جاتا ہے۔ معراج کا ذکر کسی آیت سے ایسا روشن اور صاف نہیں بلکہ احادیث کی مدد سے سورۂ نجم کی بعض آیات سے قیاس اور اجتہاد سے مستنبط ہے۔

آسمانوں سے عرش اعلیٰ پھر ورای الوریٰ کا ثبوت اخبار احاد سے ہے۔ اسی لیے اسکا منکر کافر و فاسق بھی نہیں۔ **والتفصیل فی المطولات**

حدیث معراج شریف | مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہاں حدیث معراج شریف اختصاراً عرض کردوں تاکہ قصیدہ معراج شریف کے سمجھنے میں آسانی ہو۔

انس بن مالک حضرت مالک بن صعصعہ رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام سے اس رات کی کیفیت بیان فرمائی۔ جس میں آپکو معراج ہوئی تھی۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد

فرمایا کہ

میں حطیم کعبہ میں تھا ئیکایک میرے پاس ایک آنے والا آیا اور اس نے میرا سینہ یہاں سے لیکر یہاں تک چاک کیا۔ راوی کہتا ہے کہ میں نے جارود سے پوچھا وہ میرے قریب بیٹھے ہوئے تھے کہ یہاں سے یہاں تک کا کیا مطلب ہے انہوں نے بتایا کہ حلقوم شریف سے لیکر ناف مبارک تک۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ پھر اس آنے والے نے میرا سینہ چاک کرنے کے بعد میرا دل نکالا پھر میرے پاس سونے کا ایک طشت لایا گیا جو ایمان وحکمت سے لبریز ہو گیا۔ اس قلب کو سینۂ اقدس میں اس کی جگہ پر رکھ دیا گیا اس کے بعد میرے پاس ایک جانور سوار ہونے کے لیے لایا گیا جو خچر سے نیچا اور گدھے سے اونچا تھا۔ (جارود نے حضرت انس سے پوچھا کہ اے ابو حمزہ کیا وہ براق تھا؟ حضرت انس نے فرمایا ہاں) وہ اپنا قدم منتہائے نظر پر رکھتا تھا۔ اس پر سوار ہوا پھر جبریل مجھے لیکر چلے۔

مسلم شریف کی روایت میں آسمان پر جانے سے پہلے بیت المقدس تشریف لیجانے کا ذکر اس طرح وارد ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں براق پر سوار ہو کر بیت المقدس آیا اور میں نے اپنی سواری کو اسی حلقے میں باندھ دیا۔ جس میں انبیاء علیہم السلام اپنی سواریاں باندھا کرتے تھے۔ پھر میں مسجد اقصیٰ میں داخل ہوا۔

(مسلم شریف ص ۹۱)

اور مسلم شریف کی دوسری روایت میں ہے کہ پھر نماز کا وقت آ گیا اور میں نے انبیاء علیہم السلام کی امامت کی۔ (مسلم شریف ص ۹۲)

اور مسلم شریف کی ایک اور روایت میں ہے کہ بیت المقدس شریف جاتے ہوئے میں موسیٰ علیہ السلام کی قبر سے گزرا تو وہ اپنی قبر میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔ اسکے بعد ہم آسمان پر پہنچے تو جبریل علیہ السلام نے اس کا

دروازہ کھلوایا۔ پوچھا گیا یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا جبریل ہے۔ پھر آسمان کے فرشتوں نے پوچھا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد صلے اللہ علیہ وسلم۔ پوچھا گیا کہ وہ بلائے گئے ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے جواب دیا کہ ہاں۔ کہا گیا انہیں خوش آمدید ہو۔ انکا آنا بہت اچھا اور مبارک ہے دروازہ کھول دیا گیا جب میں وہاں پہنچا تو آدم علیہ السلام ملے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا کہ یہ آپکے باپ آدم علیہ السلام ہیں آپ انہیں سلام کیجئے میں نے سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا خوش آمدید ہو صالح بیٹے اور صالح نبی کو۔ پھر جبریل علیہ السلام (میرے ہمراہ) اوپر چڑھے۔ یہاں تک کہ دوسرے آسمان پر پہنچے اور انہوں نے اسکا دروازہ کھلوایا۔ پوچھا گیا کون؟ انہوں نے کہا جبریل دریافت کیا گیا تمہارے ہمراہ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد صلے اللہ علیہ وسلم۔ پھر پوچھا گیا کہ وہ بلائے گئے ہیں؟ جبریل علیہ السلام نے کہا ہاں اس (دوسرے آسمان کے دربان) نے کہا خوش آمدید ہو۔ ان کا آنا مبارک ہے۔ یہ کہہ کر دروازہ کھول دیا۔ پھر جب میں وہاں پہنچا تو یحیٰی اور عیسٰی علیہما السلام ملے اور وہ دونوں آپس میں خالہ زاد بھائی ہیں جبریل علیہ السلام نے کہا یہ یحیٰی اور عیسٰی ہیں آپ انہیں سلام کیجئے میں نے انہیں سلام کیا ان دونوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا خوش آمدید ہو اخ صالح اور نبی صالح کو۔ پھر جبریل علیہ السلام مجھے تیسرے آسمان پر لے گئے اور اسکا دروازہ کھلوایا۔ پوچھا گیا کون؟ انہوں نے کہا جبریل دریافت کیا گیا تمہارے ساتھ کون ہیں انہوں نے بتایا کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم پھر دریافت کیا گیا وہ بلائے گئے ہیں جبریل علیہ السلام نے کہا ہاں پھر کہا یہ یوسف علیہ السلام ہیں انہیں سلام کیجئے میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر انہوں نے کہا خوش آمدید ہو اخِ صالح اور نبی صالح کو اسکے بعد جبریل علیہ السلام چوتھے آسمان پر مجھے لے گئے اور اس کا دروازہ کھلوایا گیا۔ پوچھا گیا کون؟ انہوں نے کہا جبریل۔ پھر دریافت کیا گیا کہ تمہارے

ہمراہ کون ہے؟ جبریل علیہ السلام نے کہا محمد صلے اللہ علیہ وسلم پھر پوچھا گیا کیا وہ بلائے گئے ہیں؟ انہوں نے کہا ہاں۔ چوتھے آسمان کے دربان نے کہا انہیں خوش آمدید ہو ان کا آنا بہت ہی اچھا اور نہایت مبارک ہے اور دروازہ کھول دیا گیا۔ پھر جب میں وہاں پہنچا تو ادریس علیہ السلام ملے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا یہ ادریس ہیں۔ انہیں سلام کیجئے میں نے انہیں سلام کیا۔ انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ اس کے بعد کہا خوش آمدید ہو اخِ صالح اور نبی صالح کو۔ پھر جبریل علیہ السلام مجھے ساتھ لیکر اوپر چڑھے یہاں تک کہ پانچویں آسمان پر پہنچے اور انہوں نے اسکا دروازہ کھلوایا۔ پوچھا گیا کون؟ انہوں نے کہا جبریل، دریافت کیا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد صلے اللہ علیہ وسلم پوچھا گیا کیا وہ بلائے گئے ہیں انہوں نے کہا ہاں پانچویں آسمان کے دربان نے کہا انہیں خوش آمدید ہو ان کا آنا بہت ہی اچھا اور مبارک ہے پھر جب میں وہاں پہنچا تو ہارون علیہ السلام ملے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا یہ ہارون علیہ السلام ہیں۔ انہیں سلام کیجئے میں نے انکو سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا۔ پھر کہا خوش آمدید ہو اخِ صالح اور نبی صالح کے لیے۔ پھر جبریل علیہ السلام مجھے اٹھا لے گئے یہاں تک کہ ہم چھٹے آسمان پر پہنچے۔ جبریل علیہ السلام نے اسکا دروازہ کھلوایا پوچھا گیا کون؟ انہوں نے کہا جبریل دریافت کیا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد صلے اللہ علیہ وسلم پوچھا گیا کیا وہ بلائے گئے ہیں انہوں نے کہا ہاں اس فرشتے نے کہا انہیں خوش آمدید ہو انکا آنا بہت ہی اچھا اور مبارک ہے میں وہاں پہنچا تو موسیٰ علیہ السلام ملے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا یہ موسیٰ علیہ السلام ہیں انہیں سلام کیجئے۔ میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا خوش آمدید ہو اخِ صالح اور نبی صالح کو۔ پھر جب میں آگے بڑھا تو وہ روئے ان سے پوچھا گیا کہ آپ کیوں روتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ

میں اس لیے روتا ہوں کہ میرے بعد ایک مقدس لڑکا مبعوث کیا گیا جس کی امت کے لوگ میری امت سے زیادہ جنت میں داخل ہونگے۔

پھر جبریل علیہ السلام مجھے ساتویں آسمان پر چڑھا لے گئے اور اس کا دروازہ کھولا پوچھا گیا کون؟ انہوں نے کہا جبریل۔ پوچھا گیا تمہارے ساتھ کون ہے؟ انہوں نے کہا محمد صلے اللہ علیہ وسلم۔ پوچھا گیا کیا وہ بلائے گئے ہیں انہوں نے کہا ہاں تو اس فرشتے نے کہا انہیں خوش آمدید ہو۔ ان کا آنا بہت اچھا اور نہایت مبارک ہے پھر جب میں وہاں پہنچا تو ابراہیم علیہ السلام ملے۔ جبریل علیہ السلام نے کہا یہ آپکے باپ ابراہیم علیہ السلام ہیں انہیں سلام کیجئے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا اور کہا خوش آمدید ہو ابن صالح اور نبی صالح کو پھر میں سدرۃ المنتہیٰ تک چڑھایا گیا تو اس درخت سدرہ کے پھل مقام ہجر کے مٹکوں کی طرح تھے۔ اور اسکے پتے ہاتھی کے کانوں جیسے تھے جبریل علیہ السلام نے کہا یہ سدرۃ المنتہیٰ ہے اور وہاں چار نہریں تھیں۔ دو پوشیدہ اور دو ظاہر۔ میں نے پوچھا اے جبریل یہ نہریں کیسی ہیں انہوں نے کہا ان میں جو پوشیدہ ہیں وہ تو جنت کی نہریں ہیں اور جو ظاہر ہیں وہ نیل و فرات ہیں پھر بیت المعمور میرے سامنے ظاہر کیا گیا اسکے بعد مجھے ایک برتن شراب کا اور ایک دودھ کا اور ایک برتن شہد کا دیا گیا۔ میں نے دودھ کو لے لیا۔ جبریل علیہ السلام نے کہا یہی فطرت (دین اسلام) ہے آپ اور آپ کی امت اس پر قائم رہیں گے اس کے بعد مجھ پر ہر روز پچاس نمازیں فرض کی گئیں میں واپس آیا تو موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے گزر ہوا۔ موسیٰ علیہ السلام نے کہا آپ کو کیا حکم دیا گیا ہے۔ میں نے کہا ہر روز پچاس نمازوں کا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا قسم ہے اللہ کی آپ کی امت ہر روز پچاس نمازیں نہیں ادا کر سکے گی قسم ہے اللہ کی آپ سے پہلے میں نے لوگوں کو آزمایا ہے۔ اور میں نے بنی اسرائیل

کو بیحد سمجھایا کہ وہ رب تعالیٰ کی عبادت کریں مگر انہوں نے عبادت نہ کی آپ اپنے رب کی طرف لوٹ کر جائیں اور اس سے اپنی امت کے لیئے تخفیف کا سوال کریں آپ نے فرمایا۔ پھر اللہ نے مجھ سے دس نمازیں کم کر دیں پھر جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پھر وہی بات کہی جو پہلے کہی تھی۔ پھر جب میں موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انہوں نے پھر وہی بات کہی میں پھر دربار الٰہی میں حاضر ہوا تو اس نے دس نمازیں اور کم کر دیں اور مجھ کو حکم ہوا کہ ہر روز دس نمازیں پڑھیں اسکے بعد بھی موسیٰ علیہ السلام نے مجھے وہی بات کہی جو پہلے کہی تھی میں نے پھر رب تعالیٰ کی طرف رجوع کیا پھر اس نے مجھ کو ہر روز پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم دیا۔ پھر میں موسی علیہ السلام کے پاس آیا۔ انہوں نے کہا اب کی بار کیا حکم ہوا میں نے کہا میرے رب نے مجھ کو ہر روز پانچ نمازوں کا حکم دیا ہے موسیٰ علیہ السلام نے کہا آپ کی امت ہر روز پانچ نمازیں پڑھنے کی بھی طاقت نہیں رکھے گی۔ بے شک میں نے آپ سے قبل لوگوں کا خوب امتحان لیا ہے۔ اور میں نے انکے سمجھانے میں بڑی محنت کی ہے آپ پھر اپنے رب کے پاس جائیں اور اس سے اپنی امت کے لیے نماز کی تخفیف کا سوال کریں آپ نے فرمایا کہ میں نے موسیٰ علیہ السلام کو کہا کہ میں نے اپنے رب سے یہاں تک سوال کیا ہے کہ اب مجھے حیا آتی ہے لیکن رب تعالےٰ سے میں اتنی نمازوں کے ساتھ راضی ہوں اور اسکو تسلیم کرتا ہوں۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میں وہاں سے آگے گیا تو کسی پکارنے والے نے پکارا۔ میں نے اپنے فریضہ کو نافذ کیا اور اپنے بندوں پر تخفیف کی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے جو پانچ نمازیں پڑھے گا وہ ثواب پچاس نمازوں کا پائے گا۔ اس حدیث میں مسجد اقصیٰ کا ذکر نہیں۔ ثابت بنانی کی حدیث میں ہے

کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں براق پر سوار ہوا یہاں تک کہ میں بیت المقدس میں آیا اور میں نے براق کو اس حلقہ سے باندھا جس سے انبیاء اپنا براق باندھتے تھے۔ پھر میں مسجد میں داخل ہوا اور اس میں دو رکعت نماز پڑھی اس کے بعد دو برتن لائے گئے ایک دودھ کا اور ایک شراب کا۔ میں نے دودھ کو پسند کیا جبریل علیہ السلام نے کہا آپ نے فطرت کو پسند کیا۔

اس حدیث میں دودھ اور شراب کے دو برتنوں کا پیش خدمت ہونا بیت المقدس میں کہا گیا ہے اور سابقہ حدیث میں اسکا ذکر آسمان پر بیت المعمور میں ذکر کیا گیا ہے۔ ہوسکتا ہے دونوں جگہ ایسا ہوا ہو۔ نیز اس حدیث میں انبیاء کے ساتھ نماز پڑھنے کا کوئی ذکر نہیں۔ جبکہ دیگر حدیثوں میں ذکر آیا ہے۔ مرقات میں ملا علی قاری نے رقم فرمایا ہے کہ یہ وہ نماز ہے جس میں انبیاء علیہم السلام نے آپکی اقتداء کی اور آپ کا اس میں امام الاصفیاء ہونا ثابت ہوا۔

ثابت بنانی کی روایت میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جب تیسرے آسمان پر پہنچے تو وہاں یوسف علیہ السلام کو دیکھا۔ آپ نے یوسف علیہ السلام کے متعلق فرمایا۔

اذا ھو قلا اعطی شطر الحسن۔ اسکو یعنی یوسف کو آدھا حسن دیا گیا یا اس سے جنس حسن مراد ہے یا اس سے حضرت یوسف علیہ السلام کے زمانہ والے مراد ہیں۔ یعنی انکے زمانہ کے حسینوں کے مقابلہ میں تنہا یوسف علیہ السلام کو آدھا حسن دیا گیا اور دوسرے تمام حسینوں کے مابین باقی آدھا حصہ حسن کا بانٹا گیا ہے

مرقاۃ شریف صـ ۱۴۹ ج ۱۱ میں ہے۔

ترجمہ:۔ متاخرین سے بعض حفاظ نے جو ہمارے معتبر مشائخ سے ہیں کہا

ہے کہ بیشک سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم یوسف علیہ السلام سے زیادہ حسین تھے اس لیے کہ یوسف علیہ السلام کے متعلق نقل نہیں کہ انکے چہرے کی روشنی دیواروں پر پڑتی تھی۔ وہ آئینہ کی مانند نہیں تھا کہ اس میں منعکس ہو۔ وہ چیز جو اس کے سامنے ہو لیکن یہ شان ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی صورت کے حق میں بیان کی گئی ہے اللہ تعالیٰ نے آپکے اکثر جمال کو چھپا رکھا تھا اس لیے کہ اگر آپکے جمال کو اس کی حقیقت سے ظاہر کیا جاتا تو وہ اس کی طاقت نہ رکھتے تھے جیسا کہ بعض محققین کا قول ہے لیکن جمال یوسفی کو لوگوں سے چھپایا نہیں گیا۔ ثابت بنانی کی روایت میں یہ بات بھی زائد ہے کہ بیت المعمور میں ہر روز ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں

اور جو جماعت ایک بار داخل ہوئی پھر وہ داخل نہیں ہوتی اور اس میں یہ بھی ہے کہ اے محبوب آپ کی امت سے جو کوئی پانچ نمازیں پڑھے گا وہ ثواب پچاس نمازوں کا پائے گا اور جس نے نیکی کا ارادہ کیا اور اسکو کیا نہیں اس کے لیے ایک نیکی کا ثواب لکھا جاتا ہے اور جس نے اس کو کیا اسکے لیے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جس نے برائی کا ارادہ کیا اور اسکو کیا نہیں اس کے لیے وہ برائی نہیں لکھی جاتی اور جس نے اسکو کیا اس کے لیے صرف ایک برائی لکھی جاتی ہے۔

ابن شہاب عن انس کی روایت میں پہلی روائتوں سے یہ چیز زائد ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ فرج عنّی سقف بیتی و انا بمکۃ جب میں مکہّ میں تھا تو میرے گھر کی چھت کو پھاڑا گیا۔ مطلب یہ ہے کہ حضرت جبرئیل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں اُمّ ہانی کے گھر کی چھت کو پھاڑ کر نازل ہوتے اور امّ ہانی کے گھر کو اپنا گھر اس نسبت سے فرمایا کہ اس رات آپ وہاں آرام فرماتھے۔ (مرقات)

اسی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے

وہاں آدم علیہ السلام کو اس حال میں پایا کہ ان کے دائیں جانب کچھ لوگ ہیں اور ان کے بائیں جانب کچھ لوگ ہیں جب وہ بائیں جانب دیکھتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور ہنستے ہیں اور جب بائیں جانب دیکھتے ہیں تو روتے ہیں۔ پوچھنے پر معلوم ہوا کہ جو آدم کی دائیں جانب ہیں وہ آدم کی وہ اولاد ہے جو جنت میں جائے گی اور جو بائیں جانب ہیں وہ آدم کی وہ اولاد ہے جو دوزخ میں جائے گی۔

اس روایت میں یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ثم عرج بی حتی ظہرت لمستوی اسمع فیہ صریف الاقلام پھر مجھ کو اوپر چڑھایا گیا یہاں تک کہ میں مقام مستوی پر بلند ہوا۔ اس میں میں نے قلموں کے چلنے کی آواز کو سنا۔ مرقات میں ہے مستوی قرار پکڑنے کی یا بلندی چاہنے کی جگہ کو کہتے ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم اتنی بلندی پر پہنچے کہ جو ملائکہ جہان کی مقادیر و قضا کو لکھنے والے ہیں ان کے قلموں کے چلنے کی آواز مسموع فرمائی۔ مرقات میں اس کی شرح میں لکھا ہے۔ وھذا واللہ ھو المنتھی الذی لا تقدم فیہ لاحد علیہ کذا حققہ بعض الشارحین من علمائنا۔ قسم ہے اللہ کی یہی ہے وہ منتہیٰ کہ اس میں آپ پر کسی کو تقدم حاصل نہیں یعنی آپ کے سوا یہاں کوئی نہیں پہنچا۔ ایسا ہی ثابت کیا ہے اسکو ہمارے علماء سے بعض شارحین نے انتہیٰ۔

آپ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جبریل میرے ساتھ چلتا رہا یہاں تک کہ وہ پہنچا سدرۃ المنتہیٰ تک۔ سدرۃ المنتہیٰ کو کئی رنگوں نے ڈھانکا ہے ان رنگوں کی کیفیت کو اللہ ہی جانتا ہے آپ نے فرمایا۔ پھر مجھ کو جنت میں داخل کیا گیا میں نے وہاں دیکھا کہ اسکے گنبد موتیوں کے بنے ہوئے ہیں۔ اور وہاں کی مٹی کستوری

کی ہے۔

حضرت عبداللہ رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ سے مروی ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ چھٹے آسمان پر ہے جو چیز زمین سے اوپر چڑھتی ہے اس کی انتہی وہاں تک ہے۔ پھر اسکو وہاں سے اوپر کیا جاتا ہے اور جو چیز اوپر سے نازل ہوتی ہے اس کی انتہا بھی وہاں تک ہے پھر وہاں سے اسکو نیچے کیا جاتا ہے۔ ڈھانکا ہے سدرہ کو جس نے اسکو ڈھانکا۔ راوی نے اسکی تفسیر کی کہ وہ سونے کے پروانے ہیں۔ جنہوں نے اس کو ڈھانکا ہے وہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تین چیزیں عطا ہوئیں پانچ وقت کی نماز سورہ البقرہ کی آخری آیات اور اس شخص کی مغفرت جس نے آپ کی امت سے کسی چیز کو اللہ کا شریک نہیں ٹھہرایا۔

صحاح کی احادیث میں جو واقعہ معراج کا ہے وہ بعض اختلاف کے ساتھ یہی ہے جس کا ہم نے اوپر ذکر کیا اس میں کسی کا اختلاف نہیں۔

۱۔ وہ سرورِ کشورِ رسالت جو عرش پر جلوہ گر ہوئے تھے
نئے نرالے طرب کے سامان عرب کے مہمان کے لیے تھے

حل لغات

سرور (فارسی) سردار۔ کشور (فارسی مؤنث) ولایت دیس ملک۔ رسالت۔ پیغمبری۔ طرب۔ عربی مؤنث۔ خوشی فرحت۔ مہمان (فارسی) مہ اور ماں سے مرکب ہے مہ بمعنی چاند اور ماں بمعنی بمثل یعنی چاند جیسا چونکہ مہمان شرعاً ایک محبوب اور باہر سے آیا ہوا شخصیت

ہوتی ہے اسی لیے اس نام سے موسوم کرتے ہیں۔

شرح

وہ کشور رسالت کے سرور جو عرش الٰہی پر جلوہ گر ہوئے تھے عرب کے مہمان کے لیے نئے اور نرالے فرحت کے سامان تیار کیے گئے تھے۔

معراج کی تعداد

حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اسری بی فی قفص من لؤلؤ فراشہ من ذھب (روح البیان صـ ۱۰۳ ج ۵ از بحر العلوم مجھے موتیوں والے قفص میں سیر کرائی گئی جسکا بستر سونے کا تھا۔

حضرت شیخ الاکبر قدس سرہٗ نے فرمایا کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معراج چونتیس بار ہوئی صرف ایک بار جسمانیت سے باقی روحانیت سے اور یہ گنتی قبل نبوت اور اس کے بعد تا وصال مکمل ہوئی۔

عقیدہ ۱:۔ اہلسنت کے نزدیک معراج بیداری اور روح مع الجسد یعنی اسی بشری شکل وصورت میں ہوئی۔

معراج جسمانی کی عقلی دلیل

جسمانی معراج کی عقلی دلیل لفظ عبدہٖ سے واضح ہے اس لیے کہ عبد روح مع جسد کو کہا جاتا ہے دوسری دلیل یہ ہے کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے براق لایا گیا اور براق جسم (ثقیل شے) اٹھانے کے لیے ہو سکتا ہے ورنہ روح کے لیے براق کس لیے؟ تیسری دلیل یہ ہے کہ اگر روح سے معراج ہوتی تو پھر معراج کے منکرین کو انکار کیسا اس لیے کہ روح سے معراجی واقعات کو منکرین بھی محال نہیں سمجھتے انہیں انکار تھا تو جسمانیت سے (وہو المقصود)

بدعتی کی علامت

کاشفی نے لکھا کہ وہ بدعتی گروہ ہے جو حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسم کو ثقیل سمجھ کر جسمانی معراج کا انکار کرتا ہے اس لیے کہ وہ نہ صرف شان نبوت کا منکر ہے بلکہ اسے قدرت حق کا بھی انکار ہے۔

آنکہ سرشت تنش از جان بود
سیر و عروجش بتن آسان بود

ترجمہ:۔ جس کی تخلیق ہی روحانی ہو اس کے لیے جسم کے ساتھ معراج کو جانا کیا مشکل ہے؟

نبی علیہ السلام کی بشریت بھی نوری تھی

اسکی ایک دلیل واقعہ معراج بھی ہے کہ آپ بشری شکل میں نوری بشریت سے پرواز فرمائی۔ چنانچہ صاحب روح البیان صفحہ ۱۰۳ جلد ۵۔ آیت ہذا کے تحت لکھتے ہیں کہ

وقد ذكروا ان جبريل	احادیث میں مذکور ہے کہ جبریل
عليه السلام اخذ طينة	علیہ السلام نے حضور علیہ السلام
النبى صلى الله عليه وسلم	کے جسم مبارک کا خمیر لیا تو اسے
فجنها بمياه الجنة و	بہشت کے پانیوں سے دھویا
كدورة فكان جسده	یہاں تک کہ اس سے جملہ کثافتیں
الطاهرة من	اور کدورتیں دور ہوئیں اس اعتبار
العالم۔	سے آپکا جسم بھی آپ کی روح
	پاک کی طرح علوی ہوگا۔

فائدہ:۔ اسی لیے ہم سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے کہتے ہیں کہ آپ

نور ہیں اور آپ کی بشریت بھی نوری ہے۔ فافھم ولا تکن من الوھابین الجاھلین۔

شب معراج میں سواریاں

یاد رہے کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم شب معراج سواریاں کے محتاج نہیں تھے بلکہ سواریوں سمیت ہر شئے حضور علیہ السلام کی نظر کرم کے محتاج تھے بلکہ یوں کہو کہ جونہی آپ تشریف لے گئے تو ہر ایک کو معراج ہوگئی۔

شب معراج میں آپ صلے اللہ علیہ وسلم کی سواریاں تھیں براق مکہ سے بیت المقدس تک۔ معراج یعنی سیڑھی بیت المقدس سے آسمان دنیا تک، ملائکہ کے پر ساتویں آسمان تک۔ جبرئیل کا پر سدرۃ المنتہی تک اور اس سے اوپر رفرف قاب قوسین او ادنیٰ تک۔

آپ کے معراج کی مسافت مقام او ادنیٰ سے مقام اوحیٰ تک تین لاکھ سال کی مسافت کے برابر ہے بعض نے تین لاکھ پچاس ہزار سال بتائی ہے۔

فائدہ:۔ رات کو معراج ہونے کی وجہ یہ ہے کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم سراج ہیں اور سراج رات ہی کو روشن ہوتا ہے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم بدر ہیں۔ بدر بھی رات کو طلوع کرتا ہے۔

فائدہ:۔ ساری زمین کا پانی بیت المقدس کے صخرہ کے نیچے سے پھوٹتا ہے مسجد اقصیٰ ان چار مسجدوں سے ایک ہے جس میں دجال داخل نہیں ہوسکے گا وہ چار مسجدیں یہ ہیں۔

۱۔ مسجد مدینہ
۲۔ مسجد اقصیٰ
۳۔ مسجد مکہ ۴۔ مسجد قباء

بہار ہے شادیاں مبارک چمن کو آبادیاں مبارک

۲۔

ملک فلک اپنی اپنی لے میں یہ گھر عنادل کا بولتے تھے

حل لغات لَے (اردو) (مؤنث) سُر۔ لہجہ۔ شوق۔ دُھن۔ گھر۔ گانے والوں کا ایک طریقہ۔ عنادل۔ عندل کی جمع۔ بُلبُل۔

شرح ہر ملک ہر فلک اپنی اپنی سُر اور لہجہ میں بلبلوں کے طرز پر یہی کہہ رہے تھے آج رحمت کی بہار ہے چمن کو شادیاں اور آبادیاں مبارک۔

معراج کی حکمتیں حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو اس خاکدان عالم سے شب معراج آسمان پر بلانے اور عجائب وغرائب قدرت دکھانے میں کئی حکمتیں تھیں۔

۱۔ ایک رات حضور علیہ السلام کی امت گنہگار مع اعمال حضور پر پیش کی گئی آپ ان کے جرم وگناہ حد سے زیادہ شمار سے باہر دیکھ کر نہایت ملول ومحزون ہوئے اللہ تعالےٰ کو اپنے پیارے حبیب کا غمگین ورنج آلودہ ہونا اچھا نہ معلوم ہوا۔ اور شب معراج حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو بلا کر اپنے دریا ہائے رحمت وخزائن مغفرت دکھلائے تاکہ کثرت گناہ امت سے غمگین نہ ہوں اور دیکھیں کہ ان کی امت کے جرم وگناہ زیادہ ہیں یا ان کے رب عزوجل کے خزائن مغفرت ودریائے رحمت

آفاق تیر گرچہ زردی سیاہ ماست
دریائے رحمت تو فزوں از گناہ ماست

۲۔ آج کی شب اپنے حبیب (صلے اللہ علیہ وسلم) کو اپنے حضور میں بلا کر اپنا دیدار دکھائیں تمام آسمان و عرش و کرسی جنت و دوزخ و مافیہا کی سیر کرائیں تاکہ رعب و ادب خوف و خطر ان کے قلب سے زائل ہو جائے اور قیامت جیسے دہشت و ہولناک دن میں بیخوف و خطر تاج شفاعت فرق انور پر رکھ کر اپنے رب احکم الحاکمین کے حضور حاضر ہو کر حرف شفاعت زبان پر لائیں اور امت گنہگار کی شفاعت فرما کر جنت میں لیجائیں کہ قاعدہ ہے۔ جب کوئی پہلی بار کسی حاکم ذی وجاہت کے حضور یا مقام ہولناک میں جاتا ہے تو اس کے رعب و ادب کے باعث زبان سے بات نکلنا دشوار ہوتی ہے۔ لرزہ بدن پر طاری ہوتا ہے اور اس مقام میں خوف کے باعث چلنا مشکل ہو جاتا ہے دل میں سو سو طرح سے خوف و ہراس پیدا ہوتا ہے اور جب دوبارہ ایسی جگہ جانے کا اتفاق پڑتا ہے تو پہلے کی طرح دوبارہ جانے میں خوف و ہراس طاری نہیں ہوتا۔

۳۔ بادشاہ حقیقی نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنا حبیب بنایا اور حبیب کو اپنے تمام خزائن و دفائن پر مطلع کرنا۔ اور عجائب و غرائب مملکت کی سیر کرانا چاہیئے جیساکہ بادشاہان مجازی کا دستور ہوتا ہے کہ وہ جب کسی کو اپنی محبت کے ساتھ مخصوص کرتے ہیں تو تمام خزائن و دفائن سے اسے مطلع کرتے ہیں اور عجائب و غرائب ملک کی سیر کراتے ہیں اور تمام اشیاء کا اسے مختار و مدار المہام بناتے ہیں لہذا اس بادشاہ حقیقی نے پہلے تمام خزائن و دفائن زمین پر حضور کو مطلع فرمایا جیساکہ حدیث میں آیا۔ زویت لی الارض فاریت مشارقها و مغاربها میرے لیے زمین سمیٹی گئی اور اس کے مشارق و مغارب مجھے دکھلائے گئے پھر شب

معراج اپنے پاس بلا کر عجائب و غرائب سموات و دوزخ و جنات و ما فیہا کی سیر کرائی اور ان کے مفاتیح حضور کو عطا فرمائیں اور سب کا مالک و مختار بنایا جسے جو چاہیں دیں جسے چاہیں نہ دیں۔ ؎

کل عالم و مافیہ کے سیاہ و سفید کا
خالق نے انہیں مالک و مختار کر دیا

۴- اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین پیدا فرمائے تو ان دونوں نے آپس میں مفاخرت و مباحات کی زمین نے کہا کہ میں تجھ سے بہتر ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بیوت و بحار و اشجار و اثمار و انہار و پہاڑ و وحوش و طیور چرند و پرند جن و انس جمادات نباتات معدنیات وغیرہ سے زیب و زینت دی اور رنگ برنگ کے پھولوں پھلوں سبزیوں ترکاریوں سے آراستہ و پیراستہ فرمایا آسمان نے کہا میں تجھ سے بہتر ہوں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے چاند و سورج ستاروں و سیاروں سے مزین فرمایا اور مجھ میں عرش و کرسی لوح و قلم دوزخ و جنت اور اس کے اشجار اثمار انہار حور و غلماں ملائکہ پیدا فرمائے زمین نے کہا کہ مجھ میں اللہ تعالیٰ نے ایسا برکت والا گھر بنایا کہ جس کی زیارت و طواف کو انبیاء و اولیاء اور تمام مسلمان راہ دور و دراز سے آتے ہیں آسمان نے کہا مجھ میں بیت المعمور ہے کہ جسکے طواف کو فرشتے آتے ہیں اور مجھ میں جنت ہے کہ جہاں تمام انبیاء و مرسلین اور اولیاء و صالحین کی روحیں آکر جمع ہوتی ہیں اور بعد حشر ہمیشہ اس میں رہیں گی زمین نے کہا کہ میں تجھ سے بدرجہا بہتر ہوں کہ مجھ میں سید المرسلین خاتم النبیین حبیب رب العالمین باعث موجودات علیہ افضل الصلوٰۃ و اکمل التحیات رونق افروز ہوئے اور احکام شریعت جاری کیے اللہ کے دین کو مجھ پر پھیلایا جب یہ آسمان نے سنا جواب سے عاجز و ساکت ہو کر جناب

باری میں عرض کی کہ الٰہی تو ہی مضطر و پریشان کی دعا مقبول کرنے والا ہے میں زمین سے مناظرے میں ساکت اور جواب سے عاجز ہو گیا لہذا تجھ سے ملتجی ہوں کہ تو اپنے حبیب لبیب کو مجھ پر بلاتا کہ میں بھی زمین کی طرح اس کے قدوم میمنت لزوم کے باعث فخر کردن پس اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول فرمائی اور اپنے حبیب کو آسمان پر بلایا اور اسے خجلت و شرمندگی سے رہا کیا۔

۵۔ اپنے حبیب کو آسمان پر بلا کر تمام ملائکہ مقربین اور انبیاء و مرسلین پر آپ کا فضل و شرف ظاہر فرمائے اور سب کا امام و پیشوا بنائے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ بیت المقدس میں حضور امام الانبیاء ہوئے اور ان پر حضور کا فضل و شرف ظاہر ہوا اور بیت المعمور میں امام الملائکہ کئے گئے تاکہ ان پر بھی آپکا فضل و بزرگی عیاں ہو۔ یا یہ حکمت تھی کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو رحمتِ عالم فرمایا آپکی رحمت سے زمین والے تو مستفیض ہوئے تھے آسمان والے رہے جلتے تھے۔ لہذا اللہ تعالیٰ نے حضور کو آسمان پر بلایا اور اپنے حبیب کی رحمت سے آسمان والوں کو بھی مستفیض فرمایا تاکہ کوئی فرد عالم آپ کی رحمت سے محروم نہ رہے۔

۶۔ جب اللہ تعالےٰ نے حضور علیہ السلام پر آیۃ الکرسی نازل فرمائی اور جبرئیل نے اسکے فضائل و فوائد آپکے روبرو بیان کیے آپ کو اسکے دیکھنے کا شوق پیدا ہوا۔ لہذا اللہ تعالےٰ نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو آسمان پر بلا کر کرسی دکھائی آپ نے دیکھا کہ وہ زمرد سبز کی ہے اور ایک روایت میں سونے کی ہے اور ایک روایت میں موتی کی اور اسکے پائے مروارید کے ہیں اور اس قدر بڑی ہے کہ تمام آسمان و زمین اسکے اوپر مثل ایک حلقہ کے ہیں اور اس پہ بخط نور آیۃ الکرسی لکھی ہے اور آس پاس اس کے چالیس ہزار

کرسیاں اور رکھی ہیں اور ہر ایک پر ایک فرشتہ کھڑا ہوا آیتہ الکرسی پڑھ رہا ہے اور ثواب ان کا قاری آیتہ الکرسی کو امت محمدیہ سے بخشتا ہے۔

۷۔ جب بعد وفات ابوطالب کفار عرب نے حضور کو بے حد ایذا دینا شروع کی تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دن نہایت حسرت و یاس سے فرمایا کاش اگر آج کوئی میرا دوست ہوتا تو کام آتا۔ رفیق ہوتا تو غمخواری کرتا یار ہوتا تو دلداری کرتا اب ان کافروں نے محمد کو تنہا پاکر ایذا دینا اور بُرا کہنا شروع کیا ہے۔ یہ فرما کر شام کو اپنی پھوپھی ام ہانی کے گھر جاکر ایک حجرے میں ملول ومغموم عبادت الٰہی میں مشغول ہوتے اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کو ملول ومغموم دیکھ کر دلداری و غمخواری فرمائی اور اسی رات جبرئیل کو بھیج کر اپنے پاس بلایا اور اپنے عجائب وغرائب قدرت دکھا کر دیدار و کلام سے مشرف فرما کر حضور کی تسکین خاطر فرمائی۔ بھید واسرار کی باتیں کہا کرتا ہے رازِ دل عیاں کرتا ہے اور اللہ تعالےٰ کو بھی اپنے محبوب کو اپنے حضور بلا کر مغیبات دو عالم پر مطلع کرنا اور راز و اسرار فاوحی الی عبدہ ما اوحی سے آگاہ کرنا مقصود تھا۔ لہٰذا اللہ تعالےٰ نے بھی اپنے حبیب سے راز دل کہنے اسرار فاوحی الی عبدہ ما اوحی پر مطلع کرنے کے واسطے رات کو دن پر اختیار فرمایا۔

۳-
وہاں فلک پر یہاں زمیں میں رچی تھی شادی مچی تھی دھومیں
اُدھر سے انوار ہنستے آتے اِدھر سے نفحات اُٹھ رہے تھے

حل لغات...... رچی تھی : ماضی از رچنا، سمانا، معطر ہونا، رنگ لانا، شادی کی دھوم دھام ہونا (یہاں یہی مراد ہے)، مچی تھی : ماضی از مچنا، ہونا، عمل میں آنا، **نفحات** : **بفتحات** بوہائے خوش (یعنی خوشبوئیں) غیاث، دھومیں : دھوم کی جمع غل غپاڑہ، شہرت، افواہ۔

شرح...... شب معراج ادھر آسمانوں میں ادھر زمین پر شادی کا سماں تھا اور خوب افواہیں پھیلی ہوئی تھیں کہ آج رات مرشد کائنات ﷺ معراج کے لئے تشریف لیجا رہے ہیں۔ آسمانوں سے انوار کی چمک تھی ادھر زمین سے خوشبوئیں مہک رہی تھیں جیسے شادیوں میں عموما ہوتا ہے کہ شادی والوں کے متعلقین کے ہاں چہل پہل ہوتی ہے اور یہاں تو معاملہ کچھ ایسا ہے کہ کائنات کے مرشد اور ملک و ملکوت کے امام ﷺ کا مریدین و معتقدین کو دیدار سے سرشار فرمانا ہے۔

لطیفہ : کسی فلسفی (دہریہ) نے فقیر اویسی غفرلہ سے پوچھا کہ حضور سرور عالم ﷺ کا آسمانوں کو پار کر کے عرش تک پہونچنا ناممکن سا ہے اس لئے کہ درمیان میں کئی کرے ایسے ہیں جن سے کسی بھی بشر کا وہاں سے گزرنا محال ہے مثلا کرہ زمہریر، کرہ شمس وغیرہ وغیرہ۔ میں نے کہا کہ پہلے تم ان کروں سے تو پوچھو کہ جب ان کے آقا و مرشد ﷺ وہاں پہونچے انہیں (کروں کو) ہوش بھی رہا تھا یا دیدار مرشد ﷺ سے مہلت بھی پائی؟ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ان تمام کروں کے مبدا در اصل حضور ﷺ ہی ہیں تو پھر فروع کی کیا مجال کہ اصل کے سامنے اپنی ہستی کا دم مارے۔

یہ چھوٹ پڑتی تھی ان کے رخ کی کہ عرش تک چاندنی تھی چھٹکی
۴۔
وہ رات کیا جگمگا رہی تھی جگہ جگہ نصب آئینے تھے

حل لغات

چھوٹ۔ رہائی۔ آزادی۔ فرصت۔ مہلت۔ کمی۔ چاندنی۔ چاند کی روشنی۔ چھٹکی از چھٹکنا (بکسر الجیم العجمی) بکھرنا۔ تتر بتر ہونا۔ روشنی ہونا۔ جگمگا از جگمگانا۔ جگ مگ کرنا۔ روشن ہونا۔ نصب کھڑا کرنا۔ گاڑنا۔

شرح

ان کے رُخ کے نور کی وجہ سے نور والوں کو اپنے نور کی کمی محسوس ہوتی ہے اس لیے کہ اس رات (معراج) میں عرش تک روشنی ہی روشنی پھیلی ہوئی تھی وہ رات کیا روشن تھی۔ درحقیقت جگہ جگہ پر نورانی آئینے گاڑے گئے تھے جن پر رسول اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور جگمگا رہا تھا۔

شب معراج آرائش کا انتظام

رجب المرجب کی ستائیس تاریخ دوشنبہ کا دن ہے کنول آفتاب اپنی نیلگوں جھیل میں غوطہ زن ہو چکا ہے۔ لیلائے شب گیسوئے دراز کھولتے ہوئے سکان ربع مسکون پر سایہ فگن ہو چکی ہے آسمان نے نیلگوں پیرہن اتار کر موتیوں جڑی سیاہ چادر اوڑھ لی ہے۔ چار سو سناٹا ہی سناٹا ہے۔ لوگ میٹھی نیند سو رہے ہیں کہ صناع ازل کا شاہکا اقلیم قدسیّت کا تاجدار، جویلئے حقیقت ترجمان فطرت آمنہ کا لال“ عبد اللہ کا گوہر تابدار اپنی چچا زاد بہن اُمّ ہانی کے گھر محو خواب استراحت ہے آنکھیں سو رہی ہیں مگر دل یاد الٰہی میں بیدار ہے اچانک رحمت خداوندی موجزن ہوئی۔ وصل حبیب کے لیے لقائے مطلوب کے لیے طالب سراپا انتظار بن کر سید الملائکہ حضرت جبریئل کو حکم دیتا ہے کہ میکائیل سے کہو کہ تقسیم رزق کا پیمانہ ہاتھ چھوڑ دے۔ عزرائیل سے کہو کہ قبض ارواح سے ہاتھ روک لے۔ اسرافیل سے کہو کہ وہ نرسنگھے کو منہ سے ہٹا دے۔ جنتوں کو سجایا جائے پرچم رحمت وبخشش لہرایا جائے۔ نقارہ جود وسخا بجایا جائے۔ گردش لیل ونہار رک جائے۔

انہار تلاطم سے اور شمس وقمر گردش سے باز رہیں۔ شیطان کو بیڑیوں میں جکڑ دیا جائے۔ حوران خلد آراستہ وغلمان جنت پیراستہ ہوکر طربیہ نغموں کا آغاز کریں اور تمام ملائکہ اپنے فرائض سے سبکدوش ہوکر سراپا انتظار بن جائیں۔

نئی دلہن کی پھبن میں کعبہ نکھر کے سنورا سنور کے نکھرا !
۵۔ حجر کے صدقے کمر کے اِک تل میں رنگ لاکھوں بناؤ کے تھے

حل لغات

پھبن۔ سجاوٹ۔ خوبصورتی۔ زیبائش۔ نکھرا از نکھرنا بمعنی صاف اجلا سنورا از سنورنا۔ درست ہوا۔ آراستہ ہوا۔ حجر سے حجر اسود مراد ہے کمر سے مراد کعبہ کا کونہ۔ تیل بدن کا کالا نقطہ۔ آنکھ کی تپلی ذرا سا تھوڑا۔ بہناؤ۔ ٹیپ ٹاپ سجاوٹ۔

شرح

جب حضور سرور کشور رسالت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم جبرئیل علیہ السلام کی قدم بوسی پر بیدار ہوئے تو جبرئیل علیہ السلام نے پیغام وصل دیا اور کعبہ معظمہ میں تشریف لے جانے کی التجا کی قدم نازک اٹھا اور رحمت مجسم صلے اللہ علیہ وسلم کعبہ معظمہ میں جلوہ ریز ہوئے تو نورانی رخساروں کی تابش سے کعبہ بجلی کی طرح چمکنے لگا۔ اس کو امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ بیان فرماتے ہیں کہ شب معراج کعبہ معظمہ ایک نئی دلہن کی طرح نہایت ہی حسین و جمیل روپ میں تھا۔ روشن ہوکر آراستہ پیراستہ سنورا اور سنور کے خوب نکھرا یعنی آج اسکے حسن وجمال کا انتہائی جوش جوبن تھا۔ حجر اسود پر قربان جاؤں کہ وہ کعبہ معظمہ کی کمر میں ایک تل کی طرح ہے لیکن اس میں بھی لاکھوں سجاوٹوں کے رنگ بھر دیئے

گئے کہ اب کعبہ کے حسن و جمال میں اس کے رنگ نے اور نکھار پیدا کر دیا۔

اعدائے رضا کے بغض و عداوت کا نمونہ

اہل علم کو معلوم ہے کہ یہ قصیدہ معراجیہ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کی علمی۔ روحانی۔ عرفانی شخصیت کو اجاگر کرنے کا جیتا جاگتا اور روشن اور چمکتا ہوا ثبوت ہے لیکن خدا تعالیٰ تعصب کا بیڑا غرق کرے کہ حسن کو قبیح کہنے کی گندی عادت میں مبتلا رہتا ہے۔ ویسے تو اعدائے رضا کو امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ کی ہر ادا ناپسند ہے بالخصوص آپکی وہ ادائیں جو آپکے کمال علمی کا آئینہ ہیں مخالفین کو اور زیادہ کھٹکتی ہیں نہ صرف ہمارے دور میں اعدائے رضا کا بُرا حال ہے بلکہ خود آپکے اعداء حسد اور بغض کی آگ میں جلے بھنے رہتے تھے جیسا کہ آپکی زندگی کے حالات گواہ ہیں چند نمونے فقیر اسی شرح حدائق شریف کی جلد سوم میں عرض کر چکا ہے انکی عداوت کا نمونہ اس شعر کے ساتھ چند دیگر اشعار معراجیہ بھی ہیں جنہیں پڑھ سنکر اعدائے رضا نے شور مچایا کہ احمد رضا کافر ہو گیا وغیرہ وغیرہ۔ (معاذ اللہ)

ریاست بہاولپور کے دیوبندی وہابی مولویوں کا جاہلانہ شور و غوغا

فقیر مخالفین کے غوغا و شور اور امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ کا پرزور جواب من و عن نقل کر کے اسکا نام تجویز کرتا ہے

"محمد رسول اللہ عروس مملکۃ اللہ"

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم۔

مسئلہ:۔ از گڑھی اختیار خان تحصیل خان پور ریاست بہاولپور مرسلہ

جناب محمد یار صاحب واعظ ۹ شعبان المعظم ۱۳۴۴ھ قبلہ معتقدین دام ظلہم۔ از خاکسار محمد یار مشتاق دیدار بعد نیاز۔ شب معراج آپکا قصیدہ معراجیہ پڑھا گیا جس پر وہابیوں نے دولہا دلہن کے متعلق شور اٹھایا کہ اللہ جل جلالہ و حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں ان الفاظ کا استعمال کرنا موجب کفر ہے۔ شب برات کو یہاں گڑھی اختیار خان میں ان الفاظوں کے متعلق وہابیوں کی طرف سے میرے ساتھ ایک طویل بحث ہونے والی ہے۔ ؎

اے مجدد بمنِ بے سر و سامان مدد ے
قبلۂ دین مدد ے کعبۂ ایمان مدد ے

ضرور مہربانی فرما کر دلائل قاطع سے اس تشبیہ کا ثبوت مدلل کر کے اس ہفتہ میں بھیج کر مسلمانانِ اہل سنت و جماعت کو عزت بخشی حضور پر فرض سمجھی جارہی ہے یہ فی سبیل اللہ بصدقۂ روضۂ رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کام کو سب کاموں پر مقدم فرما کر وہ تحریر فرما دیں کہ موجب اطمینان اہل اسلام ہو۔

الجواب ۱۔ اللہ عزوجل نے وہابیہ کی قسمت میں کفر لکھا ہے انہیں ہر جگہ کفر ہی کفر سوجھتا ہے۔ قصیدہ مذکورہ میں دو جگہ دلہن کا لفظ ہے اور چار جگہ دولہا کا وہ اشعار یہ ہیں۔

؎ نئی دلہن کی پھبن میں کعبہ نکھر کے سنورا سنور کے نکھرا
حجر کے صدقے کمر کے اک تل میں رنگ لاکھوں بناؤ کے تھے
نظر میں دولہا کے پیارے جلوے حیا سے محراب سر جھکائے
سیاہ پردے کے منہ پر آنچل تجلی ذات بحت کے تھے

دلہن کی خوشبو سے مست کپڑے نسیم گستاخ آنچلوں سے
غلافِ مشکیں جو اڑ رہا تھا، غزال نافے بسا رہے تھے

خدا ہی دے صبر جانِ پرغم۔ دکھاؤں کیونکر تجھے وہ عالم
جب ان کو جھرمٹ میں لے کے قدسی جناں کا دولہا بنا رہے تھے

بچا جو تلوؤں کا ان کے دھوون بنا وہ جنت کا رنگ و روغن
جنہوں نے دولہا کی پائی اترن وہ پھول گلزار نور کے تھے

جھلک سی اک قدسیوں پر آئی ہوا بھی دامن کی پھر نہ پائی
سواری دولہا کی دور پہنچی برات میں ہوش ہی گئے تھے

انتباہ:۔ ان میں کونسی جگہ اللہ عزوجل کو معاذ اللہ دلہن یا دولہا کیا گیا ہے ولکن الوھابیۃ قوم یفترون۔ وہابیہ کے نئے مذہب کذب و افترا پر ہے اور کیونکر نہ ہو کہ ان کے پیشوا اسمٰعیل دہلوی نے اپنے معبود کے لیے جھوٹا ہونا روا رکھا ہے ہاں مسیخت بنی رکھنے کے لیے جھوٹ سے بچنا ہے اب اگر یہ بھی جھوٹ سے بچیں تو عابد و معبود برابر ہو جائیں۔ اس لیے ان کے دین میں نماز سے بھی بڑھ کر فرض ہوا کہ جھوٹ بکا کریں کہ کسی طرح اپنے ساختہ معبود سے تو کم رہیں۔ ضعف الطالب والمطلوب لبئس المولی ولبئس العشیر۔ شعر اول میں تو دلہن کسی کو بھی نہ کہا۔ اپنے معنی حقیقی پر ہے زینتِ کعبہ کو نئی دلہن کی زیبائش سے تشبیہ دی ہے جس طرح ان حدیثوں میں جنت کی جنبش سرور کو دلہن کی نازش سے۔

حدیث

خطیب نے تاریخ بغداد میں عقبہ بن عامر جہنی اور طبرانی نے معجم اوسط میں عقبہ اور انس دونوں اور ازدی نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے

روایت کی ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب جنت کو دونوں شہزادوں امام حسن اور امام حسین علی جدہما الکریم وعلیہما الصلوٰۃ والتسلیم کا اس میں تشریف رکھنا معلوم ہوا۔ ماست الجنۃ میسا کما تمیس العروس جنت خوشی میں جھومنے لگی جیسے نئی دلہن خوشی سے جھومے۔

شعر سوم میں کعبہ معظمہ کو دلہن کہا اور مکان آراستہ کو دلہن کہنا محاورہ صحیحہ شائعہ بے حد شائع ہے۔ امام احمد مسند میں انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے راوی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ عسقلان احدی العروسین یبعث منہا یوم القیمۃ سبعون الفا بغیر حساب علیہم عسقلان دو دلہنوں میں ایک ہے روز قیامت اس میں سے ستر ہزار ایسے اٹھیں گے جن پر حساب نہیں۔

حدیث ۳

مسند الفردوس میں عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ طوبی لمن اسکنہ اللہ تعالیٰ احدی العروسین عسقلان اوغزۃ شادمانی ہے اسے جس کو اللہ تعالے دو دلہنوں میں سے ایک میں بسائے عسقلان یا غزہ

فائدہ :۔

باقی چار اشعار میں حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو دولہا کہا ہے اور وہ بے شک تمام سلطنت الٰہی کے دولہا ہیں۔ امام احمد قسطلانی۔ مواہب لدنیہ شریف میں نقل فرماتے ہیں۔ ھو صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم رای صورۃ ذاتہ المبارکۃ فی الملکوت فاذا ھو عروس المملکۃ۔ نبی صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے

شب معراج عالم ملکوت میں اپنی ذات مبارکہ کی تصویر ملاحظہ فرمائی تو دیکھا کہ حضور تمام سلطنت الٰہی کے دولہا ہیں صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم دلائل الخیرات شریف میں ہے۔ اللھم صلی علی محمد بحر انوارك و معدن اسرارك و لسان حجتك و عروس مملكتك. الٰہی درود بھیج محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کی آل پر جو تیرے انوار کے دریا اور تیرے اسرار کے معدن اور تیری حجت کی زبان اور تیری سلطنت کے دولہا ہیں۔

فائدہ :-

علامہ محمد فاسی اس کی شرح مطالع المسرات میں فرماتے ہیں۔ مملكتك هو موضع الملك شبه بمجتمع العرس وما فيه من الاحتفال والتناهی فی الصنيع والتانق فی محسناته و ترتيب اموره و كونه جديدا طريفا واهله فی فرح و سرور ونعمة و حبور فرحين بعروسهم راضين به محبين مكرمين له مؤتمرين لامره متنعمين به بانواع المشتهيات بدليل اثبات اللازم الذی هو العرس والمعهود تشبيه لمجتمع العرس بالمملكة و عكس التشبيه هنا لاقتضاء المقام ذلك ليفتدان سر المملكة و نكتتها و معناها الذی لاجله كانت هو المصطفىٰ صلى الله تعالىٰ عليه وسلم كما ان سر لمجتمع العرس و نكتته و معناه الذی

لاجل کان هو العروس والمصطفیٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم هو الانسان الکبیر الذی هو الخلیفة علی الاطلاق فی الملك والملکوت قد خلعت علیه اسرار الاسماء والصفات ولکن من التصرف فی البسائط والمرکبات والعروس یحاکی بشانه شان الملك السلطان فی نفوذ الامر وخدمة الجمیع له وتفرغهم لشانه ووجدانه ما یحب ویشتهی مع الراحة واصحابه فی مؤنته وتحت اطعامه فتم التشبیه وتمکنت الاستعارة۔

اس عبارت سراپا بشارت کا خلاصہ یہ ہے کہ امام محمد بن سلیمان جزولی قدس سرہ الشریف نے اس درود مبارک میں سلطنت کو برات کے مجمع سے تشبیہ دی کہ اس میں کیسا اجتماع ہوتا ہے اور اس کی آرائش انتہا کو پہنچائی جاتی ہے سب کام قرینے سے ہوتے ہیں ہر چیز نئی اور خوش آئند۔ لوگ دولہا پر شاد و فرحاں اسکے چاہنے والے اس کی تعظیم و اطاعت میں مصروف، اس کے ساتھ قسم قسم کی من مانی نعمتیں پاتے ہوئے اور عادت یوں ہے کہ برات کے مجمع کو سلطنت سے تشبیہ دیتے ہیں یہاں اس کا عکس کیا کہ سمجھا جائے کہ جس طرح برات کے مجمع کا مغز و سبب دولہا ہوتا ہے۔ یوہیں تمام سلطنت الٰہی کے وجود کا سبب اور اس کے اصل و راز و مغز و معنی صرف مصطفٰے صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ ع

دولہا کے دم کے ساتھ یہ ساری برات ہے

اس لیے کہ حضور تمام ملک وملکوت پر اللہ عزوجل کے نائب مطلق ہیں جن کو رب عزوجل نے اپنے اسماء وصفات کے اسرار کا خلعت پہنایا اور ہر مفرد ومرکب میں تصرف کا اختیار دیا۔ دولہا بادشاہ کی شان دکھاتا ہے اس کا حکم برات میں نافذ ہوتا ہے سب اس کی خدمت کرتے اور اپنے کام چھوڑ کر اس کے کام میں لگے ہوتے جس بات کو اس کا جی چاہے موجود کی جاتی ہے چین میں ہوتا ہے اور سب براتی اس کی خدمت میں اور اس کے طفیل میں کھانا پلتے ہیں۔ یوہیں مصطفے صلے اللہ اللہ علیہ وسلم عالم میں بادشاہ حقیقی عزوجل کی شان دکھاتے ہیں ان کا حکم نافذ ہے سب ان کے خدمتگار زیر فرمان ہیں وہ جو چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ موجود کر دیتا ہے۔

حدیث ۵

ما أدى ربك اِلَّا يسارع فى هواك صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ ام المومنین صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کرتی ہیں۔ میں حضور کے رب کو دیکھتی ہوں کہ حضور کی خواہش میں شتابی فرماتا ہے تمام جہاں حضور کے صدقہ میں حضور کا دیا کھاتا ہے کہ۔

انما انا قاسم واللہ یعطی۔ صحیح بخاری کی حدیث ہے کہ حضور پرنور صلے اللہ علیہ تعالے علیہ وسلم فرماتے ہیں ہر نعمت کا دینے والا اللہ ہے اور بانٹنے والا میں۔ یوں تشبیہ کامل ہوئی اور حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تمام سلطنت الٰہی کے دولہا ٹھہرے۔ والحمد للہ رب العالمین۔

فائدہ۔ بیہقی شعب الایمان میں امیر المومنین مولا علی رضی اللہ تعالے عنہ سے بسند حسن روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں لکل شئی عروس و عروس القرآن الرحمن۔ ہر شے کی جنس

ہیں ایک دلہن ہوتی ہے اور قرآن عظیم میں سورۃ الرحمن دلہن ہے۔ یہاں کسے دولہا ٹھہرایئے گا۔ تو قصیدہ سے وہ مہمل ملعون خیال پیدا کرنا کسی ایسے ہی کا کام ہو گا۔ مگر حدیثیں تو اس سے بڑھ کر اوہام باطلہ والوں پر قہر ڈھائیں گی۔

حدیث ۷

حاکم صحیح مستدرک اور امام الائمہ ابن خزیمہ اپنی صحیح اور بیہقی سنن میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے راوی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ ان اللہ تعالیٰ یبعث الایام یوم القیامۃ علی ہیأتہا و یبعث یوم الجمعۃ زہراء منیرۃ لاہلہا فیحفون بہا کالعروس۔ تہدی الی کریمہا بے شک اللہ عزوجل قیامت کے دن سب دنوں کو ان کی شکل پر اٹھائے گا اور جمعہ کو چمکتا روشنی دیتا جمعہ پڑھنے والے اس کے گرد جھرمٹ کئے ہوئے ہے جیسے نئی دلہن کو اسکے گرامی شوہر کے یہاں رخصت کر کے لے جاتے ہیں۔

حدیث ۸

امام اجل ابوطالب کی قوت القلوب اور امام حجتہ الاسلام محمد غزالی احیاء میں فرماتے ہیں۔ قال صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان الکعبہ تحشی کالعروس المزفوفۃ (قال الشارح الی بعلہا) وکل من حجہا یتعلق باستارہا یسعون حولہا حتی تدخل الجنہ فیدخلون معہا۔ یعنی رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا بیشک کعبہ روز قیامت یوں اٹھایا جائے گا جیسے شب زفاف دولہن کو دولہا کی طرف لے جاتے ہیں تمام اہل سنت جنہوں نے حج مقبول کیا اس کے پردوں سے لٹکے ہوتے

اس کے گرد دوڑتے ہوں گے۔ نہایہ امام ابن الاثیر میں ہے

حدیث ۹

نہایہ ابن الاثیر میں یزف علی بینی و بین ابراهیم علیه الصلوٰة والسلام الی الجنة ان کسرت فمعناه یسرع من زف۔ فی مشیته اذا اسرع و ان فتحت فهو من زفت العروس ازفها اذا اهدیتها الی زوجها۔ یعنی اسی باب سے ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ علی مرتضیٰ میرے اور ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بیچ میں جنت کی طرف یوں لیے جائے جائیں گے جیسے نئی دولہن کو دولہا کے یہاں لے جاتے ہیں۔

امام اجل ابن المبارک و ابن ابی الدنیا و ابوالشیخ اور ابن النجار کی کتاب الدرا الثمینہ فی تاریخ المدینہ میں کعب احبار سے راوی کہ انہوں نے ام المؤمنین صدیقہ رضی اللہ عنہا کے سامنے بیان کیا اور کتاب التذکرہ میں امام ابوعبداللہ محمد القرطبی کے لفظ یہ ہیں۔

ابن المبارک نے ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر پاک تھا تو اس وقت کعب الاحبار حاضر تھے تو کعب الاحبار نے کہا کہ ستر ہزار فرشتے ہر صبح اتر کر مزار اقدس حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا طواف کرتے

ہیں اور اس کے گرد حاضر ہو کر صلوٰۃ سلام عرض کرتے رہتے ہیں جب شام ہوتی ہے وہ چلے جاتے ہیں اور ستر ہزار اور اتر کر یونہی طواف کرتے ہیں اور صلوٰۃ و سلام عرض کرتے رہتے ہیں۔ یونہی ستر ہزار رات میں حاضر رہتے ہیں اور ستر ہزار دن میں۔

فائدہ:۔ مواہب لدنیہ شریف میں ہے۔

ما من فجر یطلع الا نزل سبعون الف ملك یحفون۔ الحدیث

ہر فجر کو ستر ہزار ملائکہ اتر کر مزار اقدس کا طواف کرتے ہیں۔

فائدہ: امام زرقانی رحمہ اللہ نے یَحُفُّونَ کا معنی یطوفون لکھا (طواف کرتے ہیں)

حتی اذا انشقت عنه الارض خرج فی سبعین الفا من الملائکة یزفونه صلی اللہ علیه وآله وسلم۔

جب حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مزار مبارک سے روز قیامت اٹھیں گے ستر ہزار ملائکہ کے ساتھ باہر تشریف لائیں گے جو حضور بارگاہ عزت یوں لے چلیں گے جیسے نئی دلہن کو کمال اعزاز و اکرام و فرحت و سرور راحت و آرام و تزک و احتشام کے ساتھ دولہا کی طرف لے جاتے ہیں۔

فائدہ لغویہ:۔

یزفون کا معنیٰ طیبی (شرح مشکوٰۃ) اور مجمع بحار الانوار و المدارج الشریفہ اور تذکرہ اور مواہب لدنیہ وغیرہ میں یزفون کا معنیٰ یوقرونه صلی اللہ علیه وآله وسلم التوقیر۔ بمعنی التعظیم لکھا ہے

اور مجمع بحار الانوار میں طیبی شاعر مشکوٰۃ کی علامت لگا کر اس طرح لکھا جو ہم نے پہلے حضرت علی المرتضیٰ کی حدیث نہایہ ابن الاثیر سے نقل کی اور انہوں نے ہر دونوں وجہوں میں۔

فی سبعین الفا من	ستر ہزار فرشتے حضور علیہ الصلوٰۃ
الملائکۃ یزفونہ صلی	والسلام کی تعظیم و تکریم اور آپ کے
اللّٰہ علیہ و آلہ وسلم	مزار کا طواف کرتے ہیں۔

نقل فرمایا ہے۔

یعنی یزفون بمعنی یطوفون ہو تو بھی صحیح ہے اور اگر بمعنی یوقرون ہو تو بھی۔ اسی لیے امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ نے دونوں مطالب بیان فرمائے ہیں جیسا کہ اوپر مذکور ہوا۔

حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی
اور
امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

شیخ محقق دہلوی قدس سرہٗ مدارج میں اسی حدیث کے ترجمہ میں فرماتے ہیں۔

چوں مبعوث می گردد از قبر شریف	جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام مزار شریف
بیرون می آید میان ایں فرشتگان	سے باہر تشریف لائیں گے درمیان
زفاف می کنند اورا زفاف در اصل	میں لیکر ملائکہ آپکو بارگاہ حق میں لے
بمعنی بیرون عروس بخانۂ بخانہ	جائیں گے۔ زفاف دراصل بمعنی
زوج ومراد اینجا لازم معنیٰ است	دلہن کو اپنے گھر سے شوہر کے گھر
کہ برون محبوب است پیش	میں لیجانے کو کہتے ہیں لیکن یہاں

محب یعنی بیرون آنحضرت صلی	لازمی معنیٰ ہے وہ یہ کہ محبوب
اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بدرگاہ	کو محب کے ہاں لیجانا یعنی حضور
عزت۔	علیہ السلام کو بارگاہ حق تک پہنچانا

اب وہابیہ بولیں کس کس کو کافر کہیں گے مگر انکو اس پر...... ۔ ان کے اصل مذہب کی نباہی اسی پر ہے کہ اللہ ورسول تک کو مشرک بناتے ہیں پھر اور کسی کی کیا گنتی۔ ان کے امام نے تقویتہ الایمان میں صاف لکھ دیا ہے کہ جو کہے اللہ ورسول نے دولتمند کر دیا۔ تو وہ مشرک ہے حالانکہ بعینہٖ یہی کلمہ خود اللہ عزوجل وسید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم قرآن عظیم وحدیث صحیح میں فرمایا۔

قال اللہ تعالیٰ۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا۔

وَمَا نَقَمُوْا اِلَّآ اَنْ	اور انہیں کیا بُرا لگا یہی نہ کہ اللہ
اَغْنَا ھُمُ اللّٰہ	ورسول نے انہیں دولتمند کر دیا
وَ رَسُوْلُہٗ مِنْ فَضْلِہٖ	اپنے فضل سے۔

(پ۱۰ توبہ)

صحیح حدیث بخاری وصحیح مسلم میں ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

وما ینقم ابن جمیل	ابن جمیل کو کیا بُرا لگا آخر یہی کہ
الا انہ کان فقیرا	وہ محتاج تھا۔ اللہ ورسول نے
فاغناہ اللہ ورسولہ	اسکو دولتمند کر دیا۔

انتباہ: مسلمان دیکھیں کہ وہ بات جو اللہ جل جلالہٗ نے فرمائی اللہ کے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمائی۔ وہابیہ کا امام منہ بھر کے کہہ رہا ہے کہ جو ایسا کہے وہ مشرک ہے۔ بھلا جس مذہب میں اللہ ورسول تک (معاذ اللہ)

مشرک ٹھہریں اس سے مسلمانوں کو کافر کہنے کی کیا شکایت

(فتاویٰ رضویہ شریف ص ۲۰۲-۱۹۸ ج ۶)

اضافہ اویسی غفرلہ

شب معراج ہی خود شاہد ہے کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے دولہا اور تمام انبیاء و ملائکہ علی نبینا و علیہم السلام کو استقبالی اور باراتی بنایا۔

سنت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو دولہا صحابہ کرام رضی اللہ تعالےٰ عنہ نے بھی کہا چنانچہ حضرت انس رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے مروی ہے۔

كان رسول الله صلى الله عليه وسلم منذ اسرى به ريحه ريح عروس واطيب من ريح عروس۔ سبل الهدى)

شب اسریٰ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دولہا بنایا گیا تو اس کے بعد آپکے جسم سے عروس کی خوشبو کیطرح خوشبو آتی بلکہ آپکی خوشبو عروس کی خوشبو سے بھی معطر تھی۔

فائدہ:۔ عروس لغت میں دولہا دولہن دونوں کو کہا جاتا ہے چنانچہ غیاث اللغات میں ہے عروس بفتح اول زن نوکد خدا و مرد نوکد خدا عورت نوشادی شدہ (دولہن) مرد نوشادی شدہ (دولہا)

نظر میں دولہا کے پیارے جلوے حیا سے محراب سر جھکائے
۶۔ سیاہ پردے کے منہ پر آنچل تجلی ذات بحت کے تھے

حل لغات آنچل (مذکر) پلّو۔ کنارہ۔ شال یا اوڑھنی کا دامن۔ بحت خالص۔ صرف ذات بحت۔ تصوف کی اصطلاح میں۔ تجلّی۔ اصطلاح تصوّف میں وہ انوار غیوب جو دل پر کھلتے ہیں۔

شرح دولہائے کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کی نگاہ میں خصوصی تجلیات تھیں ان سے بوجہ حیا محراب نے سر جھکا دیا۔ اس کے سیاہ پردے سے اسکے چہرے پر ذات حق تعالےٰ کے جلووں کا پلّو پڑا ہوا تھا۔

حقیقت کعبہ اس شعر میں حقیقت کعبہ کی طرف اشارہ فرمایا ہے اس کی تحقیق و تفصیل تو فقیر اویسی غفرلہ نے رسالہ "کعبہ کا کعبہ" میں عرض کردی ہے۔ یہاں حضرت علامہ محمد عبدالوحید قدس سرہٗ کی تحقیق مع تشریح پر اکتفا کرتا ہے۔

جسکا ترجمہ مولانا دوست محمد اجمیری مرحوم نے ماہیتہ الحق میں کیا، وہ لکھتے ہیں۔

یہ کہ مکہ معظمہ محل نور حجابی ہے جو حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا مسجود الیہ ہے کہ اسی طرف سجدہ کیا گیا اور حقیقت اس نور حجابی کی تعین ذاتی ہے جو باعتبار فعالیت کے مبالغۂ فاعل ہے۔ (یعنی سب سے بڑھ کر کرنیوالا)

مبدو ربوبیت ہی کہ جہاں سے ظہور ربوبیت کی ابتداء ہے اور یہی یقین ذاتی وجود باوجود حضور صلے اللہ علیہ وسلم (جو عالم کا مبدار اور مواد ہے) علت ہی ہے۔ یعنی سبب ظہور وجود مبارک ہے۔ اور یہی تعین ذاتی کہ علت وجود باوجود حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہے خدا کے خدائی مرتبوں سے جو شامل مسجودیت ہیں وہ مرتبہ ہے کہ محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا مسجود لہ ہے اسی لیے آپ نے سجدہ کیا ہے۔

(خلاصہ از اویسی غفرلہ) یہ کعبہ شریف ایک نور محجوب کا مرکز اسی لیے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا مسجود الیہ ہے اور اس نور کی حقیقت تعین ذاتی ہے یعنی صفت ربوبیت کی ابتدار کا مظہر چونکہ یہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ظہور مبارک کا سبب ہے اسی لیے آپ نے اسکی تعظیم وتکریم سے اسکی طرف سجدہ کیا اس کے بعد ایک اعتراض کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ۔

ترجمہ:۔ اگرچہ حقیقت نور محمد صلے اللہ علیہ وسلم جو آپ صلے اللہ علیہ وسلم کا مبدار تعین ہے کہ جہاں سے آپ کے تعین کی ابتدار ہوئی حقیقت نور حجابی سے اعلیٰ وافضل ہے کیونکہ مبدار ہونا حقیقت نور محمدی کا حقائق الٰہیات کے لیے ہے لیکن وہ نور حجابی خدا تعالیٰ کے منسوبات سے ہے کیونکہ اسکو خدا تعالےٰ کے ساتھ قیام حقیقی ہے اور یہ نور محمدی صلی اللہ علیہ وسلم حادثی مخلوقات خدا سے ہے کہ اس کو خدا تعالےٰ کے ساتھ قیام مجازی ہے۔ اور کلام ان دونوں کے نفس وجود میں ہے نہ ان دونوں کی حقیقت میں خلاصہ یہ ہوا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا کعبہ کی حقیقت کو مسجود الیہ بنانا بھی اس کی افضلیت سے نہیں۔

پھر فرمایا کہ

ترجمہ:۔ اور استحالہ ذات مبارک حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا انوار حجابی کلی

آوانی سے ہے پس یہ استحالہ شریف جزئی آنی ہوگا۔ اور فضیلت نور حجابی کعبہ معظمہ کی کلیتہً آپکے سبب ہے اور کلی کو فضل جزئی پر جزئی کا احاطہ کرنیکے سبب ہے اور یہ بیان کرنا حقیقت میں جواز ہے۔ سوال مقدر کا جو اسی عبارت سے نکلتا ہے اور مکہ معظمہ کا سب جگہوں سے محبوب تر جگہ ہونا حضرت محبوب رب العالمین کی خاطر عاطر میں خدائے مقصود و معبود کا محل نور حجاب ہونے کے سبب سے ہے اور مدینہ مکرمہ کا جواب رب العالمین میں احب البقاع ہونا سبب فرودگاہ وجود باجود حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہے۔ پس شرف مکان کا مکین کے شرف کے سبب خود فارق بیّن فضل و منزلت میں ہے جس سے علانیہ منزلت میں فرق ظاہر ہے اور مدینہ مکرمہ کے فضل میں جو مکہ معظمہ پر ہے جیساکہ حدیث سے ظاہر ہے فضل جزئی کی تاویل ہوسکتی ہے بخلاف فضل مکہ مکرمہ کے کہ بہتر خدا کی زمین اور محبوب تر خدا کی زمین اس کا وصف ہونے کے سبب سوائے کلی کے اور فضل اسکا نہیں ہوسکتا۔

اور قطع نظر اس فضل کے انتساب میں یہی فضل مقصود ہے اگر کوئی اور فضل ہوگا وہ غیر مقصود ہے اور البتہ وہ زمین جو حضرت کے جسد طیب کے حمل سے مشرف ہے یعنی وہ زمین جس نے جسد مبارک کو اٹھا رکھا ہے تمام روئے زمین اور آسمان سے اشرف ہے سوائے اس زمین کے کہ محل نور حجابی ہے اور سوائے عرش عظیم کے جو نور مسجود لہ کا محل ہے اگر تو ہمارے علماء کے اختلافی مطالب اور انکی دلیل جو کچھ انہوں نے اختیار فرمائی ہیں معلوم کرے گا اور اس فقیر کی دلیل کو (جو بہتر اختیار کی ہے) تو انشاء اللہ تعالے اس مطلب کو صحیح پہنچ جائیگا اور بے شک عنصر قلب شریف حضرت عرش عظیم کی ماہیت سے افضل ہے کیونکہ عنصر مسلوبات روح میں تابع روح ہے پس جیسے روح اعلیٰ کو روح تابع ہے

افضلیت ہے حکم میں روح اعلیٰ کے مسلوبات روح تابع کے مسلوبات سے فوقیت و فضیلت ہے اس طرح عنصر اعلیٰ روح کو فوقیت و فضل ہے عنصر روح تابع سے اس لیے کہ عنصر تابع روح ہے اور البتہ عنصر قلبی افضل ہے عنصر قلب سے اپنے اپنے حد کے تفاوت پر جبکہ تبع و پیروی روح میں موجودات محمدی کا آپ کے مخصوصہ ملوبات سے فرق کا لحاظ کریں۔ اور قلب بسیط آنحضور صلے اللہ علیہ وسلم عرش عظیم سے افضل ہے بلکہ فضیلت کے بعد بڑھ کر فضیلت ہے اس لیے کہ تعین عرش عظیم نور محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک جزو قلیل ہے باوجود حمل انوار قدیم کے متعدد آنوں میں لبسبب لزوم تجدد اپنے امکان کے اور آن واحد میں لبسبب لزوم قرار اپنے تشخص زائد کے کیونکہ حدوث ماہیت امکانی کے لیے جدت لازمی ہے اور جدت بعد فنا تعداد امکان و زمان کی مستلزم ہے لہذا تعین عرش کو حمل انوار قدیم کا متعدد آوان میں باعتبار تجدد خلق ماہیت ضروری ہے اور تشخص زائد کو جو ماہیت پر ایک شئے زائد علاوہ ماہیت ہے اپنے دوام بقا میں فنا نہ ہونے کے سبب قرار لازمی ہے۔ کہ آن و زمان واحد کا مستلزم ہے لہذا تشخص عرش کو حمل انوار قدیم کا بسبب لزوم قرار آن واحد میں ہو گا۔ فقیر اویسی غفرلہ نے جس کتاب کا حوالہ دیا ہے کتاب و مصنف رحمہ اللہ کا تعارف ملاحظہ ہو۔

تعارف مصنف کتاب

اس کتاب کا تعارف اور مصنف کے القابات ماہیۃ الحق کے دیباچہ میں لکھا کہ۔

ابن کتاب مسمی بہ تذکرۃ الحق از تصنیف عارف باللہ واصل الی اللہ بمالک کامل مخزن حقائق منبع دقائق محقق الملتہ والدین۔ مظہر علمائے راسخین کاشف اسرار

غیبی واقف علم لدنی صوفی صافی شیخ الوقت فقیر کامل حضرت استادی مولانا مولوی محمد عبد الوحید المخاطب بہ محمد امیر رحمتہ اللہ تعالےٰ۔

اسکے بعد ایک صفحہ تقریباً کتاب کی توصیف میں لکھا اس کا ترجمہ کرنے والے ان کے شاگرد مولانا دوست محمد اجمیری مرحوم ہیں اسکا نام ماہیتہ الحق رکھا پرانی اردو ہے فقیر نے اسے جوں کا توں رہنے دیا چند مقام کی اصلاح کر کے پھر اسے اس کے حال پہ چھوڑ دیا البتہ صلعم کاٹ کر فقیر نے صلے اللہ علیہ وسلم کا اضافہ کیا ہے گزشتہ ۱۴ صدی کے اوائل کی تصنیف ہے اس کا اول وآخر گم ہے کتاب کا اکثر مواد فتوحات مکہ شریف سے ماخوذ ہے بہرحال حقیقت کعبہ پہ جو مختصر لکھا ہے خوب لکھا ہے ہم نے اپنے موضوع کے مطابق پاکر اس باب کا ترجمہ لکھدیا ہے تاکہ واضح ہو کہ حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم حقیقت کعبہ کے بھی کعبہ ہیں۔ چنانچہ اسی کتاب مذکور میں ہے

اور تعین قلب بسیط شریف ایک عظیم کلی ہے انوار قدیم کا آوان متعددہ میں حامل ہونے کے سبب خود کے امکان کے تجدد لازم ہونے سے اور آن واحد میں اپنے تشخص زائد کے قرار کے لازم ہونے سے اور انصاف کلی کا تشرف جو آوان میں ہوتا ہے ایک دوسرا افضل ہے کہ عرش عظیم کو اس سے ایک جزئی حصہ بھی نہیں ہے اور اس تبیین یعنی بیان کرنے میں حقیقت کے جواب ہے فکری خطاؤں کا پس نسبتیں کہ وجہ مخصوصہ رکھتی ہیں انکو اپنے اپنے محل میں ٹھہراتے ہیں فکر سلیم چاہیئے تاکہ جو جس چیز سے کہ حاصل ہونا چاہیئے حاصل ہووے اور اسی طرح تعظیم و محبت ہے حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور دوسرے آثار کی جن کی حقیقتیں مختلف ہیں اور نسبت متحد ہے مختصر یہ ہے شعر

جس جا نشان پائے مبارک ہو آپ کا
برسوں ہی سجدے اہل بصیرت کیا کریں

اگر سن لو کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا کوئی اثر ہے گو محقق نہ ہو تو تعظیم و محبت لازم ہے کیونکہ اس کی نفی ثابت نہیں ہو سکتی۔ اور ہمارے سلف کی یہی عادت ہے ورنہ تعظیم و محبت میں بے ادبی ظاہر ہے چنانچہ امام مالک رحمۃ اللہ تعالےٰ کے حال میں مذکور ہے کہ مدینہ منورہ میں جہاں کہیں پرانی عمارت دیکھتے تھے پورے ادب کے ساتھ چومتے تھے یہ خیال کر کے کہ شاید کبھی اس رسول خدا حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر اپنے دست مبارک لگائے ہوں یہاں سے ظاہر ہے کہ تعظیم آثار کے لیے صحت روایت درکار نہیں صرف احتمال کافی ہے۔

(ماہیتہ الحق ص ۳۲۵ تا ص ۳۲۳)

حاضر و ناظر کے متعلق ایک دلیل

کعبہ ایک کمرہ ہے جو مکہ معظمہ میں ہے لیکن اس کے جلوے ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں۔ ورنہ کعبہ تو ایک کمرہ ہے وہ کل مخلوق کا قبلہ کیسے جبکہ عالم دنیا کے نمازی مختلف جہان و مختلف مقامات پہ نماز ادا کرتے ہیں تو سب کو تو ایک کمرہ آگے نہیں بلکہ وہی حقیقت کعبہ سب کی قبلہ ہے اسی حقیقت کعبہ کے لیے حکم ہے کہ ادھر پیٹھ کر کے نہ بیٹھو۔ پاخانہ۔ پیشاب کے وقت اس طرف پیٹھ ہو اور منہ نہ ہو یہاں تک کہ ایک صحابی نے مدینہ طیبہ میں اس طرف تھوکا تو حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسکے پیچھے نماز پڑھنے سے روک دیا اور اب بھی یہی حکم ہے کہ قبلہ کی طرف تھوکنا مکروہ ہے۔

اسی حقیقت کعبہ کے انوار ذرہ کائنات میں پھیلے ہوتے ہیں اسی لیے علماء فرماتے ہیں کہ ہر وقت قبلہ رخ بیٹھنے والے کا چہرہ نورانی ہو جاتا ہے

یہ انوار اسی حقیقت کعبہ کے ہیں جس کا نقاب یہی ظاہری کعبہ ہے۔

نکتہ ۱۔ کعبہ ایک مرکز میں رہ کر ہر جگہ حاضر و ناظر اور لباس کے اندر ایسا نور کہ کائنات کے ذرہ ذرہ میں جلوہ گر ہے لیکن افسوس کہ کعبہ کے کعبہ (صلے اللہ علیہ وسلم) سے انکار

قبلہء الٰہی

نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم کعبہ کا قبلہ (کعبہ) تسلیم کرنے میں بدقسمت امتی پس و پیش کر رہا ہے۔ حضرت علامہ سید آلوسی نے تفسیر روح المعانی میں تو ثابت فرمایا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم خود اللہ تعالیٰ کی توجہ کے بھی آپ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم قبلہ (مرکز توجہ) ہیں چنانچہ ملاحظہ ہو۔

و قيل المراد بها ان لكل احد قبلة فقبلة المقربين العرش والروحانيين الكرسي والكروبين البيت المعمور والانبياء قبلك بيت المقدس و قبلتك الكعبة و هي قبلة جسدك و اما قبلة روحك فانا و قبلتي انت۔

(روح المعانی پ۲ رکوع ۱ ص۱۴ تحت آیتہ ولكل وجهة الخ)

بعض نے کہا اس سے مراد یہ ہے کہ ہر شئے کا اپنا قبلہ ہے اس معنی پر مقربین کا قبلہ عرش اور روحانیوں کا کرسی کروبیوں کا بیت المعمور حضور علیہ السلام کے پہلے اکثر الانبیاء کا بیت المقدس اور آپ کا قبلہ کعبہ لیکن یہ جسم کا کعبہ ہے اور آپکے روح کا قبلہ ذات باری تعالیٰ ہے۔ اور باری تعالیٰ کا قبلہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام۔

انتباہ یہاں قبلہ سے مراد مرکز توجہ ہے نہ یہ کہ اللہ بھی نماز پڑھتا ہے باطن تو اسکی نماز کا قبلہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں؟ (معاذ اللہ)

صاحب روح المعانی کا مطلب یہاں قبلہ سے مرکز توجہ ہے اور بس۔

مجدد دین و ملت شیخ الاسلام حضرت امام احمد رضا محدّث بریلوی قدس سرہ نے کیا خوب فرمایا ہے۔ ؎

کعبہ بھی ہے انہیں کی تجلّی کا ایک ظل
روشن انہیں کے عکس سے پتلی حجر کی ہے

؎ ہوتے کہاں خلیل و بنا کعبہ و منٰے
لولاک والے صاحبی سب تیرے گھر کی ہے

ان اشعار کے تحت مزید تحقیق و تفصیل فقیر کی شرح حدائق بخشش ملاحظہ ہو۔

خوشی کے بادل امنڈ کے آئے دلوں کے طاؤس رنگ لائے
ے۔
وہ نغمۂ نعت کا سماں تھا حرم کو خود وجد آرہے تھے

حل لغات امنڈ از امنڈنا۔ ابلنا۔ بھر آنا۔ جمع ہونا۔ طاؤس مور (خوشنما رنگ) پرند کا نام۔ نغمہ۔ راگ۔ گیت۔ سریلی آواز۔ سماں زمانہ۔ وقت۔ موقع محل۔ لطف۔ جوبن۔

شرح خوشی کے بادل جمع ہو کر آئے دلوں کے مور نے اپنے رنگ دکھائے وہ نغمۂ نعت کا سماں ایسا تھا کہ خود حرم شریف بھی وجد کناں تھا۔

مروی ہے کہ جب آپ کی سواری بطحا سے روانہ ہوئی تو میدان بطحا آپ کے نور سے روشن ہو گیا اور بہشت سے خوشبو چلی صلوٰۃ وسلام کی صدا ہر طرف سے گونجی اور مرحبا کے نعرے لگے۔ ؎

دونوں عالم ہیں نور علیٰ نور کیوں کیسی رونق افروز آج رات ہے
یہ مسرت ہے کس کی ملاقات کی عید کا دن ہے یا آج کی رات ہے
طور چوٹی کو اپنے جھکانے لگا۔ چاندنی چاند ہر سو بچھانے لگا۔
عرش سے فرش تک جگمگانے لگا۔ رشک صبح صفا آج کی رات ہے

فائدہ جب روانگی کا سماں ہو تو حرم کو وجد نہ آیا ہو گا تو کیا ہو گا۔

۸۔ یہ جھوما میزابِ زر کا جھومر کہ آ رہا کان پر ڈھلک کر
پھوہار برسی تو موتی جھڑ کر حطیم کی گود میں بھرے تھے

حل لغات جھوما از جھومنا۔ لہرانا۔ جھکنا۔ میزاب زر۔ سونے کا پرنالہ مراد میزابِ رحمت جو کعبہ کا پرنالہ شریف ہے۔ جھومر۔ ایک قسم کا زیور جو ماتھے پر خوبصورتی کے لیے لگایا جاتا ہے۔ گرد وہ ڈھلک از ڈھلکنا اوپر سے نیچے کو آنا۔ ٹپکنا۔ پھوہار ترشح، ہلکی ہلکی بارش۔ جھڑ از جھڑنا گرنا۔

شرح میزابِ رحمت کا جھومر جھکا ایسا جھکا کہ کان پر ڈھلک آگیا ہلکی ہلکی بارش برسی تو موتی ہی گرے جن سے حطیم شریف کی گود موتیوں سے بھر گئی۔

۹۔ دلہن کی خوشبو سے مست کپڑے نسیم گستاخ آنچلوں سے
غلاف مشکین جو اڑ رہا تھا غزال نافے بسا رہے تھے۔

حل لغات گستاخ۔ شوخ۔ چالاک۔ بے شرم (بے ادب) شریر۔ پہلا دوسرا معنیٰ مراد ہے۔ آنچلوں۔ آنچل

کی جمع ۔ پلو ۔ کنارہ ۔ شال یا اوڑھنی کا دامن ۔ مشکیں سیاہ ۔ مشک جیسی خوشبو کا ۔ مشک کے رنگ کا ۔ غزال (بکسر الغین) ہرن کا بچہ نافے نافہ کی جمع بمعنی کستوری کی تھیلی جو ہرن سے نکلتی ہے ۔ بسا از بسانا ۔ خوشبودار کرنا ۔ آباد کرنا ۔ پہلا معنیٰ ہی مراد ہے ۔

شرح دلہن (کعبہ) کی خوشبو سے کپڑے مست تھے ۔ بادِ نسیم چالاک کے پلّو سے جو غلاف سیاہ (خوشبودار) اڑ رہا تھا ہرن اپنی خوشبو کی تھیلی کو خوشبودار بنا رہا تھا ۔

پہاڑیوں کا وہ حُسنِ تزئین وہ اونچی چوٹی وہ ناز و تمکیں
۱۰ صبا سے سبزہ میں لہریں آئیں دوپٹے دھانی چنے ہوئے تھے

حل لغات تزئین ۔ آرائش ۔ زینت سجاوٹ تمکین طاقت بل ۔ عزت ۔ قدر شان و شرافت ۔ دھانی ہلکا سبز رنگ ۔ ایک قسم کے چاول دھان بونے کے قابل زمین ۔ چنے ہوئے از چننا اکٹھا کرنا ۔ سمیٹنا ۔ چھانٹنا تعمیر کرنا ۔ سجانا سلیقہ سے رکھنا چُنت ڈالنا ۔

شرح شبِ معراج پہاڑیوں کے حسن و سنگار کا کیا کہنا اور ان کی اونچی چوٹی کا ناز و عزت اور شان و شرافت اللہ ۔ اللہ ۔ کیا خوب کر بادِ صبا سے لہریں آئیں تو انہوں نے سبز رنگ کے دوپٹے اپنے اوپر سجا رکھے تھے ۔

نہا کے نہروں نے وہ دمکتا لباس آب رواں کا پہنا
١١- کہ موجیں چھڑیاں تھیں دھار لچکا حباب تاباں کے تھل ٹکے تھے

حل لغات نہا۔ نہانا کا اسم دمکتا چمکتا۔ آب رواں۔ بہتا پانی چلتا پانی۔ باریک ڈوریا (کپڑا) یہاں یہی مراد ہے۔ چھڑیاں چھڑی کی جمع۔ پتلی لکڑی۔ ہاتھ کی لکڑی۔ بید۔ قمچی۔ دھار لچکا جھٹکا۔ ہچکولہ۔ موج۔ ایک قسم کا پتلا گوٹہ۔ حباب پانی کا بلبلہ۔ شیشے کے گولے۔ ایک قسم کا زیور۔ تاباں روشن چمکدار۔ بل کھائی ہوئی۔ تھل۔ جگہ۔ ٹھکانا۔ ٹکے ماضی ٹکنا ٹھہرنا۔ قیام کرنا۔ نیچے بٹھ جانا۔

شرح نہروں نے غسل کر کے آب روان (باریک کپڑا) کا چمکدار لباس پہن رکھا تھا۔ اس نہر کی موجیں بید یعنی ہاتھ کی لکڑیاں (چابک) تھیں اور پانی کی دھار یعنی پانی کا تیز بہاؤ ایک قسم کا پتلا گوٹہ معلوم ہوتا تھا اس میں چمکدار بلبلے جگہ بنا کر آرام سے بیٹھے ہوئے تھے۔

اس شعر میں جو علم معانی و بیان کے دریا بہا دیئے ہیں۔ چونکہ میرے موضوع سے متعلق نہیں اسی لیے اس فن کے ماہر کو دعوت سخن ہے۔ لکھے جتنا جی چاہے۔

انتباہ اعلیحضرت امام احمد رضا فاضل بریلوی قدس سرہٗ کے کلام منظوم (حدائق بخشش) کے اکثر اشعار کا یہی حال ہے۔

۱۲- پرانا پُرداغ ملگجا تھا اٹھا دیا فرش چاندنی کا
ہجوم تارنگہ سے کوسوں قدم قدم فرش بادلے تھے،

حل لغات داغ دھبہ۔ نشان۔ عیب۔ زخم۔ رنج۔ صدمہ۔ ملگجا کچھ میلا کچھ رجلا۔ کچھ صاف کچھ نہیں۔ چاندنی چاند کی روشنی۔ ہجوم کسی پر یکبارگی ٹوٹ پڑنا۔ بھیڑ بھاڑ۔ انبوہ۔ تار تاگہ کسی دھات کا لمبا ڈورا۔ سلسلہ۔ ریزہ۔ ٹکڑا۔ بادلے بادلہ کی جمع زری ایک قسم کا کپڑا جو ریشم اور چاندی کے تاروں سے بُنا جاتا ہے۔

۱۲- شرح چاند کی روشنی کا پرانا فرش جو جگہ جگہ پہ داغدار اور میلا کچیلا ہو چکا تھا اسے اٹھا لیا گیا تھا۔ اس کے بجائے عرش سے تا فرش قدم قدم پر نوری مخلوق کی پُرا انبوہ اور مسلسل نگاہوں کے ستاری فرش بچھے ہوئے تھے۔

۱۳- غبار بن کر نثار جائیں کہاں اب اُس رہ گزر کو پائیں
ہمارے دل حوریوں کی آنکھیں فرشتوں کے پَر جہاں بچھے تھے

حل لغات غبار گرد دھول۔ کدورت۔ رنج۔ کینہ۔ بیزاری۔ کہر۔ دھند۔

دھواں۔ نثار قربان ۔ رہگزر راہ۔ عام سڑک۔

۱۲۔ شرح

ہم غبار بن کر قربان جائیں لیکن اب وہ راستہ کہاں ملے۔ جہاں ہمارے دل اور حوروں کی آنکھیں اور فرشتوں کے پر بچھے ہوئے تھے۔

> خدا ہی دے صبر جان پرغم دکھاؤں کیونکر تجھے وہ عالم
> ۱۴۔ جب اُن کو جھُرمٹ میں لے کے قُدسی جناں کا دولہا بنا رہے تھے

حل لغات

جھُرمٹ۔ عورتوں کا حلقہ۔ بھیڑ۔ درمٹ۔ سڑک کوٹنے کا آلہ۔ قدسی پاک۔ فرشتہ۔ نیک آدمی۔ جناں (بکسر الجیم وتخفیف النون جنت کی جمع۔

۱۴۔ شرح

خدا تعالیٰ صبر کی دولت بخشے جان پُرغم ہے۔ اے عزیز میں تجھے وہ عالم کیسے دکھادوں۔ جب حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملائکہ کرام حلقہ باندھ کر جنّت کا دولہا بنا رہے تھے۔

غسل نبوی کا منظر

مروی ہے کہ حضرت جبریل علیہ السّلام راہوار براق لیکر حاضر ہوئے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خواب میں تھے بپاس ادب بیدار نہ کرسکے انتظار میں کھڑے تھے۔ فرمانِ الٰہی پہنچا قَبِّلْ قَدَمَیْہِ میرے حبیب کے پائے مبارک کو

---

[1] ایک روایت میں ہے کہ حکم ہوا اے جبرئیل دور رہ ہم خود اپنے حبیب کو لطف وکرم سے بیدار کریں گے چنانچہ حضور بیدار ہوئے جبرئیل کو کھڑا اور خوشخبری معراج سناتے پایا۔

چوم کہ تیرے لبوں کی سردی سے محبوب کی آنکھ کھلے اور تجھے اس کے صلہ میں خدمت اس در کی ملے اسی دن کے واسطے تجھے میں نے کافور سے پیدا کیا تھا چنانچہ جبرئیل نے اپنا مونھ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پائے مبارک پر ملا

غزل

ہے یہ معراج کی شب اے مرے سرور جاگو
آیا جبریل ہے لینے کو پیمبر جاگو

شمع کا نور لیے در پہ ہیں حاضر ملکوت
خلق کے راہنما ہادی و رہبر جاگو

منتظر دید کا ہے آج خداوندِ جہان
چل کے دکھلا دو ذرا روی منور جاگو

حورین جنت کی ہیں مشتاق لقائی احسن
اے شہ حُسن اُٹھو ساقیِ کوثر جاگو

خوابِ راحت سے جگاتا ہے تمہیں یہ خادم
نرگسیں چشم کرو وَا گُلِ خوشتر جاگو

چل کے بخشش کرو امت کی بلاتا ہے کریم
یہ شبِ قدر ہے اے شافع محشر جاگو

لایا جنّت سے ہوں راہوار سواری کے لیے
برج خوبی کے درخشندۂ اختر جاگو

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جبرئیل علیہ السلام کے لبوں کی سردی محسوس فرما کر بیدار ہوئے جبرئیل کو بالین پر کھڑا پایا اور عرض کرتے سُنا۔

ان الله جل جلاله یقرئك السلام وھو
یدعوك وانا حاملك الی الله تعالیٰ ۔

آپ کے رب تبارک وتعالیٰ نے آپ کو سلام کہا ہے اور بلایا ہے اور میں اس تک لیجانے والا ہوں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے قصدِ طہارت فرمایا خطاب آیا اے جبرئیل بہشت میں جا اور وہاں سے آب کوثر لا۔ اُس سے میرے حبیب کو نہلا ابھی کلام تمام نہ ہونے پایا تھا اور حضور بند قبا نہ کھولنے پائے تھے کہ داروغہ بہشت دو صراحیاں یاقوت کی آب کوثر سے بھری ہوئی اور ایک طشت زمردین جس کے چار پہلو تھے اور ہر پہلو پر ایک ایک گوہر تاباں رکھا تھا لایا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس سے غسل دیا۔ پھر حلۂ بہشتی پہنایا اور عمامہ نورانی باندھا۔

فائدہ عمامہ کو داروغہ بہشت نے سات ہزار برس پہلے خلقت آدم علیہ السلام سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واسطے تیار کیا تھا اور چالیس ہزار فرشتہ اُس کے گرد نہایت تعظیم سے کھڑے ہو کر تسبیح وتہلیل کیا کرتے تھے اور عقب ہر تسبیح حضور پر درود پڑھا کرتے تھے جب داروغہ بہشت اُسے لے کر چلا تو سب اُس کے ہمراہ آکر حضور کی زیارت سے مشرف ہوئے اور اس عمامے میں چالیس ہزار نقش اور ہر نقش میں چار خط تھے اول میں محمد رسول اللہ دوم میں محمد نبی اللہ سوم میں محمد خلیل اللہ چہارم میں محمد حبیب اللہ لکھا تھا پس جبرئیل نے ردائے نور حضور کو اڑھائی نعلین سبز زمردین پہنائیں پٹکہ یاقوت سرخ کا کمر سے باندھا تازیانہ زمرد سبز کا جس میں چار سو موتی آفتاب کی مانند چمکتے ہوئے جڑے تھے ہاتھ میں دیا اور دست اقدس تھام کر مسجد حرام میں لائے۔

روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں تشریف فرما کر آبِ زمزم

سے وضو کیا اور سات مرتبہ طواف خانہ کعبہ ادا فرما کر حطیم میں قدرے استراحت فرمائی تھی کہ جبرئیل طشت طلائی پر از حکمت و عرفان و کرامت و ایمان لے کر حاضر ہوئے اور حضور کو چت لٹا کر سینہ مقدس چیرا اور دل مبارک نکال کر چاک و پاک کیا حکمت و عرفان و نور ایمان سے بھرا اور سینہ و عروق کو آبِ زمزم سے صاف و شستہ کر کے اُس میں رکھا۔ رکھتے ہی زخم بھر آیا کسی قسم کا درد و الم محسوس نہ ہوا۔

نکتہ: سینہ مقدس چاک و پاک کرنے میں یہ بھید تھا کہ آپ کا حوصلہ بقدر اُن ترقیات و کمالات کے کہ جو آج کی رات عنایت ہوں، فراخ و کامل ہو جائے اور قلب مبارک حکمت و ایمان سے بھرنے میں یہ حکمت تھی کہ انوار و تجلیات اور علوم و معارف کی استعداد و قابلیت اور عجائب و غرائب ملک و الملکوت دیکھنے سے حکیم مطلق کی کمال قدرت پر اطمینان کلّی حاصل ہو۔ پھر جبرئیل نے دست مبارک پکڑا اور خانہ کعبہ سے بطحا مکہ میں لائے۔

فائدہ شق صدر حضور چار مرتبہ ہوا۔ ایک زمانہ رضاعت میں دوسرے قریب بلوغ۔ تیسرے مسند نبوت پر جلوہ فرما ہونے سے پہلے چوتھے شب اسرا، اس کی تحقیق و تفصیل فقیر کی کتاب معراج مصطفٰے میں ہے۔

اتار کر اُن کے رُخ کا صدقہ یہ نور کا بٹ رہا تھا باڑا
کہ چاند سُورج مچل مچل کر جبیں کی خیرات مانگتے تھے
رضا

حل لغات

صدقہ وہ چیز جو خدا تعالےٰ کے نام پر دی جائے۔ خیرات۔ بٹ تقسیم۔ مچل مچل تکرار تاکید لفظی ہے۔ مچل مچلنا کا اسم ہے۔ بپھرنا۔ ضد کرنا۔ جبین۔ پیشانی۔ ماتھا۔

شرح

شب معراج حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رخ انور کی خیرات اتار کر نور کے احاطے تقسیم کیے جا رہے تھے۔ چاند اور سورج بپھرے ہوئے تھے اور بضد تھے کہ ہمیں تو صرف جبین اقدس (سے جو نور ٹپک رہا ہے) کی بھیک نصیب ہو۔

وہی تو اب تک چھلک رہا ہے وہی تو جوبن ٹپک رہا ہے
نہانے میں جو گرا تھا پانی کٹورے تاروں نے بھر لیے تھے ١٦-

حل لغات

چھلک۔ لبریز۔ لبالب۔ بھرا ہوا۔ چھلکنا کا اسم ہے کناروں تک بھر کر ٹپکنا۔ ڈھلکنا۔ نیچے گرنا۔ جوبن سیان پن۔ اٹھتی جوانی۔ پھبن۔ نوجوان عورت کے پستان۔ ٹپک ٹپکنا کا اسم قطرہ قطرہ گرنا۔ رسنا۔ چھننا۔ پکے پھل کا گرنا۔ کٹورے کٹورہ کی جمع پانی پینے کا پیالہ آباد۔ خوب بسا ہوا۔

شرح

وہی شب معراج والا نور تو لبریز اور لبالب ہو کر تا حال موجود ہے اور وہی جوبن تو ابھی تک ٹپک رہا ہے آپ کے نورانی غسل کے وقت جو نورانی پانی گرا تھا وہ ستاروں نے نوری پیالے پُر کر لیے تھے۔

بچا جو تلوؤں کا اُن کے دھوون بنا وہ جنّت کا رنگ و روغن
۱۷۔ جنہوں نے دولہا کی پائی اُترن وہ پھول گلزارِ نور کے تھے

حل لغات

تلوؤں تلوا کی جمع پاؤں کی ایڑھی اور نیچے کے بیچ کا حصّہ۔ دھوون کسی چیز کا دھلا ہوا پانی رنگ و روغن چمک دمک۔ چہرہ مہرہ اُترن اترے ہوئے کپڑے۔

شرح

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے غسل مبارک کی فراغت کے بعد آپ نے جو پاؤں مبارک دھوئے آپ کے پاؤں کے تلووں سے جو پانی گرا وہ جنّت کا چہرہ مہرہ اور اس کی چمک دمک بنی اور آپ نے غسل کے بعد جو پہلی پوشاک اقدس اتاری وہ جنّت کے باغات کے نوری پھول ہیں۔

مروی ہے کہ جونہی حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے جبرئیل علیہ السّلام کی آواز کو مسموع فرمایا بیدار ہوئے اور جبرئیل علیہ السلام کو پوچھا اے جبرئیل تو رحمت کی آیت لے کر آیا ہے یا عذاب کی۔۔ جبرئیل نے عرض کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سلام فرمایا ہے۔ اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اپنے دربار میں بلایا ہے۔ ایک راز کے لیے جو آپکے اور آپ کے رب کے درمیان ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا اے جبرئیل کریم نے مجھ کو اپنے پاس بلایا ہے۔ وہ میرے ساتھ کیا معاملہ کرے گا۔ جبرئیل نے عرض کی۔ لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر۔ تاکہ وہ آپ کے اگلے پچھلے لوگوں کے گناہ بخشے۔

آپ نے فرمایا یہ تو میرے لیے ہے میری امت کے لیے جو بمنزلہ میری عیال کے ہے کیا ہے۔ جبرئیل نے عرض کی آپ کی امت کے لیے وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ ہے۔ یعنی آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر آپ کا رب یہاں تک عطا کرے گا کہ آپ امت کے بارے میں راضی ہو جائیں گے۔

——— رضوان نے عمامہ کو جنت سے لیا تو فرشتوں نے عرض کی، اے ہمارے رب تو نے ہم کو اس عمامہ والے پر درود شریف پڑھنے کا حکم دیا تھا۔ اب تو ہم کو اسے آنکھوں سے دیکھنے کا شرف بھی عطا فرما۔ ہم کو اجازت دے کہ ہم بھی رضوان کے ساتھ تیرے محبوب صاحب عمامہ کے درِ اقدس پر حاضر ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اجازت دی۔ وہ رضوان جنت کے ہمراہ حاضر ہوتے ہیں۔ جب آپ وضو سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے جبرئیل کو حکم دیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے وضو کا پانی جو طشت میں جمع ہے میکائیل کو دو اور پھر اس کے بعد اسرافیل کو اور عزرائیل کو دو۔ عزرائیل کو حکم ہوا کہ وہ یہ پانی جنت الفردوس میں لے جائے اور حوروں کو کہے کہ وہ اس پانی کو اپنے مونہوں پر ملیں۔ جب حوروں نے وہ پانی اپنے منہ پر ملا تو ان کا نور اور حسن پہلے سے کئی گنا زیادہ ہو گیا۔ راویوں نے ذکر کیا کہ جب جبرئیل علیہ السّلام نے آپ کی خدمت میں براق پیش کیا آپ اس پر سوار ہوں تو براق نے شوخی کی۔ جبرئیل علیہ السّلام نے کہا اے براق تو حیا نہیں کرتا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پس قسم ہے مجھ کو اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے نہیں سوار ہوا تیری پشت پر کوئی جو افضل ہو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے براق نے کہا اے جبرئیل کیا یہ نبی عربی ہے۔ جبرئیل نے کہا ہاں۔ براق نے کہا یہ صاحب حوض المورود ہے۔ جبرئیل نے کہا ہاں۔ اس نے کہا یہ قائد ہے جبرئیل نے کہا ہاں۔ اس نے کہا کیا یہ شفیع المذنبین ہے۔ کہا ہاں۔

خبر یہ تحویلِ مہر کی تھی کہ رُت سُہانی گھڑی پھرے گی
۱۸۔
وہاں کی پوشاک زیبِ تن کی یہاں کا جوڑا بڑھا چکے تھے

حل لغات تحویل حوالہ کرنا۔ سپردگی۔ امانت۔ پونجی کسی ستارے کا عمل ہونا۔ رُت ہر چیز کا زمانہ فصل موسم۔ سہانی سہانا کی مونث دلپسند۔ من بھاتی۔ پیاری۔ جوڑا پوری پوشاک۔

خبر سورج کی تحویل کی یہ تھی کہ سہانی گھڑی کا موسم بدلے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نورانی عالم کی پوشاک زیب تن فرمائی اور یہاں کا جوڑا بڑھا چکے تھے۔

تجلّیِ حق کا سہرا سر پر صلوٰۃ و تسلیم کی نچھاور
۱۹۔
دو رویہ قدسی پرے جما کر کھڑے سلامی کے واسطے تھے

حل لغات تجلّی روشنی چمک اصطلاح صوفیہ وہ انوارِ غیوب جو دل پر کھلتے ہیں۔ سہرا پھولوں یا موتیوں کی وہ لڑیاں جو دولہا دلہن کے سر سے منہ پر لٹکائی جاتی ہے۔ نچھاور۔ نثار۔ بکھیرا۔ اتارا۔ پرے۔ اس طرف۔ دور۔ الگ جما کر حال ہے۔ مصدر جمانا ترتیب سے لگانا۔ چسپاں کرنا۔ راضی کرنا۔ ٹھاننا مضبوط کرنا۔ دو رویہ (دو طرفہ)

شرح

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک پر تجلیٔ حق کا سہرا سجایا گیا اور آپ پر صلوٰۃ وسلام کے تحفے نچھاور کئے گئے۔ دونوں طرف قدسی فرشتے دور منظم طور سلامی کے لئے کھڑے تھے۔

جو ہم بھی واں ہوتے خاک گلشن لپٹ کے قدموں سے لیتے اُترن
۲۰۔
مگر کریں کیا نصیب میں تو یہ نامرادی کے دن لکھے تھے

حل لغات

واں وہاں لپٹ لپٹنا کا اسم چمٹنا پیچھے لگنا۔ چپکنا۔ الجھنا۔ مصروف ہونا۔ بل کھانا تہ ہونا یہاں بمعنی چمٹنا کا اسم یعنی چمٹ کر ترکیب میں حال ہے۔ اترن۔ اترے ہوئے کپڑے نامرادی بدنصیبی۔ ناکامی۔

شرح

کاش ہم بھی وہاں گلشن کی خاک ہوتے اور آپ کے قدموں کو چمٹ کر آپ کا اترا ہوا لباس لے لیتے۔ لیکن کیا کریں ہماری قسمت میں تو یہ ناکامی لکھی تھی۔

ابھی نہ آئے تھے پشتِ زیں تک کہ سر ہوئی مغفرت کی شلک
-۲۱
صدا شفاعت نے دی مبارک گناہ مستانہ جھومتے تھے۔

حل لغات

شلک توپوں کی باڑ۔ توپ کی آواز سر ہوئی پیچھے لگی۔ صدا گنبد کی آواز۔ آہٹ فقیر کی آواز۔ مبارک نیک۔ اچھا۔ خوشخبری۔ مبارک باد۔ مستانہ مست کی طرح مستانے کی مانند۔ وہ شخص جس کی چال سے مستی ظاہر ہو۔ مجذوب۔ جھومتے از جھومنا۔ جھکنا۔ لڑکھڑانا ہاتھی کی سی چال چلنا۔ لہرانا۔

شرح

حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابھی زین مبارک پر مکمل طور رونق افروز بھی نہیں ہوئے تھے مغفرت امت کی آوازیں سنائی دینے لگیں۔ ادھر شفاعت نے مبارکباد کی صدا دی اور بیچارے گناہ مستانہ وار جھوم رہے تھے۔ اچھا ہوا ہم آپ کی امت کی اذیت رسائی سے بچ گئے۔ اگر امت کو ایذا پہنچتی تو ہماری وجہ سے اور یہ حضور علیہ السّلام کے غم کا سبب تھا۔ لیکن اب آپ کو مغموم کرنے کے ارتکاب کی بے ادبی سے ہم بچے اس طرح ہمارا آقا خوش ہوا۔ ہم بھی خوشی سے مستانہ وار جھوم رہے ہیں۔

اُمت کی بخشش کا مژدہ

روایات میں ہے کہ ستر ہزار نورانی فرشتوں نے براق کے گرد حلقہ کیا ہوا تھا۔ جبریل نے رکاب اور میکائیل لگام تھامے ہوئے تھا۔ جب رحمتِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم

براق پر سوار ہونے لگے تو رحمتِ کردگار کے تمام دروازے کھلے ہوئے دکھائی دیئے۔ آپ کو اپنی گنہگار اُمت یاد آ گئی۔ موقع غنیمت جان کر فرمانے لگے اے جبریل جب تک میری گنہگار اُمت کے متعلق مجھے کوئی مژدہ نہیں مِل جاتا۔ اس وقت تک میں براق پر نہیں بیٹھوں گا۔ یہ سُننا تھا کہ رحمتِ حق موجزن ہوئی ندا آئی اے میرے پیارے حبیب آپ اپنی امت کا غم نہ کھائیں۔ روزِ محشر آپ مقام محمودہ پر فائز ہوں گے۔ جب آپ کے لب ہائے مبارک امت کی شفاعت کے لیے کھلیں گے۔ ہماری اجابت بڑھ کر اسے گلے لگا لے گی اور ہم یہ بھی وعدہ کرتے ہیں کہ آج کی طرح روزِ محشر آپ کے ساتھ آپ کی اُمت کے لیے بھی براق بھیجیں گے۔ تا کہ وہ آنکھ جھپکتے میں پل صراط سے گذر کر جنت الفردوس میں داخل ہو جائے۔ (ریاض الازہار ص ۲۰۹)

اپنی امت کے حق میں مژدہ شفاعت لے کر رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس انداز سے براق پر سوار ہوئے کہ جبریل نے رکاب پکڑی میکائیل نے لگام تھامی۔ ستر ہزار فرشتے نُور کی قندیلیں اور کافور کی بتیاں روشن کیئے ہوئے براق کے اردگرد پرے جمائے کھڑے تھے کہ آپ کی سواری رواں دواں ہوئی ادھر سواری چلی ادھر رحمت خداوندی کی باد بہاری۔ ؎

باغ عالم میں باد بہاری چلی
سرور انبیاء کی سواری چلی
یہ سواری سوئے ذات باری چلی
ابر رحمت اٹھا آج کی رات ہے

عجب نہ تھا رخش کا چمکنا غزالِ دم خوردہ سا بھڑکنا
۲۲۔
شعاعیں بکے اڑا رہی تھیں تڑپتے آنکھوں پہ صاعقے تھے

حل لغات

عجب نیا۔ عمدہ۔ نادر۔ رخش بالفتح رنگ سپید و سرخ درم آمیختہ لیکن مجازاً ہر گھوڑے کو رخش کہتے ہیں اس کی وجہ تسمیہ غیاث میں ملاحظہ ہو۔ یہاں براق شریف مراد ہے۔ غزال ہرن کا بچہ رم خوردہ سا حرف تشبیہہ۔ مثل۔ مانند جیسے کالا سا وغیرہ بھڑکنا شعلہ زن ہونا۔ غصہ آنا سخت گرم ہونا۔ شعاعیں شعاع کی جمع چمک۔ سورج کی کرن بکے بکا (بضم الباء) ہندی لفظ ہے دھوئیں کا اکٹھا ہو کر نکلنا مشت خاک۔

صاعقے۔ صاعقہ کی جمع بجلی۔ جلانے والی بجلی۔

۲۲۔ شرح

براق کے چمکنے سے تعجب کیوں ایسے اس غزال تیز رفتار کا بھڑکنا اس لیے کہ اس وقت نورانی شعاعیں بکے اڑا رہی تھیں اور آنکھوں پر چمکدار بجلی تڑپ رہی تھی۔ یعنی ہر طرف نور ہی نورا اپنے جوبن جوش و خروش سے موجزن تھا۔

اوصاف براق

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا وہ براق دنیا کے جانوروں جیسا نہ تھا گدھے سے اونچا خچر سے چھوٹا اس کا چہرہ انسانوں جیسا تھا اس کی کلغی آبدار موتیوں کی سی اور یاقوت کی شاخوں سے آراستہ اور تیز روشنی سے چمک رہی تھی اور اس کے دونوں کان سبز زمرد کے تھے۔ اس کی دونوں آنکھیں چمکتے ستارے کی طرح

تھیں۔ اس کی شعاعیں سورج کی طرح بکھر رہی تھیں۔ خاکستری رنگ۔ چتکبرا اس کی تین ٹانگیں سفید تھیں ہاں آگے کی جانب دائیں ٹانگ سفید نہ تھی اس پر موتیوں اور جواہرات سے جڑی ہوئی پالان تھی اس کی مزید خوبیاں کیا ہی بتاؤں نہایت ہی خوبصورت اور آدمی کی طرح سانس لیتا تھا۔ (الاسرار لابن عباس ص ۱۵/۱۶)

براق کا عشق نبوی

جبرئیل بموجب فرمان رب جلیل بہشت میں براق لینے آئے دیکھا کہ چالیس ہزار براق وہاں چر رہے ہیں اور سب کی پیشانی پر نام نامی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا لکھا ہے۔ اور ان میں ایک براق نہایت مغموم و محزون سر نیچے ڈالے ایک سمت کھڑا ہے۔ دریائے اشک آنکھوں سے بہا رہا ہے جبرئیل نے اُس کے پاس جا کر باعثِ رنج و ملال دریافت کیا کہا اے جبرئیل چالیس ہزار برس سے آتشِ عشق محمدی دل میں شعلہ زن ہے۔ جس کے باعث نہ رات کو آرام نہ دن کو چین ہے پس جبرئیل نے اُسی براق کو حضور کی سواری کے واسطے پسند کیا اور اپنے ہمراہ لے کر دولتسرائے سلطان انس و جان پر آئے۔ (روض الاظہار ص ۲۰۷)

براق کی ناز برداری

حضور علیہ السلام براق پر سوار ہونے لگے تو وہ بدکنے لگا۔ سبب پوچھا گیا تو کہا کل قیامت میں مجھے شرف نصیب ہو آپ نے اس کے ساتھ وعدہ فرما لیا۔

(معارج النبوة ص ۷۵/۳٪)

۲۳۔
ہجوم اُمید ہے گھٹاؤ مُرادیں دے کر انہیں ہٹاؤ
ادب کی باگیں لیے بڑھاؤ ملٰئکہ میں یہ غُلغُلے تھے

حل لغات

گھٹاؤ (ہندی) کمی۔ کسر۔ کوتاہی دریا کا اتار۔ یہی مراد ہے۔ باگیں باگ کی جمع ملائکہ فرشتے غلغلے غلغلہ۔ غل۔ شور۔ ہلڑ۔ دھاک۔

۲۳۔ شرح

ہجوم امید ہے انہیں گھٹاؤ یوں کر انہیں مرادیں دے کر راستہ سے ہٹاؤ۔ ادب کی باگیں لیے ہوئے آپ کو آگے بڑھاؤ۔ ملائکہ کرام میں یہی شور و غل تھا۔

۲۴۔
اٹھی جو گردِ رہِ منوّر وہ نور برسا کہ راستے بھر
گھرے تھے بادل بھرے تھے جل تھل اُمنڈ کے جنگل اُبل رہے تھے

حل لغات

گرد (الفتح کاف عجمی) غبار۔ راکھ۔ دھول۔ منور روشن۔ چمکنے والا۔ بھر تمام۔ سارا۔ مقدار گھرے از گھرنا۔ گھیرے میں آنا۔ چھانا امنڈنا۔ جل تھل۔ پانی ہی پانی امنڈ اُبل۔ بھرا ہوا۔ جمع ابل جوش از اُبلنا جوش میں آنا۔ پکنا۔ چھلکنا ٹپکنا بدکنا۔

۲۴۔ شرح

نورانی گرد جو اٹھی تو اس سے نور برسا اور تمام راستہ پر بادلوں نے گھیرا ہوا تھا اور بادلوں میں نوری بارش سے جل تھل ہی جل تھل تھی اور پانی اُبل اُبل کر بہ رہا تھا کہ اتنا نورانی پانی کہ گویا جنگل میں پانی ابل رہا تھا۔

یہ اس روایت کی طرف اشارہ ہے کہ آپ کے دائیں بائیں اسّی اسّی ہزار ملائکہ دو رویہ کھڑے تھے اور ہر ایک کے ہاتھ میں نورانی شمع تھی حتیٰ کہ ان کی چمک سے بطحا کا دالان روشن تھا جب حضور علیہ الصلوٰة والسّلام وہاں تشریف لے گئے آپ کی ذات بابرکات کے نورانی پرتو سے ایسی روشنی ظاہر ہوئی کہ تمام شمعوں پر غالب آگئی بلکہ اس وقت چاند سورج ہوتے تو ماند پڑ جاتے۔ اس وقت جبرئیل علیہ السّلام کو وحی ہوئی کہ میں نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو ستر ہزار حجابات سے پوشیدہ کیا ہوا ہے۔ اس وقت صرف ایک حجاب اٹھا ہے کہ تمام شمعیں بجھ گئی ہیں۔ حالانکہ یہ فرشتے عرش سے شمعیں لائے تھے۔ (معارج)

۲۵۔

ستم کیا کیسی مَت کٹی تھی قمر وہ خاک اُن کے رہ گزر کی
اٹھا نہ لایا کہ مَلتے مَلتے یہ داغ سب دیکھنا مٹے تھے

حل لغات

مت (بفتح المیم) مؤنث ہوش۔ عقل۔ رائے
رہگزر راستہ۔ سڑک۔

شرح اے چاند تیری عقل کیوں کٹ گئی تو نے اپنے اوپر ظلم کیا یہ جو تیرے منہ پر داغ اور چھائیاں ہیں۔ تو نے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ مبارک کی خاک کیوں نہ اٹھالی۔ اگر اسے اٹھاکر تو اپنے چہرے پر ملتا رہتا تو دیکھتا کہ یہ چہرے کے تمام داغ مٹ جاتے۔

بُراق کے نقشِ سُم کے صدقے وہ گُل کھلائے کہ سارے رستے
مہکتے گُلبن مہکتے گلشن ہرے بھرے لہلہا رہے تھے ۲۹۔

حل لغات بُراق وہ خوبصورت گھوڑا جس پر حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج کی رات سوار ہوئے۔ سُم چوپایہ کا کھُر۔ گھوڑے کا ٹاپ گل کھلانا۔ پھول کھلانا کسی انوکھی بات کا ظاہر کرنا مہکتے از مہکنا۔ معطر ہونا۔ خوشبو دینا۔ گلبن۔ درخت۔ گلسرخ۔ ہرے بھرے سرسبز۔ شاداب۔ سیر حاصل کامیاب۔ پھلنا پھولنا۔ لہلہانا موج مارنا۔ لہرانا۔ سرسبز ہونا۔ پھلنا پھولنا۔

شرح براق کے سم کے نقش کے صدقے اس نے وہ گل کھلائے کہ تمام راستے مہک رہے تھے اور تمام درخت خوشبوناک تھے تمام باغات ہرے بھرے اور سرسبز وشاداب تھے اور لہلہا رہے تھے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا کہ میں نے ابھی تھوڑی مسافت طے کی کہ ایک شخص نے دہنی جانب سے آواز دی۔ یا محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) لا تعجل فانك اخطأت الطريق ۔ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جلدی نہ کرو کہ تم راہ بھول گئے ہو میں نے بموجب وصیت جبرئیل کچھ اس کی طرف التفات نہ کیا پھر وہی آواز بائیں جانب سے آئی میں نے کچھ توجہ نہ کی کہ ایک عورت طرح طرح کے زیورات سے آراستہ میرے براق کے سامنے آئی اور کہا اے محمد ذرا ٹھہرو کہ مجھے آپ سے ایک بھید کی بات کہنا ہے میں نے اس کی جانب نگاہ اٹھا کر نہ دیکھا اور بہت تیز براق کو چلایا پھر جبرئیل سے پوچھا کہ یہ کیا چیزیں تھیں کہا کہ پہلا شخص یہود تھا اگر آپ اس کی طرف التفات کرتے تو آپ کی تمام امت بعد آپ کے یہودی ہو جاتی اور دوسرا شخص نصاریٰ تھا اگر اس کی طرف توجہ کرتے تمام امت نصاریٰ ہو جاتی اور وہ عورت دنیا تھی اگر آپ اُس کی جانب نظر کرتے تو تمام امت آپ کی حرص دنیا میں مبتلا ہو جاتی اور آخرت پر دنیا کو اختیار کرتی۔

حکمت: ان تینوں شخصوں کے ملنے اور پکارنے اور حضور کے ان کی طرف التفات نہ کرنے میں یہ تھی کہ آپ پر امتِ مرحومہ کا حال منکشف ہو جائے کہ وہ ہمیشہ راہ حق میں ثابت قدم رہے گی۔ دین اسلام کو چھوڑ کر دوسرے دین کی طرف مائل وملتفت نہ ہوگی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہمیشہ اُن کی فکر میں رہتے اور کہتے دیکھئے میری اُمت میرے بعد دین حق پر قائم رہتی ہے یا نہیں۔ لہٰذا اللہ تعالٰے نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اس فکر کو رفع فرمایا

روایت ہے کہ پھر آپ ایک بڑے پتھر پر گزرے۔ جس میں ایک چھوٹا سا سوراخ تھا اور اس سے پانی باہر آتا تھا اور پھر ہر چند اندر جانا چاہتا تھا مگر نہ جا سکتا تھا آپ نے جبرئیل سے اس کی حقیقت دریافت فرمائی عرض کیا یہ پتھر

مثل مونھ اور زبان اور بات کے اور تمثیل برائے تعلیم حضور ہے یعنی جب کوئی بُری بات منہ سے سرزد ہو جائے تو اُس پر پشیمانی بے فائدہ کہ اس کا منہ کے اندر واپس جانا ناممکن ہے پھر حضور کے روبرو تین آدمی ایک پیر دوسرا ادھیڑ تیسرا جوان آئے حضور نے پیر و ادھیڑ کی جانب نظر نہ کی اور جوان کی طرف توجہ فرمائی پس جبرئیل نے عرض کیا اصبت یا محمد یا رسول اللہ آپ مطلب کو پہنچے کہ پیر و ادھیڑ دولت و بخت تھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُن کی جانب نظر نہ کی اور جوان کی جانب جو عاقبت تھی میل و توجہ فرمائی اور دولت و بخت پر اُسے اختیار فرمایا خوب کیا کہ دولتِ دنیا بے اعتبار اور بخت ناپائدار ہے اور عاقبت کو پابندی و قرار ہے آپ کو خوشخبری ہو کہ عاقبت دونوں جہان میں آپ کے اور آپ کی امت کے نزدیک دہمکتا ہے پھر آپ نے کچھ لوگ دیکھے کہ کھیت بوتے ہیں اور وہ ایک روز میں پک جاتے ہیں۔ جب کاٹتے ہیں تو پھر ہرے ہو جاتے ہیں۔ جبرئیل نے عرض کی یہ مجاہدین ان کی نیکیاں سات سو سے مضاعف ہوتی ہیں اور جو کچھ راہ خدا میں صرف کرتے ہیں اُس کا بدلہ فوراً اللہ کی جانب سے انہیں عنایت ہوتا ہے اس کیفیت کو دکھانے میں یہ حکمت تھی کہ حضور کی اُمت پر جہاد فرض ہونے والا تھا اور انسان جس کام کی خوبی و نفع اپنی آنکھ سے دیکھ لیتا ہے اس میں زیادہ کوشش و جانفشانی کرتا ہے اور حضور کا ملاحظہ بعینہ ملاحظہ امت تھا پھر دو پیالے حضور کے روبرو لائے گئے ایک پانی اور دوسرا شہد کا آپ نے دونوں سے قدرے قدرے پیا۔ پس جبرئیل نے کہا آپ نے خوب کیا۔

روایت میں ہے کہ راستہ میں ایک بڑھیا اور ایک بوڑھا راستے کے کنارے کھڑے تھے اور آپ کو پکارنے لگے کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہماری طرف آیئے۔

جبرئیل نے عرض کیا کہ حضور چلیئے۔ ان کی جانب بھی توجہ نہ فرمائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے پوچھا کہ جبرئیل یہ بڑھیا کون تھی اور یہ بوڑھا کون تھا۔ جبریل نے جواب دیا وہ بڑھیا دنیا تھی اور اس کے دکھانے میں مقصود یہ تھا کہ آپ جان سکیں کہ اس دنیا کی عمر اس بڑھیا ـــ جتنی باقی رہ گئی ہے۔ بوڑھا جو آپ کو بلا رہا تھا وہ شیطان تھا۔ اگر آپ اس کی آواز کا جواب دے دیتے تو آپ کی امت دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتی اور گمراہ ہو جاتی اس کے بعد آپ کچھ آگے بڑھے تو دیکھا کہ تین بزرگ کھڑے آپ کو ان الفاظ سے سلام کہہ رہے تھے السلام علیک یا اوّل و آخر۔ السلام علیک یا حاشر۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کو سلام کا جواب دیا۔ جبریل علیہ السلام نے کہا یہ تین بزرگ حضرت ابراہیم۔ حضرت موسےٰ اور حضرت عیسیٰ علیہم التسلیمات تھے۔

مقامات متبرکہ کی تعظیم

چلتے چلتے ایک مقام ایسا آیا کہ جبریل نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہاں اتر کر دو نفل ادا فرمائیں۔ آپ نے نماز ادا کی تو جبریل نے کہا کہ یہ وہ متبرک مقام ہے جہاں آپ ہجرت فرما کر تشریف لائیں گے اور اسی جگہ آپ کا مزار اقدس ہوگا۔ اس کا نام طیبہ (مدینہ پاک) ہے۔ پھر آپ آگے چلے۔ ایک مقام پر جبریل نے آپ کو نوافل ادا کرنے کو کہا۔ آپ نے وہاں بھی نماز پڑھی تو جبریل عرض کرنے لگا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہ طور سینا ہے۔ جہاں اللہ کریم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شرف کلام بخشا تھا پھر آگے چل کر ایک اور متبرک مقام آیا اور جبریل نے نفل ادا کرنے کی درخواست کی آپ نے اس مقام پر بھی نماز دوگانہ ادا فرمائی تو جبریل کہنے لگے کہ یہ وہ جگہ ہے کہ جہاں عیسےٰ علیہ السلام کی ولادتِ باسعادت ہوئی۔ (رواہ البزار والطبرانی وصححہ البیہقی فی الدلائل والنسائی ایضاً)

فائدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تین مقامات پر جو نماز پڑھنے کا حکم ملا۔ اول سرزمینِ مدینہ شریف دوم کوہِ طور سوم مولد عیسیٰ علیہ السلام اس میں شعائر اللہ کی عظمت ظاہر کرنا مطلوب تھا۔ متبرک مقامات کے نشانات تا قیامِ قیامت قائم رکھنا منتہائے خداوندی کے عین مطابق ہے۔ جیسا کہ فقیر نے "البرکات فی البترکات" میں تفصیل سے عرض کیا ہے۔

نماز اقصےٰ میں تھا یہی سر عیاں ہوں معنی اوّل آخر
۲۷۔
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے

حل لغات اقصیٰ مسجد اقصیٰ سر (بکسر السین وتشدید الراء) راز عیاں ظاہر دست بست۔ ہاتھ باندھ کر سلطنت شاہی۔ حکومت یہاں پیغمبران عظام علیہم السلام کی نبوت ورسالت مراد ہے۔ آگے گذشتہ زمانہ۔

شرح مسجد اقصیٰ میں نماز کی ادائیگی میں یہی راز مخفی تھا کہ اوّل وآخر کا معنیٰ ظاہر ہو کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیچھے وہ حضرات دست بستہ نماز میں کھڑے تھے جو آپ سے پہلے سلطنت کر گئے تھے یعنی انبیاء علیہم السلام۔ جب حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آنِ واحد میں بیت المقدس پہنچے۔ جبرائیل امین نے براق کو حلقۂ در سے باندھ کر اذان کہی۔ بعد ازاں آپ نے دوگانہ نماز ادا کی۔ آپ امام تھے اور جملہ انبیاء

علیہم السلام مقتدی۔
ابن کثیر نے لکھا کہ۔

قَالَ جِبْرِیلُ صَلّٰی	جبریل علیہ السلام نے عرض کیا
خَلْفَكَ كُلُّ نَبِیٍّ	حضور اللہ عزوجل کے ہر مبعوث
بَعَثَهُ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ۔	فرمائے نبی نے آپ کے پیچھے
(تفسیر ابن کثیر ص۶ ج۳)	نماز پڑھی۔

باب محمد صلی اللہ علیہ وسلم

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیت المقدس میں پہنچے تو آپ اس جگہ اترے جس کا نام باب محمد ہے۔ جبریل علیہ السلام نے براق کو ایک حلقہ سے باندھ دیا اور آپ سے جبریل علیہ السلام مسجد کے اندر داخل ہو گئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد میں داخل ہوتے ہی دو نفل تحیۃ المسجد ادا فرمائے اور دیکھا کہ ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبران سابقین صفیں باندھے امام الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا انتظار کر رہے ہیں۔ اسی وقت ایک مؤذن نے اذان کہی۔ پھر تکبیر ہوئی اور جبریل نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر آپ کو امامت کے مصلّے پر کھڑا کر دیا۔ ہر چند کہ آپ نے دیگر انبیاء علیہم السلام کو امامت کرانے کو کہا مگر ہر ایک نے انکار کیا اور کہا کہ کس کی مجال ہے کہ امام الانبیاء کی موجودگی میں امامت کے مصلّے پر کھڑا ہونے کی جرأت کرے۔ گویا انہوں نے عرض کی کہ ہم تو آپ کے مقتدیوں اور امتیوں میں نام لکھوانے کے لیے یہاں جمع ہوئے ہیں۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تمام انبیاء کی امامت فرمائی اور سب نے آپ کی اقتداء میں نماز ادا کی۔

بیہقی میں ابوسعید سے روایت ہے کہ جب نماز مکمل ہو گئی تو تمام ملائکہ کرام نے اللہ تعالےٰ کی ثناء بیان کی۔ پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام نے یوں تقریر شروع کی کہ سب تعریفوں کا مالک وہ اللہ ہے۔ جس نے مجھے خلیل بنایا۔ مجھ پر آتشِ نمرود کو

گلزار کیا۔ مجھے متقیوں کا مقتدا اور پیشوا بنایا۔ اس کے بعد موسیٰ علیہ السّلام نے اللہ کی ثنا بیان کرتے ہوئے یوں تقریر کی کہ تمام تعریفیں اللہ تعالےٰ کے لیے ہیں کہ جس نے مجھ سے بلاواسطہ کلام کیا اور مجھ پر توریت نازل فرمائی۔ میری طفیل بنی اسرائیل کو نجات بخشی اور فرعون کو ہلاک کیا۔ پھر داؤد علیہ السّلام کہنے لگے کہ تمام محامد اللہ کے لیے ثابت ہیں۔ جس نے مجھے ملک عظیم عطا فرمایا اور آسمانی کتاب زبور مجھ پر نازل فرمائی۔ میرے لیے لوہے کو نرم کیا۔ پہاڑوں کو مسخر کیا۔ پرندوں کو میرا تابع فرمان بنایا کہ وہ میرے ساتھ تسبیح و تہلیل میں شریک ہوتے تھے۔ پھر سلیمان علیہ السّلام نے اللہ کی حمد و ثنا بیان کی اور کہا کہ تمام صفتوں کا مالک وہ اللہ تعالےٰ ہے جس نے ہوا۔ چرند، پرند شیاطین سب میرے لیے مسخر کیے اور مجھے ایسی سلطنت بخشی جو کسی کو عطا نہ ہوئی اور پھر حضرت عیسیٰ علیہ السّلام۔ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے تمام تعریفیں اللہ کے لیے ثابت ہیں۔ جس نے مجھے کلمۃ اللہ کے خطاب سے نوازا۔ مجھ پر علم و حکمت کے دروازے کھول دیئے۔ مجھے توفیق دی کہ میں پرندوں کی شکل کا قالب بنا کر اس میں پھونک مار کر اڑنے والا پرندہ بنا دوں۔ مجھے مادر زاد اندھوں کو بینا کرنے اور مردوں کو زندہ کرنے کی قوت بخشی گئی۔ مجھے اور میری ماں کو شیطان مردود کے مس سے محفوظ رکھا گیا۔ آخر میں امام الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح تقریر شروع فرمائی کہ جمیع محامد اسی اللہ کے لیے ہیں۔ جس نے مجھے رحمۃ اللعالمین اور کائنات کے لیے بشیر و نذیر بنا کر بھیجا۔ مجھ پر قرآن مجید جو حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے، نازل فرمایا۔ میری امت کو خیر اُمت کے خطاب سے نوازا۔ مجھے اوّل و آخر کا لقب عطا فرمایا۔ میرے سینے کو کشادہ کر دیا۔ میرے ذکر کو بلند کر دیا۔ میرا بوجھ ہلکا کر دیا۔ مجھے تمام مخلوقات سے اوّل پیدا کیا اور تمام انبیاء کے آخر میں بھیجا۔ اس کے بعد ابراہیم علیہ السّلام نے تمام انبیاء کی جانب سے امام الانبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا شکریہ ادا کرتے ہوئے یہ کہا کہ اے محمد بلاشک وشبہ

آپ سب انبیاء کے امام اور مقتدا ہیں۔ اور ہم سب آپ کے مقتدی اور پیروکار ہیں۔ آپ وجہ تخلیق کائنات ہیں۔ یہ ساری بہار آپ کے دم قدم سے ہے۔ سلسلہ کائنات آپ کے سبب معرض وجود میں آیا ہے۔ ہم سب آپ کے خدام بارگاہ ہیں۔ یہ فرشتے، یہ عرش وکرسی، لوح وقلم، زمین وزمان، مکین ومکاں سب کچھ آپ کے صدقہ میں معرض وجود میں آئے۔

فرشتے خدم رسل حشم تمام امم غلام کرم
وجود و عدم حدوث و قدم جہاں میں عیاں تمہارے لیے

فوائد (۱) شب معراج آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بیت المقدس لے جا کر انبیاء کا امام بنانا اور جمیع انبیاء سابقین کا مقتدی بن کر حضور علیہ السلام کی اقتدا میں نماز ادا کرنا مسئلہ حیات النبی کو واضح کر رہا ہے کیونکہ جو شخص مر جائے اس سے نماز ساقط ہو جاتی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمانا کہ میں نے شب معراج حضرت موسیٰ کو قبر میں نماز پڑھتے دیکھا اس امر کی تائید مزید کرنا ہے۔ ایک مقام پر آپ نے فرمایا کہ پیغمبران الٰہی اپنی قبروں میں نماز بھی پڑھتے ہیں۔ اور انہیں رزق بھی دیا جاتا ہے۔ (الانبیاءُ احیاءٌ فِی قبورھم) اللہ کے نبی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں۔ اور مشکوٰۃ شریف میں فرمان نبوی ہے۔ ان اللہ حرّم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حیٌّ فی قبورھم یرزقون) اللہ تعالیٰ نے مٹی پر حرام کر دیا ہے کہ وہ نبیوں کے جسموں کو کھائے پس اللہ کے نبی قبروں میں زندہ ہوتے ہیں اور انہیں رزق دیا جاتا ہے۔

۲۔ اس نماز پڑھانے کے واقعہ سے یہ بات بھی پایۂ ثبوت تک پہنچ جاتی ہے کہ یہ معراج جسمانی تھی نہ کہ روحانی کیونکہ نماز پڑھنا اور جماعت کرانا یہ خواصِ جسم میں سے ہیں۔ نہ کہ مجرّد روح سے۔

۳- انبیاء علیہم السلام کی علمی وسعت کا ثبوت بھی ملاکہ ان کے مزارات مختلف مقامات میں ہیں لیکن شبِ معراج مزارات سے بیت المقدس تک پہنچے انہیں علم تھا کہ آج رات ہی شب اسرا کے دولہا بیتُ المقدس میں تشریف لائیں گے۔

اوّل و آخر کا راز

مصرعہ اول کا مقصد ظاہر ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جملہ عالم سے تخلیق میں اوّل ہیں اور بعثت کے لحاظ سے آخر ہیں۔

وہی اوّل

حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اول المخلوق کے عفت سے نہ کسی کو انکار تھا نہ ہے سوائے وہابیوں دیوبندیوں کے۔

اور اس کا ثبوت قرآن مجید اور احادیث صحیحہ میں ہے آیات میں ایک آیت۔

آیت کریمہ۔ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَالْبَاطِنُ وَ هُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ہے شیخ المحقّقین شیخ محدّث شیخ عبدالحق محدّث دہلوی قدس سرّہٗ العزیز اپنی شہرہ آفاق کتاب مدارج النبوت کے خطبہ میں فرماتے ہیں۔

"ایں کلمات اعجاز سمات ہم مشتمل بر حمد وثنائے الٰہی است وہم متضمّن نعت و وصف حضرت رسالت پناہی است صلی اللہ علیہ وسلم "

(مدارج النبوّة جلد اوّل ص۲)

یہ کلمات اعجاز سمات اللہ تعالےٰ کی حمد وثنا پر مشتمل ہیں نیز حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نعت و وصف کو بھی متضمن ہیں۔ اللہ تعالےٰ کے لیے حقیقی معنیٰ ہیں اور حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے مجازاً۔ اسے اللہ تعالیٰ کے حکم سے جبریل علیہ السّلام نے بھی استعمال فرمایا۔ چنانچہ حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ علامہ تلمسانی سے شرح شفا شریف ص۲۲۵ ج۱ میں ناقل کہ سیدنا عبداللہ بن عباس

رضی اللہ عنہا سے راوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں جبریل نے حاضر ہو کر مجھے یوں سلام کیا۔ السلام علیک یا اوّل۔ السلام علیک یا آخر۔ السلام علیک یا ظاہر۔ السلام علیک یا باطن۔ میں نے فرمایا اے جبریل یہ صفات تو اللہ عزّ وجلّ کی ہیں اسی کو لائق ہیں۔ مجھ سے مخلوق کی کیونکر ہو سکتی ہیں۔ جبریل نے عرض کیا اللہ تبارک و تعالیٰ نے مجھے حکم فرمایا کہ حضور پر یوں عرض کروں۔

ثابت ہوا کہ اسماء حمدِ الٰہی بھی ہیں اور نعت مصطفائی بھی۔ صفات الٰہی بھی ہیں اور صفاتِ رسول بھی۔ (صلی اللہ علیہ وسلم)

فائدہ شیخ محقق علامہ عبدالحق محدّث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کو مولوی اشرف علی تھانوی نے حضوری ولی تسلیم کیا ہے (الافاضات الیومیہ) اور تمام دیوبندی فضلاء نے ان کی تصانیف کو مستند سمجھا ہے ان کی تصانیف کے حوالوں سے استدلال کرتے ہیں۔ یہی شیخ عبدالحق محدّث دہلوی علیہ الرحمۃ اس آیت کریمہ کو حمد الٰہی بنا رہے ہیں۔ اور نعت مصطفائی بھی۔

لطیفہ وہابی دیوبندی حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کمالات کے اظہار میں کنجوس اور بخیل اور کم ظرف ہوئے ہیں۔ ان کے نزدیک اللہ تعالیٰ اوّل و آخر ہے دوسرے کو خواہ کسی بھی عنوان سے ہو اوّل و آخر کہنا شرک ہوا۔ مگر اللہ تعالیٰ تو کریم بھی ہے اور ارشاد ہے۔

یٰۤاَیُّهَا الْاِنْسَانُ مَا اے انسان تجھے اپنے رب
غَرَّكَ بِرَبِّكَ الْكَرِیْمِ ؕ کریم سے کس چیز نے فریب دیا ہے۔

کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کریم ماننا شرک ہے ایسے ہی اللہ تعالیٰ رحیم ہے۔ حضور علیہ السلام بھی رحیم ہیں۔ اللہ تعالیٰ سمیع و بصیر و خبیر ہیں۔

حضور علیہ السلام کو قرآن مجید میں ان اوصاف سے موصوف فرمایا ہے بلکہ ہمارا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے جملہ (اکثر) صفات سے آپ کو موصوف فرمایا ہے،

قاعدہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو ان صفات سے فضیلت دی اور تمام انبیاء و مرسلین پر ان کو خصوصیت بخشی اپنے نام و وصف سے حضور کے نام و وصف مشتق فرمائے۔

وسماك بالاول لانك اول الانبياء خلقا وسماك بالاخر لانك اخر الانبياء فى العصر خاتم الانبياء الى اخر الامم۔

حضور کا اوّل نام رکھا کہ حضور سب انبیاء سے آفرینش میں مقدم ہیں اور حضور کا آخر نام رکھا کہ حضور سب پیغمبروں سے زمانہ میں مؤخر و خاتم الانبیاء و نبی امت کے آخر میں ہیں۔

باطن نام رکھا کہ اس نے اپنے نام پاک کے ساتھ حضور کا نام نامی سنہری نور سے ساقِ عرش پر آفرینش آدم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے دو ہزار سال پہلے ابد تک لکھا۔

پھر مجھے حضور پر درود بھیجنے کا حکم دیا۔ میں نے حضور پر ہزار سال دُرود بھیجے اور ہزار سال بھیجے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو مبعوث کیا۔ خوشخبری دیتا ڈر سناتا اور اللہ کی طرف سے اس کے حکم سے بلاتا اور جگمگاتا سورج حضور کو ظاہر نام عطا فرمایا کہ اس نے حضور کو تمام دینوں پر ظہور و غلبہ دیا اور حضور کی شریعت و فضیلت کو تمام اہل سمٰوٰت و ارض پر ظاہر و آشکارا کیا تو کوئی ایسا نہ رہا جس نے حضور پر نور پر درود نہ بھیجے ہوں۔ اور اللہ حضور پر درود بھیجے۔

فربك محمود وانت محمد وربك الاول والظاهر والباطن وانت الاول والاخر والظاهر والباطن۔

پس حضور کا رب محمود ہے اور حضور محمد حضور کا رب اول و آخر و ظاہر و باطن ہے۔ حضور اوّل و آخر ظاہر و باطن ہیں سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا۔ الحمد للّٰہ الّذی فضلنی علی جمیع النبین حتی فی اسمی وصفتی ۔ یہ سب خوبیاں اللہ عزّ وجلّ کو کہ جس نے مجھے تمام انبیاء پر فضیلت دی یہاں تک کہ میرے نام و صفت ہیں۔ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)
(تجلی الیقین صـ۴)

احادیث مبارکہ

یہ صفات بالخصوص اولیت سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم احادیث صحیحہ سے بھی ثابت ہے آپ نے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو فرمایا۔

اوّل ما خلق اللہ نور نبیک من نورہ ،،	سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔

۲- حدیث شریف میں ہے۔

اَوّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ	سب سے پہلے اللہ نے میرے نور کو پیدا فرمایا۔

اس حدیث کو دیوبندی حکیم الامت مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے نشر الطیب میں صـ۴ پر نقل کیا ہے اور دیوبندی قطب عالم مولوی رشید احمد گنگوہی فتاویٰ رشیدیہ صـ۲۷۳ پر لکھتے ہیں۔ شیخ عبدالحق رحمۃ اللہ علیہ نے اَوّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ نُوْرِیْ کو نقل کیا ہے اور بتایا ہے کہ اس کی کچھ اصل ہے ،، معلوم ہوا مخلوق کے اعتبار سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم اوّل اور اللہ تعالیٰ بایں معنی آخر کہ ہر شے کے ہلاک و فنا ہونے

کے بعد رہنے والا، سب فنا ہو جائیں گے اور وہ ہمیشہ رہے گا۔ اس کے لیے انتہا نہیں اور حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بایں معنی آخر کہ آپ خاتم النبیین ہیں سب سے آخری نبی ہیں۔

لطیفہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اوّل المخلوقات ماننے سے آپ کی نورانیت آپ کا علم غیب کلی آپ حاضر وناظر ہونا ثابت ہوتا ہے اور یہ تینوں عقیدے مخالفین کے لیے شرک اکبر ہیں اسی لئے وہ اپنی جان بچانے کے لیے سرے سے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اوّلیت کا انکار کر جاتے ہیں۔ حالانکہ دلائل قاطعہ براہین ساطعہ سے آپ کی اوّلیت ثابت ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھئے فقیر کا رسالہ۔

”وہی اوّل“

یہ ان کی آمد کا دبدبہ تھا نکھار ہر شے کا ہو رہا تھا
۲۸- نجوم وافلاک جام و مینا اُجالتے تھے کھنگالتے تھے

حل لغات دبدبہ رعب۔ شان وشوکت۔ نکھار۔ صفائی اجلاپن نجوم ستارے۔ افلاک آسمان وغیرہ جام پیالہ۔ مینا شیشہ۔ مرصع کاری۔ آسمان شراب کی صراحی۔ اجالتے تھے صاف کرتے اجلا بناتے تھے کھنگھالنا پانی ڈال کر برتن صاف کرنا۔ دھونا۔

شرح حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کا یہ دبدبہ اور رعب تھا کہ عالم بالا کی ہر شے

کی صفائی ہو رہی تھی اور جگہ جگہ کو اُجلا اور بہتر سے بہتر سجاوٹ کے ساتھ سجایا جا رہا تھا تمام ستارے اور تمام افلاک اور مینا وغیرہ خود کو خوب اجلا بنا رہے تھے اور نہایت صاف اور ستھرے ہو رہے تھے کہ آج ان سب کے مرشد اور آقا و مولیٰ ان کے ہاں تشریف لا رہے ہیں۔

ملائکہ کی امامت

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب میں بیت المعمور میں گیا تو میں نے دیکھا کہ ساتوں آسمانوں کے فرشتے اس کا طواف کر کے سب میرے انتظار کے لیے کھڑے تھے کہ اچانک فرمان خداوندی سے اذان ہوئی اور جبریل نے عرض کیا کہ اے حبیبِ خدا جس طرح آپ نے بیت المقدس میں انبیاء کی امامت کرائی۔ اسی طرح یہاں بھی ملائکہ کرام کی امامت فرمائیں۔ چنانچہ آپ نے تمام ملائکہ کی امامت کرائی اور انہیں دو رکعت نماز پڑھائی۔

فائدہ

حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ فرشتوں کے اس باجماعت نماز پڑھنے سے میرے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ میری امت کے لیے بھی ایسی ہی جماعت مقرر فرمائی جائے حکم خداوندی ہوا۔ کہ ہم نے تمہاری آرزو پوری کی اور ہم آپ کی خواہش پر آپ کی امت کو نماز باجماعت کا عطیہ مرحمت فرماتے ہیں حدیث پاک میں ہے کہ ہر جمعہ کو ملائکہ کرام بیت المعمور میں جس قدر عبادت کرتے ہیں اس کا ثواب بھی میں آپ کے ان امتیوں کو دوں گا جو جمعہ کے پڑھنے پر مداومت کریں گے۔

عجیب فرشتہ: حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے ایک فرشتہ دیکھا کہ جس کا نصف برف سے بنا ہے اور نصف آگ

سے نہ برف آگ کو بجھاتی ہے نہ آگ برف کو ختم کرتی ہے وہ فرشتہ دعا کرتا ہے اے اللہ جس طرح تو نے برف اور آگ کے مابین الفت ڈالی ہے اسی طرح اپنے بندوں کے مابین الفت ڈال دے۔

سِدرۃ المنتہٰی

حضور نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے فرمایا ہم سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچے وہ ایک درخت ہے جو کستوری کے ڈھیر پر اُگا ہوا ہے اس کی ایک ہزار شاخیں ہیں ہر شاخ کے سایہ میں سوار ایک سو سال تک چل سکتا ہے اور اس کی ہر شاخ میں ہزار پتہ ہے اس کے ایک پتہ کے سایہ میں تمام جنوں اور انسانوں کے بیٹھنے کی گنجائش ہے اور اس کے ایک ایک پتہ پر چاند کے رنگ پر ایک ایک فرشتہ ہے اس کے سر پر نور کا تاج ہے اور ہاتھ میں نور کی چھڑی ہے۔ اس کی پیشانی پر لکھا ہوا ہے۔ ہم سدرۃ المنتہیٰ کے رہنے والے ہیں اور یہ تسبیح پڑھتے ہیں سبحان من لیس لہ انتہاءٌ۔ سدرۃ المنتہیٰ کے اصل سے غیر متغیّر پانی اور دودھ کی نہریں نکلتی ہیں کہ اس کے دودھ کا مزا بدلتا نہیں اور عارفوں کے لیے شراب کی نہریں جاری ہوتی ہیں اور ایسے ہی خالص شہد کی نہریں بھی اس کے اصل سے نکلتی ہیں وہاں اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو سورۃ بقرہ اور آپ کی امّت کے لیے مغفرت کے خزانے عطا فرمائے یہ بھی فرمایا کہ سدرۃ المنتہیٰ ساتویں آسمان پر ہے جنّت کے متصل اس کی اصل جنّت میں ہے اور اس کی شاخیں کرسی کے نیچے ہیں اور بعض شاخیں عرش کے نیچے ہیں جبرئیل کا مقام سدرۃ المنتہیٰ کے درمیان ہے

القول الاعجب

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اہل سماء سے حجاب میں ہے جیسے کہ وہ

اہل ارض سے حجاب ہیں ہے اس کے حجاب میں ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ہماری آنکھیں اس کو پا نہیں سکتیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جبرئیل کو فرمایا کہ تو نے رب تعالیٰ کو دیکھا ہے اس نے کہا کہ میرے اور رب کے درمیان نور کے ستر حجاب ہیں اور ایسے ہی کہا گیا ہے کہ جبرئیل اور میکائیل کے درمیان اللہ تعالیٰ نے ستر حجاب پیدا کیئے ہیں اور ہر حجاب کا موٹاپا پانچ سو سال کی راہ کے برابر ہے اگر ان دونوں کے درمیان یہ حجابات حائل نہ ہوتے تو جبرئیل میکائیل کے نور سے جل جاتا۔ ایسے ہی اللہ تعالیٰ نے میکائیل اور اسرافیل کے درمیان ستر حجاب پیدا کیئے ہیں اگر یہ نہ ہوتے تو میکائیل اسرافیل کے نور سے جل جاتا ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا عقول وابصار اللہ تعالیٰ کا ادراک نہیں کر سکتیں اور اللہ تعالیٰ کا نہ کسی چیز میں حلول ہے اور نہ وہ بذاتِ خود کسی چیز سے غائب ہے اور ملاءِ اعلیٰ بھی رب تعالیٰ کو اس طرح طلب کرتے ہیں جس طرح اے زمین والوں تم اس کو طلب کرتے ہو۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے فرمایا تم مجھ کو پوچھو اس سے پہلے کہ تم مجھ کو نہ پاؤ۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے وہ علم عطا کیا ہے کہ نہ وہ جبرئیل کو عطا ہوا ہے اور نہ میکائیل کو اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کو معراج کی رات میں کئی علوم عطا کیئے۔ بعض علوم وہ ہیں کہ ان کو لوگوں کے سامنے بیان کرنے کی اجازت نہیں دی اور بعض وہ ہیں کہ ان کی تبلیغ کی اجازت دی بعض وہ ہیں جو صرف خواص کو اجازت بخشی

۲۹- نقاب الٹے وہ مہرِ انور جلالِ رخسار گرمیوں پر
فلک کو ہیبت سے تپ چڑھی تھی تپکتے انجم کے آبلے تھے

حل لغات

نقاب (مالکسر) مذکر۔ مؤنث برقعہ۔ پردہ جو عورتیں منہ پر ڈالتی ہیں۔ مہر آفتاب۔ جلال بزرگی۔ شان و شوکت رعب داب۔ غصہ۔ تندی۔ طاقت رخسار گلاّ۔ گال ہیبت۔ خوف۔ دھشت۔ رعب ڈر۔ تپ گرمی کا بخار تپکنے۔ گرم ہو جائے آبلے چھالے۔

شرح

وہ مہرانور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم جن کے چہرۂ اقدس میں ایسا جلالی تھا کہ پردہ ہٹا دینے پر، چہرہ اقدس کے جلال کی گرمی سے فلک کو تپ چڑھا تو اس کی گرمی سے ستارے گرم چھالوں کی صورت میں ابھر آئے۔

تین صورتیں

اس شعر میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلّم کی اس صورت حقی کا ذکر ہے کہ جس کے انوار کی تاب افلاک والے نہ لا سکے علمائے کرام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم کی تین صورتیں نمایاں ہیں (۱) صورت بشری (۲) صورتِ ملکی (۳) صورت حقی۔

اور معراج پاک کی بھی تین صورتیں ہیں (۱) بشری معراج (۲) ملکی معراج (۳) حقی معراج۔ چنانچہ حضور علیہ السّلام کو معراج ان تینوں صورتوں میں نصیب ہوئی یعنی بیت اللہ شریف سے مسجد اقصےٰ تک صورتِ بشریہ کی معراج ہے اور اس کا نام اسرا اس لیے رکھا گیا کہ اس کا زمین کے ساتھ تعلق ہے اور زمینی معراج کو اسرا کہا جاتا ہے آسمانوں میں لے جا کر عجائباتِ قدرت کا مشاہدہ کرانا صورتِ ملکیہ کی معراج ہے۔

دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی کے مراتب

عالیہ پر مفتخر ہو کر زمان و مکان کی قیود و حدود سے بلند و بالا فوق العرش پہنچ کر اللہ رب العزت کی بارگاہ میں حاضر ہونا اور بے حجاب اپنے سرِ اقدس کی آنکھوں سے جمالِ الٰہی کا مشاہدہ کرنا اور فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی کے رازہائے سربستہ سے آگاہ ہونا۔ حقیقت محمدیہ یعنی صورت حقیہ کا معراج ہے

ان تینوں مراحل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رفعت شان کو قائم رکھا گیا کہ مسجد اقصےٰ میں انسانی کمال رکھنے والے انبیاء علیہم السلام پیچھے رہ گئے اسی طرح ملکیت اور نورانیت میں کمال رکھنے والے فرشتے سدرۃ المنتہیٰ پر پیچھے رہ گیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زمان و مکان فوق و تحت، ملکوت و جبروت، ناسوت و لاحوت کی قیود اور ماسوا اللہ کی حدود سے آگے گزر گئے اور ذاتِ حدیث سے واصل ہو گئے اس کا جمال دیکھا اور کلام سنا اس انداز سے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے لیے سمیع و بصیر تھے اور اللہ کریم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے سمیع و بصیر تھا۔

جو ما سوا کی حد سے بھی آگے گزر گیا
اے راہ نوردِ جادۂ اسرا تمہی تو ہو

(سوال) جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صورتِ بشری میں معراج ہوئی تو اس وقت جسم و جسمانیت موجود نہ تھی اور جب صورت حقیہ کو معراج ہوئی اس وقت روح مبارک موجود نہ تھی اور نہ جسم اقدس دونوں موجود نہ تھے

(جواب) ان تینوں صورتوں میں روح کے ساتھ جسم مبارک جلوہ گر رہے اور اسی طرح جسم اقدس کے ساتھ روح مبارک رونق افروز رہی صرف فرق اسی قدر ہوتا رہا کہ جس مرحلے میں آپ صلی اللہ کو معراج ہوتی رہی وہاں وہی صورت غالب اور باقی ماندہ صورتیں مغلوب رہیں۔ یعنی جب بیت المقدس تک

عالم ناسوت میں معراج ہوئی اس وقت آپ کی بشریت مبارکہ غالب رہی اور صورت ملکی و حقی مغلوب ۔ پھر جب صورت ملکیہ کو معراج ہو گئی تو صورتِ ملکیہ غالب اور صورت بشریہ و حقیہ مغلوب اور جب صورتِ حقیہ کو معراج ہوئی اس وقت صورت حقیہ غالب رہی اور صورت بشریہ و ملکیہ مغلوب رہیں ۔ اس کی مثال اس انسان کی طرح سمجھیں جس میں غصہ، رحم، بولنا اور خاموش رہنا ۔ تمام قوتیں ایک ساتھ پائی جاتی ہیں ۔ لیکن ہوتا یہ ہے کہ ایک قوت کے غلبہ کے وقت دوسری تمام قوتیں مغلوب پائی جاتی ہیں ۔ مثلاً جب وہ غضبناک ہوتا ہے اس وقت قوتِ غضب غالب آجاتی ہے ۔ اور قوت رحم موجود ہونے کے باوجود مغلوب ہو جاتی ہے ۔ اسی طرح بولنے کے وقت خاموش ہونے کی اور خاموشی کے وقت بولنے اور حرکت کے وقت سکون کی اور سکون کے وقتِ حرکت کی قوت انسان میں موجود رہتی ہے ۔ اگرچہ خاص وقت پر کسی ایک کا غلبہ ہو جاتا ہے ۔ بالکل یہی کیفیت شبِ معراج حضور پر طاری رہی اور تینوں قوتوں میں غالب و مغلوب کا سلسلہ جاری رہا ۔

یہ جوششِ نور کا اثر تھا کہ آب گوہر کمر کمر تھا
صفائے رہ سے پھسل پھسل کر ستارے قدموں پر لوٹتے تھے ۳۰ ۔

حل لغات

جوشش ابال تحریک ۔ لہر ۔ تیزی ۔ کثرت زیادتی ۔ غصہ ۔ جذبہ ۔ مستی ۔ حرارت ۔ جنوں اثر نشان ۔ سایہ تاثیر ۔ مزاج کمر کمر تک کمر کے برابر صفا ۔ صاف ستھرا ہموار ۔ کھڑا لوٹنے از لوٹنا کروٹیں بدلنا ۔ لڑکنیاں کھانا ۔ مچلنا ۔ تڑپنا ۔ عاشق ہونا ۔

شرح اس شعر میں اس کا استفادہ واستفاضہ کی طرف اشارہ ہے کہ شب معراج حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے فیض وبرکات سے ہر شے مستفید ومستفیض ہوئی یہاں تک ملا الاعلیٰ بھی جیسا کہ مشکوٰۃ شریف میں ہے کہ ملا الاعلیٰ آپس میں الجھ رہے تھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کی عقیدہ کشائی فرمائی حضرت نابلی رحمۃ اللہ اس کے متعلق ایک نکتہ بیان فرماتے ہیں۔

مِنْ حِكْمَةِ مِعْرَاجِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوَ اِنَّهُ اِخْتَصَمَ اَلْمَلَاءُ عُلٰى فِيْ اَرْبَعِ مَسَائِلَ مِقْدَارَ اَرْبَعَةِ اٰلَافِ سَنَةٍ وَلَمْ يُوَفَّقُوْا لِحَلِّهَا فَلَمَّا بُعِثَ نَبِيُّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلِمُوْا اَنَّ هٰذِهِ الْمُشْكِلَاتِ اِنَّمَا تَنْحَلُّ مِنْهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَضَرَّعُوْا اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى لِاَجَلِهٖ فَدَعَا اللّٰهُ حَبِيْبَهٗ اَلَيْهِ مُقَامَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰى فَاَوْحٰى اِلٰى عَبْدِهٖ مَا اَوْحٰى وَمِنْ جُمْلَةِ هٰذَا الْوَحْيِ قَوْلُهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ رُئِيْتُ رَبِّيْ بِاَحْسَنِ صُوْرَةٍ فَقَالَ فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَاءُ الْاَعْلٰى فَقُلْتُ اَنْتَ تَعْلَمُ يَا رَبِّ فَوَضَعَ يَدَهٗ بَيْنَ كَتِفَيَّ فَوَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ ثُمَّ قَالَ يَا مُحَمَّدُ هَلْ تَدْرِيْ

فِيْمَ يَخْتَصِمُ الْمَلَأُ الْاَعْلٰى فَقُلْتُ نَعَمْ
فِي الْكَفَّارَاتِ وَالْمُنْجِيَاتِ وَالدَّرَجَاتِ وَالْمُهْلِكَاتِ
قَالَ صَدَقْتَ يَا مُحَمَّدُ ثُمَّ قَالَ يَا مَلَائِكَتِيْ
وَجَدْتُمْ حَلَّ الْمُشْكِلَاتِ فَاسْئَلُوْا اَشْكَالَكُمْ
فَقَالَ اِسْرَافِيْلُ مَا الْكَفَّارَاتُ فَقَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ
وَالسَّلَامُ اِسْبَاغُ الْوُضُوْءِ فِي الْمَكَارِهِ وَمَشْيُ
الْاَقْدَامِ اِلَى الْجَمَاعَاتِ وَاِنْتِظَارُ الصَّلٰوةِ
بَعْدَ الصَّلٰوةِ ثُمَّ قَالَ مِيْكَائِيْلُ مَا الدَّرَجَاتُ
فَقَالَ اِطْعَامُ الطَّعَامِ وَاِفْشَاءُ السَّلَامِ وَالصَّلٰوةُ
وَالنَّاسُ نِيَامٌ فَقَالَ جِبْرِيْلُ مَا الْمُنْجِيَاتُ
فَقَالَ خَشْيَةُ اللّٰهِ فِي الْاَمْنِ وَالْقَصْدُ
فِي الْفَقْرِ وَالْغِنٰى وَالْعَدْلُ فِي الْغَضَبِ
وَالرِّضَاءِ ثُمَّ قَالَ عِزْرَائِيْلُ مَا الْمُهْلِكَاتُ
قَالَ شُحٌّ مُطَاعٌ وَهَوًى مُتَّبَعٌ وَاِعْجَابُ
الْمَرْءِ لِنَفْسِهٖ قَالَ اللّٰهُ فِيْ كُلٍّ صَدَقَ
مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(بریقہ محمدیہ شرح طریقہ محمدیہ ج ۲ ص ۲۳۷)

حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی معراج میں ایک یہ نکتہ ہے کہ چار ہزار سال سے بڑے درجہ کے فرشتوں کی مجلس میں چار مسائل پر بحث ہو رہی تھی لیکن اس کو حل نہ کر سکے جب حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کی بعثت ہوئی ان فرشتوں کو یقین ہوا کہ یہ مشکل مسائل آپ سے ہی حل ہو سکیں گے تو ان

سب فرشتوں نے اپنی مشکل کشائی کے لیے نیاز اور زاری سے استدعا کی پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلّم کو اپنی طرف بلایا اور قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی کے مقام سے مشرف فرمایا اور وہاں جو وحی ہوئی اس میں سے ایک یہ ہے کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا کہ میں نے اپنے رب کریم کو احسن صورت میں دیکھا پھر فرمایا وہ کون سے مسائل ہیں جن میں بڑے مرتبے والے فرشتے بحث کر رہے ہیں۔ میں نے کہا اے میرے رب تو خوب جانتا ہے پس اللہ تعالیٰ نے اپنا بے مثل دست قدرت میرے دونوں کندھوں کے درمیان رکھا حتیٰ کہ ان کی ٹھنڈک (فیضان خداوندی کا ظہور) میں نے اپنے سینہ میں پایا اس کے بعد فرمایا اے پیارے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آپ جانتے ہیں وہ کون سے مسائل ہیں جن میں بڑے مرتبے والے فرشتے بحث کر رہے ہیں اور الجھے ہوئے ہیں اس کا حل نہیں پا سکتے میں نے عرض کی ہاں (ہاں وہ چار مسائل ہیں) کفارات اور منجیات اور درجات اور مہلکات۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو خطاب کر کے ارشاد فرمایا اے میرے فرشتے! اب تم نے مشکلات حل کرانے کا موقعہ پا لیا پس چاہیے کہ تم اپنے اشکال حل کرا لو۔ پھر حضرت اسرافیل علیہ السّلام نے عرض کیا۔ کفارات کیا ہیں (وہ کون سے کام ہیں جن کے سبب سے اللہ تعالیٰ بندوں کے گناہوں کو بخش دیتا ہے) حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا وہ تین کام ہیں ایک[۱] یہ کہ سخت (سردی وغیرہ) میں وضو کا پورا کرنا ہے۔ (تمام اعضاء وضو پر پورے طور پر پانی پہنچانا کہ وضوء کامل مکمل ہو جائے گناہوں کی مغفرت کا موجب ہے) اور[۲] نماز باجماعت ادا کرنے کی نیت سے پیدل چل کر جانا۔ اور ایک[۳] نماز کی ادائیگی کے دوسری آتے

والی نماز کے انتظار میں بیٹھنا پھر میکائیل علیہ السلام نے عرض کی۔ درجات کیا ہیں؟ (وہ کون سے کام ہیں جن سے انسان کے درجے بلند ہوں) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لیے بھوکوں کو کھانا کھلانا، اور سلام کو لوگوں میں عام کرنا اور رات کے وقت نماز (نوافل) پڑھنا جب کہ لوگ سوئے ہوئے ہوں۔ پھر حضرت جبرئیل السلام نے عرض کی منجیات کیا ہیں (وہ کون سے کام ہیں جن پر عمل کرنے سے عذاب سے نجات ملتی ہے) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا (وہ یہ کام ہیں) ظاہری اور پوشیدہ حالات میں ہر طرح (اور ہمیشہ) اللہ تعالیٰ کا خوف رکھنا اور فقر و غنیٰ ہر دو حال میں میانہ روی کرنا، اور غضب اور نرمی میں عدل و انصاف کرنا۔ پھر حضرت عزرائیل علیہ السلام نے عرض کی مہلکات کیا ہیں؟ (جن کاموں کے کرنے سے انسان ہلاک ہو جاتا ہے) حضور علیہ السلام نے فرمایا (وہ تین کام ہیں) ایک یہ کہ بخل کی اطاعت کی جائے کہ بخل جس طرح حکم کرے اس پر عمل کرے دوئم یہ ہے کہ خواہش نفسانی کی اتباع کرے سوئم یہ کہ انسان اپنے کو دوسروں سے اچھا گمان کرے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ (حضرت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام باتوں کے جوابات درست بتلائے ہیں اور سچ کہا ہے۔

فوائد حدیث اختصام ملأ اعلی

اس حدیث شریف کے بارے میں چند تشریحات ذکر کی جاتی ہیں (۱) اللہ تعالیٰ خود بھی فرشتوں کی شکل حل فرما سکتے تھے۔ مگر منشاء ایزدی میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پہلے اَنْتَ تَعْلَمُ کہا کہ تو ہی سب کچھ جانتا ہے اور پھر دوسری بار سب کچھ بتا دیا اس سے ثابت ہوتا ہے کہ کہ جب نفی اور اثبات میں تعارض ہو جائے تو نفی کو قبل العلم یا ذاتی پر محمول

کیا جائے (۳) اس حدیث کی ایک مثال پیش کی جاتی ہے یاد رہے اس مثال سے توضیح مقصود ہے۔ تشبیہ نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کے معاملات میں تشبیہ دینا معمولی کام نہیں) وہ یہ ہے سلطان سکندر کی عادت تھی جب ہی کسی ملک پر چڑھائی کرتا تو اس سے پہلے کسی بزرگ کے پاس دعا کے لیے حاضر ہوتا ایک دفعہ اس کی فوج نے عرض کی اے بادشاہ سلامت ہم آپ کے جان نثار اور شجاع ہیں بہادر ہیں، دلاور ہیں، اپنے پاس ہر طرح جنگ کا ساز و سامان رکھتے ہیں ہمارے ہونے کے باوجود کسی بزرگ کے پاس جا کر طلب دعا کا کیا فائدہ ہے؟ سلطان سکندر نے سر دست تو ان کو کچھ کہہ کر ٹال دیا کہ تم اس رموز کو کچھ نہیں سمجھ سکتے۔ حتیٰ کہ ایک دفعہ فوج نے ایک قلعہ کا محاصرہ کیا اور چھ ماہ متواتر کوشش کے باوجود وہ قلعہ فتح نہ ہو سکا جب فوج کے سارے بھروسے ختم ہو گئے اس وقت سلطان سکندر ایک بزرگ کے پاس گئے اور دعا کی درخواست کی اور اس کی دعا کی برکت سے وہ قلعہ فتح ہوا اس وقت آپ نے فوج کو دعا کے اثر سے مفصل طور پر آگاہ فرمایا اسی طرح جب اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا کہ میں زمین پر خلیفہ بنانے والا ہوں تو فرشتوں نے کہا ہم تیری تسبیح و تقدیس کرتے ہیں ہمارے ہونے کے باوجود خلیفہ بنانے کا بظاہر کوئی فائدہ نظر نہیں آتا اس وقت اللہ تعالیٰ نے ان کو اجمالی جواب دیا۔ کہ اس بھید کو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے جب چار ہزار سال تک مسائل کی بحث کرتے رہے اس کا حل نہ پایا حتیٰ کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ان کی مشکلیں حل ہوئی اِنّی جاعلٌ کا معنی فرشتوں کے سامنے روشن ہو گیا اس سے ثابت یہاں ہوا کہ جو

عقیدہ ملائک حل نہ کر پی کئی مدت سال ہزاروں   پریشان رہے وہ راز اس

مدنی آقا نے بتلا دیا چند اشاروں میں ظاہر ہوا۔

نکتہ اظہار عظمت حبیب صلی اللہ علیہ وسلم

تفسیر بحر الدرر میں لکھا ہے کہ حبیب کائنات کا وجود عالم شہود میں ظاہر ہوا سب سے پہلے زمین نے فخر کیا اور کہا میں اقوات حیوانات کا معد ہوں، پھولوں اور پودوں کے اگنے کی جگہ ہوں، میوہ جات کی پرورش کا مقام ہوں، لطف ربانی نے وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا کا فرش میرے بساط پر بچھایا ہے۔ آسمان نے کہا خوب صورت ستارے میرے دم سے روشن ہیں وَزَیَّنّٰهَا لِلنّٰظِرِیْنَ کی زینت میرے وجود سے قائم ہے وَفِی السَّمَآءِ رِزْقُکُمْ وَمَا تُوْعَدُوْنَ کی غیر متناہی نعمتوں کی امانت میرے پاس موجود ہے کرسی نے کہا وَسِعَ کُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ میری شان ہے لوح نے کہا عشق اور اسرار و محبت کا خزینہ میں ہوں اہل معرفت کی ارواح کے لیے سکینہ ہوں علوم کا مظہر اور حکم الٰہی کا منبع اور انوار قدسی کا مطلع ہوں۔ قلم نے کہا کہ میں راز دان والقلم کے حقائق سے ہوں عرش نے کہا میں رحمت رحمانی کا جلوہ گاہ ہوں اور اَلرَّحْمٰنُ عَلَی الْعَرْشِ اسْتَوٰی میری شان ہے اللہ تعالیٰ نے ان سب کو فرمایا کہ میرا ایک برگزیدہ محبوب ہے تم سب کی عظمت ان کے سامنے ایسے ہے جیسے آفتاب کے سامنے ایک ذرہ اور دریا کے آگے ایک قطرہ یہ سن کر تمام ارکان کائنات نے درخواست کی کہ ہمیں ان کے قدوم میمنت لزوم سے نوازئے اللہ نے ان کی درخواست قبول فرما کر حضور سرور کونین صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کو اجرام فلکی پر بلند فرمایا کسی شاعر نے کیا خوب فرمایا۔

دشوار ہے اسرار معراج سے آگاہی
جب تک نہ کسی کو ہو عرفان شب اسرار
جب عرش پہ دنیا کے وہ روح رواں پہونچے
عالم کی ہوئی قربان شب اسرار

بڑھا یہ لہرا کے بحر وحدت کہ دھلگیا نام ریگ کثرت
۳۱
فلک کے ٹیلوں کی کیا حقیقت یہ عرش کرسی دو بلبلے تھے

حل لغات لہرا کے حال لہرانا موج مارنا۔ بلنا۔ لہلہانا شعلہ مارنا۔ بحر دریا وحدت یگانہ ہونا یکتائی یگانگی توحید اصطلاح تصوف میں تعین اول یعنی حقیقت محمدیہ اسے علم اجمالی۔ حب ذاتی۔ برزخ کبری بھی کہتے ہیں اس کے بعد واحدیت ہے ریگ ریت کثرت زیادتی بہتات مجازاً بھیڑ۔ ہجوم اور اصطلاح صوفیہ میں بلبلا حباب ببولا۔

شرح بحر وحدت کی موجیں ہوں ایسی بڑھائیں کہ کثرت کی ریت کا نام تک مٹ گیا پھر ٹیلوں کی کیا حقیقت کہ وہ باقی رہتے اور یہ عرش و کرسی اس کے آگے دو ببولے تھے۔

وضاحت اس شعر میں قاب قوسین کی منزل طے کرنے کا ذکر ہے اللہ تعالی فرماتا ہے

دَنٰی فَتَدَلّٰی فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی

شیخ ابوالحسن نوری قدس سرہ نے فرمایا کہ اس مقام کا بیان مشکل ہے اس لیے کہ دنو بعد اور دوری کے بعد آتا ہے لیکن وہاں بعد اور دوری کہاں اور دنیٰ مکان میں ہوتا ہے اور وہاں مکان کہاں کان صیغہ ماضی ہے اور وہاں زمانہ کیسا۔ قاب مقدار اور اندازہ کو کہا جاتا ہے وہاں مقدار و اندازہ کو کیا تعلق قوسین مثال کی طرف اشارہ ہوتا ہے وہاں مثال کو کیا کام او شک کے لیے آتا ہے یہاں شک کرنا ہی بدبختی ہے۔

(فائدہ) بعض بزرگوں نے یوں فرمایا ہے کہ دَنیٰ کے یہ معنیٰ ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عالم خلق کے تمام آثار و علامات کو اپنی ذات مقدس سے جدا کر ڈالا اور منزل فتدلیٰ میں بنی نوع انسان کے ساتھ اشتراک کو دور کر دیا اور اجازت غیبی سے حجاب کبریا تک پہنچے اور اُدْنُ مِنِّیْ کا حکم ہوا بارگاہ الٰہی سے بار بار حکم ہوتا رہا آؤ اور آگے آؤ چنانچہ آپ بموجب ارشاد ربانی اتنا قریب ہوئے کہ حدوث و قدم میں کوئی مناسبت نہ رہی (معارج النبوۃ ج صہ ۵

قَابَ قَوْسَیْنِ

قاب کے معنیٰ مقدار کے ہیں اور قوسین کے معنیٰ کمان کے ہیں اصلی حقیقت تو اللہ جل جلالہ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جانتا ہے۔ ملا معین الدین کاشفی چوتھے لطیفہ میں رقمطراز ہیں۔ کہ عرب میں دستور تھا جب دو سردار آپس میں معاہدہ کرتے تھے۔ تو دونوں اپنی کمانوں کے زہ بدل کر ایک تیر پھینکا کرتے تھے۔ جو اس بات کی دلیل ہوتا تھا کہ دونوں کا آپس میں اس حد تک اتفاق ہے کہ جو تیر ایک کمان سے نکلا ہے وہی دوسرے کی کمان سے قرار پایا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میرے حبیب! تیری کمان شفاعت کی ہو اور میری کمان شفاعت کی ہو تو رحمت کی زہ شفاعت کی کمان سے باندھ

اور میں شفاعت کی زہ رحمت کی کمان سے باندھ لوں تاکہ تیری اور میری محبت اس درجہ ظاہر ہو جائے مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہ پ۵ ع) جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی یاد رہے کہ جس طرح تفسیروں میں اس آیت کی ضمیروں کو حضرت جبرئیل علیہ السّلام کی طرف راجع کرتے ہیں اسی طرح ان ضمائر کو اللہ تعالی کی طرف راجع کرنا بھی درست ہے جیسا کہ حدیث میں وارد ہے وَدَنَا الْجَبَّارُ رَبُّ الْعِزَّتِ فَتَدَلّٰی حَتّٰی کَانَ مِنْہُ قَابَ قَوْسَیْنِ اَوْ اَدْنٰی ۔

(بخاری شریف ج ۲ ص۱۱۲۰ مسلم شریف ج ۱ ص۹۲) اور حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام اللہ تعالٰے سے قریب ہوئے اور بہت قریب ہو گئے امام ابن حجر عسقلانی فرماتے ہیں۔ وَقَدْ نَقَلَ الْقُرْطبیُّ عَنْ اِبْنِ عَبَّاسٍ اَنَّہٗ قَالَ دَنَا اللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی ۔

(فتح الباری ج ۱۳ ص۴۱۴) اور امام قرطبی سے منقول ہے۔ کہ انہوں نے حضرت ابن عباس سے روایت کی ہے کہ وہ فرماتے ہیں اللہ تعالے آپ کے نزدیک ہوا۔ بعض نے اس آیت کا معنیٰ یوں بیان فرمایا کہ دنیٰ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام اللہ جلّ شانہٗ کے قریب ہوئے فَتَدَلّٰی پاس ادب وہاں سجدہ کیا ۔

فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ پھر آپ اتنا قریب ہو گئے جتنا کہ آنکھ کی سفیدی کو سیاہی سے قرب حاصل ہے اتنا قرب حاصل ہو گیا تفسیر حسینی ص۳۵۸ میں ہے کہ محققین نے نزدیک دَنٰی سے نفس مقدس کی طرف اشارہ ہے اور تَدَلّٰی سے دل مطہر کی طرف اور فَکَانَ قَابَ قَوْسَیْنِ

سے روح طیبہ کی طرف اور ادنیٰ سے سر مبارک کی طرف اشارہ ہے یعنی آپ کا نفس مقدس خدمت کے مقام میں تھا اور دل مطہر محبت کے مقام اور روح شریف قربت کے مقام میں اور سر مبارک مشاہدہ کے مقام میں قاضی عیاض نے لکھا ہے کہ اس آیت شریف کی تفسیر میں کہا گیا ہے جزیں نیست کہ یہ مضمون اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مابین تقسیم ہوتا ہے پس دنیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام قریب ہوئے فَتَدَلّٰی اللہ تعالیٰ ان سے زیادہ قریب ہوئے چونکہ اللہ تعالیٰ کی ذات کی شان میں جہت کا ہونا محال ہے اور قرب جہت پر دلالت کرتا ہے۔ اس لیے اس میں یوں تاویل کرنی لازمی ہے” پھر حضور علیہ السلام کے قریب ہونے سے آپ کی عظمت اور قدر و منزلت کی طرف اشارہ ہے کہ آپ وہاں پہنچے جہاں کوئی نہ پہنچ سکا اور اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہونے سے یہ مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی قدر و منزلت کو ظاہر فرمایا اور قَابَ قَوْسَیْنِ نہایت قریب ہے اور حقیقت پر مطلع ہونے سے کنایہ ہے اور یہاں وہ تاویل کرنی چاہیے جو اس حدیث قدسی میں ہے

مَنْ تَقَرَّبَ اِلَیَّ شِبْرًا تَقَرَّبْتُ مِنْهُ ذِرَاعًا
وَمَنْ اَتَانِیْ یَمْشِیْ اَتَیْتُهٗ هَرْوَلَةً۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو شخص میری طرف ایک بالشت نزدیک ہو جاتا ہے میں اس سے ایک گز نزدیک ہو جاتا ہوں اور جو شخص میرے پاس چل کر آتا ہے میں اس کے پاس دوڑ کر آتا ہوں (اللہ تعالیٰ دوڑنے سے پاک ہے یہاں بندے کی کمال شفقت مراد ہے)

وہ ظلِّ رحمت وہ رُخ کے جلوے کہ تارے چھپتے نہ کھلنے پاتے
۳۴-
سنہری زربفت اودی اطلس یہ تھان سب دھوپ چھاؤں کے تھے

حل لغات

ظلّ سایہ کھلتے از کھلنا بکسر کاف عجمی) کلی کا پھولنا روشنی پھیلانا زربفت کلابتوں کی بناوٹ کا کپڑا۔ زاری کمخواب اودی سرخی مائل سیاہ رنگ اطلس ایک ریشمی کپڑا تھان جگہ دھوپ چھاؤں روشنی اور سایہ ایک قسم کا ریشمی کپڑا

شرح

وہ سایۂ رحمت وہ رخ کے جلوے کیا خوب تھے کہ ستارے چھپ رہے تھے روشنی کرنے کا نام تک نہ لیتے سنہری کمخواب اور ریشمی تھان یہ سب دھوپ چھاؤں ہی تھے۔

یعنی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک قرب خاص میں پہنچے

عالم بالا میں کیا ملا

حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم جب عالم امکان کو طے کرتے ہوئے آگے بڑھے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو سب سے پہلا یہ انعام بخشا کہ اپنی جملہ صفات سے موصوف فرما دیا چنانچہ حضرت امام شعرانی رحمتہ اللہ علیہ لکھتے ہیں

إِذَا مَرَّ عَلٰى حَضَرَاتِ الْأَسْمَاءِ الْإِلٰهِيَّةِ صَارَ
مُتَخَلِّصًا بِصِفَاتِهَا فَإِذَا مَرَّ عَلَى الرَّحِيْمِ
كَانَ رَحِيْمًا اَوْ عَلَى الْغَفُوْرِ كَانَ غَفُوْرًا اَوْ

عَلَی الْکَرِیْمِ کَانَ کَرِیْمًا اَوْ عَلَی الْحَکِیْمِ کَانَ حَلِیْمًا اَوْ عَلَی الشَّکُوْرِ کَانَ شَکُوْرًا اَوْ عَلَی الْجَوَّادِ کَانَ جَوَّادًا وَھٰکَذَا فَمَا یَرْجِعُ مِنْ ذَالِکَ اِلَّا وَھُوَ فِیْ غَایَۃِ الْکَمَالِ۔ (الیواقیت والجواہر) جب حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے اسماء باری تعالیٰ کی بارگاہ سے گزر فرمایا تو آپ ان صفات کے پرتو سے متصف ہوتے رہے حتّٰی کہ جب رحیم سے گزرے تو آپ رحم کرنے والے بن گئے اور جب غفور سے گزرے تو مغفرت کرنے والے بن گئے اور جب کریم سے گزرے تو کرم کرنے والے بن گئے اور جب حلیم سے گزرے تو حلم کرنے والے بن گئے اور شکور سے گزرے تو شکر کرنے والے بن گئے اور جب جواد سے گزرے تو آپ جود کرنے والے بن گئے حتّٰی کہ اسی طرح باقی اسماء حسنیٰ سے جب گزرتے تو (وہ جن صفات سے متعلق ہیں) انہیں صفات سے متصف ہوتے گئے اور آپ جب معراج سے واپس تشریف لائے تو انتہائی کمال کے حال میں جلوہ گر تھے۔

تو آنجا رسیدی کہ نہ رسید ہیچ نبی

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ عُرِجَ بِیْ حَتّٰی ظَھَرْتُ مُسْتَوًی اَسْمَعُ فِیْہِ صَرِیْفُ الْاَقْلَامِ (مسلم شریف) ج ص ۹۳

حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا پھر مجھے اوپر بلند کیا گیا حتّٰی کہ میں ایک بہت بلند مقام پر چڑھ گیا جہاں میں نے قلموں کی آواز سنی

حضرت شہاب الدین خفاجی لکھتے ہیں اِنَّہٗ بَلَغَ مِنَ الرِّفْعَۃِ

بِمَقَامٍ اِطَّلَعَ فِيْهِ عَلَى التَّكْوِيْنِ وَمَا يُرَادُ وَيُؤْمَرُ لَهٗ مِنْ تَقْدِيْرِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ (نسیم الریاض ج ۲ ص ۲۶۹)

آپ ایسے بلند مرتبہ پر پہنچے تو آپ نے تکوین اور اللہ تعالیٰ کے احکام اور اس کی مراد پر اطلاع پائی علامہ قسطلانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اِنَّ الْاَقْلَامَ اِثْنَا عَشَرَ قَلَمًا وَاِنَّهَا ـ مُتَفَاوِتَةٌ فِي الرُّتَبِ فَاَعْلَاهَا وَاَجَلُّهَا قَدْرًا قَلَمُ التَّقْدِيْرِ السَّابِقُ الَّذِيْ كَتَبَ اللّٰهُ بِهٖ مَقَادِيْرَ الْخَلَائِقِ (مواہب اللدنیہ ج ۲ ص ۲۸) تحقیق یہ بارہ قلمیں ہیں

اور وہ سب کی سب مراتب کے لحاظ سے متفاوت ہیں پس ان میں سے بلند اور بزرگ شان والی قلم تقدیر ہے جس نے سب سے پہلے خلقت کی تقدیر کو لکھا ہے (مدارج ج ۱ ص ۱۶۷) پر لکھا ہے کہ وہ قلم تقدیر ہے۔ جس کی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں قسم اٹھائی ہے اور یہ فرمایا نٓ: وَالْقَلَمِ وَمَا يَسْطُرُوْنَ (پ ۲۹ ع ۳) نون حروف مقطعات سے ہے۔ اس کا معنی اللہ و رسول ہی جانتے ہیں بعض نے کہا کہ اسماء الٰہی نور اور ناصر کا ابتداء مراد ہے اور بعض نے کہا کہ الرحمٰن اور مومن کا آخر مراد ہے بعض نے اس کا معنی وہ مچھلی کیا جس نے زمین کو اٹھایا ہوا ہے بعض نے اس کا معنی دوات لیا ہے جس سے لوح محفوظ پر لکھا جاتا ہے پھر فرمایا اور مجھے قلم کی قسم ہے اور ان فرشتوں کی قسم ہے جو لکھنے والے ہیں اور امام نووی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں قَالَ الْقَاضِيْ

وَفِي عُلُوِّ مَنْزِلَةِ نَبِيِّنَا صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَارْتِفَاعِهٖ فَوْقَ مَنَازِلِ سَائِرِ الْاَنْبِيَاءِ صَلَوٰةُ اللّٰهِ وَسَلَامُهٗ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ وَبُلُوْغِهٖ حَيْثُ بَلَغَ مِنْ مَلَكُوْتِ السَّمٰوٰتِ دَلِيْلٌ عَلٰى عُلُوِّ دَرَجَتِهٖ وَاِبَانَةِ فَضْلِهٖ (نووی شرح مسلم ج ۱ ص۹۳) قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ ہمارے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے مرتبہ کی بلندی اور تمام نبیوں کے " صلوۃ وسلام ہو سب پر منازل سے آپکی بلندی کا بالاتر ہونا اور آپ کا ملکوت سمٰوٰت تک پہنچنا اس بات کی دلیل ہے کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا درجہ اعلیٰ اور آپ کی فضیلت واضح اور روشن ہے ۔

حجاب کبریا

حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا کہ میں تنہا رہ گیا ۔ اور سوائے پروردگار کے کوئی مونس ومددگار نہ تھا ۔ وہاں خدا کے جلال کی ہیبت میرے دل پر چھائی ناگاہ میں نے دیکھا کہ ایک قطرہ ٹپکا ۔ اور میں نے اس کو منہ میں لے لیا ۔ خدا کی قسم ! میں نے زندگی بھر اس سے زیادہ میٹھی چیز نہ چکھی تھی ۔ پھر اس قطرہ کی برکت سے تنہائی کا تصور خیال سے دور ہو گیا ۔ اور اولین وآخرین کا علم مکشوف ہو گیا (مواہب لدنیہ ج ۶ ص۱۲۸ ۔) مدارج النبوۃ ج ۱ ص۱۶۹) تفسیر روح البیان میں ہے وَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَيْلَةَ المعراج قَطَرَتْ فِيْ حَلْقِيْ قَطْرَةٌ فَعَلِمْتُ مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ اور حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا معراج کی رات میرے حلق

میں ایک قطرہ ٹپکا جس سے مجھے گذشتہ اور آئندہ سب امور کا علم ہو گیا ہے تفسیر حسینی میں زیر آیت عَلَّمَکَ مَا لَمْ تَکُنْ تَعْلَمُ کے ماتحت لکھا ہے کہ بحر الحقائق میں فرماتے ہیں کہ اس سے مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ کا علم مراد ہے جو حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کو معراج کی رات اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے جیسا کہ معراج شریف کی حدیثوں میں روایت ہے کہ عرش کے نیچے ایک قطرہ میرے حلق میں ٹپکایا گیا کہ اس کے وفور فیضان سے مجھے مَا کَانَ وَمَا یَکُوْنُ کا علم ہو گیا۔

فائدہ - علامہ شہاب الدین خفاجی رحمۃ اللہ علیہ نے زیر آیت اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَمَا کُنْتُمْ تَکْتُمُوْنَ تحریر فرمایا ہے کہ علامہ طیبی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ معلومات الٰہی لا نہایت ہیں اور سمٰوٰت اور زمین کے غیوب اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں اور جو وہ چھپاتے ہیں اس میں سے ایک قطرہ ہے تفسیر روح البیان میں ہے کہ ہمارے شیخ علامہ نے رسالہ رحمانیہ میں تحریر فرمایا ہے۔ کہ اولیاء کا علم انبیا کے علم سے وہ نسبت رکھتا ہے جو ایک قطرہ کو سات سمندروں سے ہوتی ہے اور انبیاء کا علم ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلّم کے علم سے یہی نسبت رکھتا ہے۔ بخاری شریف میں ہے وَقَعَ عُصْفُوْرٌ عَلٰی حَرْفِ السَّفِیْنَةِ غَمَسَ. مِنْقَارَہٗ فِی الْبَحْرِ فَقَالَ الْخَضِرُ لِمُوْسٰی مَا عِلْمُكَ وَعِلْمِیْ وَعِلْمُ الْخَلَائِقِ فِیْ عِلْمِ اللّٰهِ تَعَالٰی اِلَّا مِقْدَارَ مَا غَمَسَ هٰذَا الْعُصْفُوْرُ مِنْقَارَہٗ حاصل یہ ہے کہ کشتی کے کنارہ پر ایک چڑیا بیٹھ گئی اور اپنی چونچ دریا میں تر کر لی

تو خضر علیہ السّلام نے حضرت موسیٰ علیہ السّلام سے کہا کہ میرا اور تمہارا علم اور تمام مخلوق کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کے سامنے ایسا ہی ہے جیسا کہ سمندر کے مقابلہ اس چڑیا کا چونچ تر کر لینا ہے علمائے کرام نے لکھا ہے اگر تمام اولین و آخرین سب کے علوم جمع کر لیے جائیں تو ان کے مجموعہ کو علوم الہیہ سے اصلاً کوئی نسبت نہ ہوگی یہاں تک کہ وہ نسبت بھی نہیں ہو سکتی جو ایک بوند کے دس لاکھ حصوں میں سے ایک حصّہ کو دس لاکھ سمندروں سے ہے اس واسطے کہ بوند کا یہ حصّہ بھی محدود ہے اور دریائے ذخّار بھی متناہی ہیں اور متناہی کو متناہی سے ضرور کوئی نسبت ہوتی ہے (دولت مکیہ ص۱۹)

تو آزا دیدہ کہ دید

مواہب لدنیہ میں طبرانی سے بروایت ابن عمر مروی ہے کہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلے اللّٰہُ عَلَیْہِ اِنَّ اللّٰہَ تَعَالٰی قَدْ رَفَعَ لِیَ الدُّنْیَا فَاَنَا اَنْظُرُ اِلَیْھَا وَاِلٰی مَا ھُوَ کَائِنٌ فِیْھَا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ کَاَنَّمَا اَنْظُرُ اِلٰی کَفِّیْ ھٰذِہٖ مواہب لدنیہ ج ۲ ص۱۹۲) حضرت ابن عمر نے کہا کہ حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے فرمایا کہ اللہ جل شانہٗ نے میرے لیے زمین کو مکشوف فرمایا پس میں دنیا کی طرف اور جو اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کی طرف اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے اپنی ہتھیلی کو دیکھ رہا ہوں علامہ زرقانی نے اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ اللہ جل شانہٗ نے حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کیلئے دنیا کا جہان ظاہر فرمایا

اور حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام نے جو کچھ اس میں ہونے والا

تھا۔ اس کا احاطہ فرمالیا۔ اور حضور علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا یہ فرمانا کہ میں اس کو اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے۔

سب کو مثل اپنی کف مبارک کے مشاہدہ فرمارہا ہوں اس طرف اشارہ ہے کہ حدیث شریف میں نظر کے معنی آنکھ سے دیکھنا مراد ہے نہ کہ کوئی مجازی معنیٰ ہے (زرقانی ج ۷ صـ ۲۳۴) حتیٰ کہ حضرت آدم علیہ السّلام سے لے کر محر اولیٰ تک جو کچھ دنیا میں ہونے والا ہے۔

وہ سب کچھ حضور علیہ السلام کے سامنے مکشوف ہو گیا حتیٰ کہ اول سے آخر تک تمام احوال آپ کو معلوم ہوئے اور ان میں سے بعض احوال کی آپ نے اپنے صحابہ کرام کو اطلاع فرمائی (مدارج النبوۃ ج صـ)

چلا وہ سرو چماں خراماں نہ رک سکا سدرہ سے بھی داماں
۲۳۴-
پلک جھپکتی رہی وہ کب کے سب ایں و آں سے گزر چکے تھے

حل لغات

سرو چماں۔ سرو ناز و انداز سے چلنے والا۔ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم مراد۔ خراماں۔ ناز کی چال چلنے والا۔ سدرہ۔ سدرۃ المنتہیٰ۔ داماں۔ دامن۔ پلک۔ آنکھ کے پردہ کا بال۔ جھپکنا آنکھ کا بند ہونا۔ پلکوں کا باہم ٹکرانا۔ ایں و آں دونوں اسم اشارہ ہیں ایں۔ یہ آں۔ وہ۔

شرح

وہ ناز و ادا سے چلنے والا محبوب خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم ناز و ادا کی ادا چلکر مکہ سے روانہ ہوا

یہاں تک کہ سدرۃ المنتہی سے بھی آپ کا دامن اقدس نہ رک سکا۔ پلک جھپکتی رہی کہ آپ یعنی عالم کائنات سے گزر گئے

جبریل علیہ السلام الوداع

اس وقت فرشتہ نے پس پردہ سے ہاتھ باہر کر کے آپکو بمع براق اٹھا لیا اور حضرت جبرئیل علیہ السلام وہیں ٹھہر گئے آپ نے فرمایا اے جبرئیل آپ مجھے اس جگہ کیوں اکیلا چھوڑتے ہو تو حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی میں کیا کروں مجھے آگے پرواز کرنے کی طاقت نہیں اس لیے کہ وَمَا مِنَّآ اِلَّا لَہٗ مَقَامٌ مَّعْلُوْمٌ (پ ۲۳ ع ۹)

اور ہم سب فرشتوں سے کوئی ایسا فرشتہ نہیں جس کا خاص مقام معلوم نہ ہو کہ اسکے آگے ہم کو تجاوز کا حق حاصل نہیں۔ یہاں بھی آپ کی بدولت آ گیا ورنہ میرا اصلی مقام وہ ہے جہاں سدرۃ المنتہی پر ملاحظہ فرمایا تھا۔ جو کہ بہت دور رہ گیا ہے اس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ہاتھ مبارک سے حضرت جبرئیل علیہ السلام کو قابو کر کے ایک قدم چلے کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کی ہیبت اور اس کے جلال سے حضرت جبرئیل علیہ السلام چڑیا کے برابر ہو گئے۔ لرزہ براندام آبدیدہ ہو کر عرض کیا۔

لَوْ دَنَوْتُ اَنْمِلَۃً لَاحْتَرَقَتْ بَالِیْ (مشکوٰۃ شریف)

اگر انگلی کے پورے کی مقدار بھی قریب ہوں تو میرے پر جل جائیں گے اسکے بعد آپ نے اشارہ فرمایا اور ایک اشارہ میں اسکو اپنے مقام پر پہنچا دیا۔ روایت ہے کہ اس ایک قدم میں پانچ سو سال کی راہ طے ہو چکی تھی۔ (معارج ص ۵۱ ج ۔)

ندا آئی ہے اے محمد تو فکر میں تھا کہ میری امت حشر کے دن راہ دور دراز قیامت و پل صراط کس طرح طے کرے گی اب دیکھ کہ ایک اشارے میں پانچسو برس کی راہ طے کی اور ایک قدم میں جبریل کو پانچسو برس کی راہ لے آیا اگر قیامت کے دن بھی اسی طرح لب شفاعت ہلا کر پچاس ہزار برس کی راہ ایک دم میں قطع کر لے اور اپنی امت کو آن واحد میں اس دور دراز اور پُر خطر سے سلامت لیجائے تو کیا عجب ہے۔

حضرت فریدالدین عطار ارشاد فرماتے ہیں ؎

تو اے روح القدس پیش جنابے
کہ ذات او ستودہ آفتابے
چرا چندیں غم نہ پر گرفتی !
کہ بانگ لو دنوتُ بر گرفتی
ترا اندر دروں پردہ راہ نیست
کہ ہر سرہنگ مرد بارگاہ نیست
ہزاراں جاں ہمے زد دریں راہ
تیرا گو پر بسوز اے پیکِ درگاہ

جھلک سی اک قدسیوں پر آئی ہوا بھی دامن کی پھر نہ پائی
۳۴۔
سواری دولہا کی دور پہنچی برات میں ہوش ہی گئے تھے

حل لغات برآت ۔ شادی کا جلوس

شرح ایک جھلک سی قدسیوں کو نصیب ہوئی ۔ اسکے بعد دامن اقدس کی ہوا بھی نہ پا سکے ۔ شب اسرا کے دولہا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری بہت دور پہنچی برات کے تو ہوش ہی اڑ گئے ۔

تھکے تھے روح الامین کے بازو چھٹا وہ دامن کہاں وہ پہلو
۳۵۔
رکاب چھوٹی امید ٹوٹی نگاہ حسرت کے ولولے تھے

حل لغات رکاب ۔ گھوڑے پر چڑھنے کا آہنی حلقہ ۔ حسرت افسوس آرزو ، ارمان ۔ شوق ۔ ولولے ۔ غل ۔ شور ، جوش وخروش امنگ ۔

شرح روح الامین سیدنا جبرئیل علیہ السلام کے بازو تھک کر رہ گئے اور ان سے سرور کونین صلے اللہ علیہ وسلم

کا دامن چھٹ گیا اور حیران رہ گئے کہ ہائے وہ پہلو اقدس کیا گیا۔ رکاب چھوٹ گئی اور امید ٹوٹ گئی انکی نگاہ حسرت میں شور بپا تھا۔ کہ ہائے وہ محبوب یگانہ صلے اللہ علیہ وسلم کہاں تشریف لے گئے۔

تعارف جبریل علیہ السلام

جبریل علیہ السلام کا قد نہ بہت بلند ہے اور نہ بہت چھوٹا اسکو سفید رنگ کا لباس پہنایا جو جواہر ویواقیت سے مرصع ہے جبرائیل کے چہرے کا رنگ برف کی طرح سفید ہے اسکے اگلے دانت روشن اور چمک دار ہیں اسکے گلے میں خوبصورت موتیوں کا ہار ہے اور اسکے سرخ یاقوت کے ایک ہزار چھ سو بازو ہیں۔ ہر دو بازوؤں کے درمیان پانچ سال کی مسافت کے برابر فاصلہ یا بُعد ہے اس کی گردن بڑی خوبصورت اور لمبی ہے۔ اسکے قدم سرخ اور پنڈلیاں زرد ہیں اس کے پر جن سے پرواز کرتا ہے زعفران سے بنے ہوتے ہیں جنکی تعداد ستر ہزار ہے یہ پر سر سے لیکر اسکے قدموں تک ہیں۔ ہر ہر پر پر چاند اور ستارے ہیں اور اس کی آنکھوں کے مابین شمس ہے اللہ تعالےٰ نے اس کو میکائیل سے پانچ سو سال بعد پیدا کیا۔ جبرئیل ہر روز جنت کی ایک نہر میں نہاتا ہے اور پھر اپنے بدن کو جھاڑتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ایک ایک قطرے سے ایک ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے پھر وہ فرشتے بیت المعمور کا طواف کرتے رہیں۔

ابن عباس رضی اللہ تعالےٰ عنہما سے روایت ہے کہ جبرئیل ہر روز سحر کے وقت نور کی نہر سے جو عرش کے دائیں طرف ہے غسل کرتا ہے۔ اس سے اس کا نور پہلے سے زیادہ ہو جاتا ہے ایسا ہی اس کا حسن وجمال بھی دوبالا

ہو جاتا ہے اور اس کی عظمت بھی زیادہ ہو جاتی ہے پھر وہ اپنے پروں کو جھاڑتا ہے تو اس کے ایک ایک پر سے ستر ستر ہزار قطرے جھڑتے ہیں پھر اللہ تعالیٰ ایک ایک قطرے سے ستر ستر ہزار فرشتہ پیدا کرتا ہے ان میں سے ہر روز ستر ستر ہزار فرشتہ بیت المعمور میں اور ستر ہزار بیت اللہ شریف میں داخل ہوتا ہے۔

جبریل علیہ السلام کے حاجت روا

حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں ابراہیم کی پیشانی میں نور تھا اور اس کی پشت میں موتی تھا۔ پھر جب ابراہیم علیہ السلام کو کافروں نے گوپھن کے پلہ میں بٹھا کر آگ میں پھینکنا چاہا اور جبریل علیہ السلام نے اس وقت حضرت ابراہیم علیہ السلام کو کہا۔ **الک حاجۃ**؟ کیا تمہیں حاجت ہے ابراہیم علیہ السلام نے کہا لیکن تیری طرف نہیں ہے۔ جبریل نے پھر پوچھا۔ ابراہیم علیہ السلام نے وہی جواب دیا۔ اخیر میں جبریل علیہ السلام نے کہا کیا تمہیں اپنے رب کی طرف حاجت ہے ابراہیم علیہ السلام نے کہا کیا کوئی ایسا دوست ہے جس کو اپنے دوست کی طرف حاجت نہ ہو۔ جبریل نے کہا کہ پھر آپ اپنے رب سے سوال کریں۔ کہ وہ آپ کی اس حال میں مدد کرے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا۔

ھو اعلم بحالی من سوالی ایاہ۔ وہ میرے سوال کرنے کے بغیر میرے حال کو خوب اچھی طرح جانتا ہے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس مقام پر فرمایا کہ میں نے جبریل کو اس وقت کہا کہ جب اللہ تعالیٰ مجھ کو مبعوث کرے گا تو اے جبرئیل

میں تیری اس نیکی کا جو تو نے میرے باپ ابراہیم سے کی ہے بدلہ دوں گا آپ نے فرمایا جس رات مجھے معراج ہوا اور جبرئیل میرے ساتھ تھا۔ میں نے کہا کہ اللہ کی طرف تیری کوئی حاجت ہے اس نے کہا ہاں۔ آپ اپنے رب سے میرے لیے اس بات کا سوال کریں کہ قیامت کے دن وہ مجھ کو حکم دے کہ میں پلصراط پر اپنے پر بچھاؤں اور آپ کی امت اسکے اوپر سے گذر جائے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا بارک اللہ یا جبرئیل۔ اے جبرئیل اللہ تمہیں برکت دے پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا آئی کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو دریائے نور میں غوطہ دے۔ جبرئیل نے آپکو غوطہ دیا۔ اس غوطہ سے آپ ستر ہزار پردوں کو پھاڑ کر ان کے آگے نکل گئے ان پردوں میں سے ہر پردے کا موٹاپا پانچ سو سال کی راہ کے برابر تھا یہاں تک کہ آپ سونے کے فرش تک پہنچے وہاں ایک فرشتہ نمودار ہوا اس نے آپکو موتیوں کے حجاب تک پہنچایا۔ فرشتہ نے اس حجاب کو ہلایا۔ حجاب کے پردے سے آواز آئی کون ہے یہ۔ فرشتے نے جواب دیا کہ میں فراش الذہب کا فرشتہ ہوں اور میرے ساتھ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس حجاب کے فرشتہ نے کہا اللہ اکبر! پھر اس نے حجاب کے نیچے سے ہاتھ نکالا اور مجھ کو اٹھایا اور اپنے سامنے بٹھایا اسی طرح میں ایک حجاب سے دوسرے حجاب کی طرف نقل کرتا رہا۔ یہاں تک کہ میں نے ستر ہزار حجاب سے تجاوز کیا ان میں سے ہر حجاب کا موٹاپا پانچ سو سال کی راہ کے برابر تھا اس کے بعد میں نور ابیض کے دریا پر پہنچے۔ وہاں ایک فرشتہ تھا اگر کوئی پرندہ اس کے ایک کاندھے سے پانچ سو سال اڑتا

رہے تو پھر بھی وہ اس کے دوسرے کاندھے تک نہ پہنچے اس کے بعد مجھ کو آگے چلایا گیا میں ایک نور احمر کے دریا تک پہنچا اس کے کنارے پر بھی ایک فرشتہ تھا وہ فرشتہ اتنا بڑا تھا کہ اگر اللہ تعالیٰ اسکو یہ حکم دے کہ وہ زمین و آسمان کو نگل جائے تو وہ نگل جائے پھر رفرف مجھ کو لیکر اس سے آگے چلا۔ یہاں تک کہ میں زرد رنگ کے دریا تک پہنچا۔ وہاں بھی ایک فرشتہ دیکھا وہ بھی پہلے فرشتہ کی طرح بہت بڑا فرشتہ تھا وہ بھی سات آسمانوں اور سات زمینوں کو ایک ہی بار نگلنے کی طاقت رکھتا تھا۔ پھر مجھ کو اس سے بھی آگے لے جایا گیا۔ یہاں تک کہ میں سفید پانی کے دریا تک پہنچا وہاں مجھ کو اضطراب لاحق ہوا میں نے کہا یا غیاث المستغیثین اس سے میری روح کو سکون میسر ہوا۔ ایسے ہی رفرف مجھ کو ایک حجاب سے دوسرے حجاب تک پہنچاتا رہا یہاں تک کہ میں نے ہزار حجابوں سے تجاوز کیا اور پھر میں وحدانیت کے حجاب تک پہنچا وہاں میں نے اپنے آپ کو ایک قندیل کی مانند دیکھا جو ہوا میں لٹک رہی ہے اس کے بعد جب میں عرش پر پہنچا۔ تو قطرہ میری زبان پر ٹپکا جس سے مجھ کو اولین و آخرین کا علم حاصل ہوا۔ جب میں مقام فکان قاب قوسین او ادنی۔ تک پہنچا تو مجھ کو ایک کرسی پر بٹھا کر علیین تک پہنچایا گیا وہاں میرے اوپر تین قطرے ٹپکے ایک میرے کاندھے پر اس سے مجھ میں ہیبت پیدا ہوئی۔ دوسرا قلب پر اس سے محبت نمودار ہوئی۔ تیسرا میری زبان پر اس سے زبان پر فصاحت پیدا ہوئی۔

ایک روایت میں ہے کہ جب آپ عرش پر پہنچے تو کائنات کی ہر چیز آپکو چھوٹی اور حقیر دکھائی دی۔

نسفی نے کہا اللہ تعالیٰ نے عرش کو آٹھ سو ساٹھ قوائم پر پیدا کیا ہے اور ہر قائم (پایا) ساری دنیا کے برابر ہے۔ ایک پائے سے دوسرے پائے تک فاصلہ بہت تیز اڑنے والے پرندے کی اسی ہزار سال کی پرواز کے برابر ہے۔ عقائق میں ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے عرش کو اس صفت پر پیدا فرمایا تو اس میں عجب اور خود پسندی پیدا ہوئی۔ یعنی اپنی عظمت پر اس کو فخر ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اسکو ایک سانپ کا طوق ڈال دیا۔ اس کا سر سفید موتیوں کا اور اس کی آنکھیں زرد یاقوت کی اور اسکے دانت سبز زمرد کے اور اس کا جسم سرخ سونے کا ہے۔ اس کا طول سات لاکھ سال کی مسافت کے برابر ہے اور اس کے ستر ہزار منہ ہیں۔ جب عرش نے اسکو دیکھا تو عرض کی اے میرے مولا تو نے اسکو کیوں پیدا کیا۔ رب تعالیٰ نے فرمایا تاکہ تو اپنی عظمت بھول جائے اور تو صرف میری عظمت دیکھے۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے۔ عرش کے اٹھانے والے فرشتے چار ہیں۔ ان میں سے ہر فرشتے کا طول ستر ہزار سال کی مسافت کے برابر ہے اور ان کے قدموں کا طول اٹھارہ ہزار سال کی مسافت کے برابر ہے ان میں ایک فرشتہ بنی آدم کی صورت پر ہے۔ وہ بنی آدم کے لیے دعا کرتا ہے۔

اللھم ارحم بنی ادم ولا تعذبھم۔

اے اللہ بنی آدم پر رحم کر اور انکو عذاب نہ دے۔

دوسرا فرشتہ گدھ کی صورت پر ہے وہ کہتا ہے۔

اللھم ارحم الطیور ولا تعذبھم وادفع عنھم برد الشتا وحرّ الصف وادخلنی فی

شفاعت محمد علیہ السلام۔

اے اللہ پرندوں پر رحم کر اور انکو عذاب نہ دے اور سے سردیوں کی سردی اور گرمیوں کی گرمی دور کر اور مجھ کو شفاعت حضور علیہ السلام میں داخل فرما!

شارح بخاری امام احمد قسطلانی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ جب حضور علیہ السلام بارگاہ حق کے دیدار پر انوار سے سرشار ہو گئے تو اللہ تعالی نے بیشمار راز و نیاز کی باتوں میں سے ایک یہ بھی ارشاد فرمایا۔ چنانچہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ

اللہ عزوجل نے فرمایا۔

این حاجت جبریل (مواہب لدنیہ ص ۲۹)

ترجمہ:۔ محبوب! جبریل نے جو چیز آپ سے طلب کی تھی اس کا کیا ہوا۔

حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے عرض کی۔ اے رب! تو خوب جانتا ہے۔

اللہ تعالی نے فرمایا۔ محبوب! جبریل کی فرمائش کو میں ان لوگوں کے حق میں پورا فرماتا ہوں۔

جو تیرے شرف صحبت سے مشرف ہوتے ہوں۔ اور وہ جو اپنے دلوں میں تیری محبت رکھنے والے ہوں۔

سبحان اللہ۔ اللہ تعالے فرماتا ہے قیامت کے دن جبرئیل پل صراط پر انہیں لوگوں کے کام آئیں گے جنکے دل میں حب نبوی ہے لیکن وہ لوگ جن کے دل حب نبوی سے محروم ہیں وہ اپنی قسمت پر ماتم کریں کیا خوب فرمایا۔

جنت تو گھر ہے غلامان مصطفے کا
اور جہنم دشمنان مصطفے کے واسطے (صلی اللہ علیہ وسلم)

روش کی گرمی کو جس نے سوچا دماغ سے اک بھبوکا پھوٹا
۳۶۔
خرد کے جنگل میں پھول چمکا دہر دہر پیڑ جل رہے تھے

حل لغات روش ۔ رفتار ۔ چال ۔ طرز ۔ بھبوکا نور کا پتلا بہت ہی گورا چٹا ۔ لال انگارہ ۔ پھوٹا ۔ ٹوٹا ۔ پھوٹ کی طرح نکلا یعنی زور زور سے بہہ نکلا ۔

شرح حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی رفتار کو جس نے سوچا تو اسکے دماغ میں ایک نور کا شعلہ پھوٹ پڑا ۔ خرد کے جنگل میں پھول چمکا دہر دہر میں نوری درخت روشن تھے ۔

جلو میں جو مرغ عقل اڑے تھے عجب برے حالوں گرتے پڑتے
۳۷۔
وہ سدرہ ہی پر رہے تھے تھک کر چڑھا تھا دم تیور آگئے تھے

حل لغات جلو (باگ لگام وہ خالی گھوڑا جو سواری کے ساتھ صرف زینت کے لیے لے جاتے ہیں ۔ زینت ۔ ٹھاٹھ ہمراہی ۔ عجب انوکھا ۔ نیا عمدہ ۔ نادر ۔ تیور آنکھ کا نور ۔ چتوں ۔ آنکھ کی پتلی دم چڑھنا ۔ سانس پھولنا ۔ تیور آنا ۔ سر چکرانا ۔ سر میں چکر آ کر آنکھوں کے سامنے اندھیرا ہونا ۔

شرح

مرغ عقل جو حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم ہمراہ چل پڑے تھے نہایت برے حالوں گرتے پڑتے رہے بالآخر سدرۃ المنتہی پر تھک کر رہ گئے اور حال یہ تھا کہ مرغ عقل کا دم پھول گیا اور اسکا سر چکرا گیا اور اس کی آنکھوں کے آگے اندھیرا چھا گیا۔

جبریل علیہ السلام ہوں یا کوئی اور ملائکہ کرام ان کے سوا باقی دوسروں کی بات ہی کیا تھی اپنی رسائی تک تو حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سمجھتے رہے لیکن جب انکی وسعتیں ختم ہوئیں پھر اظہار عجز وانکسار نہ کرتے تو کیا کرتے۔

معراج مافوق السموٰت

بعض فرقوں نے آسمانوں سے اوپر کی معراج کا انکار کیا ہے ایسے ہی عرش پہ لیجانے کا بھی یہ ان موجودہ فرقوں کی شان نبوت سے بے خبری کی علامت ہے۔ ورنہ یہ تو محققین کا مسئلہ ہے کہ عرش وکرسی اور لوح وقلم وغیرہ ہمارے نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم کے نور اقدس کی جھلکیاں ہیں چنانچہ امام المحدثین امام بخاری کے استاد محدث عبدالرزاق اپنی تصنیف میں جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث لائے ہیں اور اس حدیث شریف کو تلقی بالقبول کا مقام حاصل ہے اسی حدیث پاک میں ہے۔

فالعرش والکرسی من نوری والکروبیون من نوری والروحانیون من الملائکۃ من نوری وملائکۃ السمٰوٰت السبع من نوری والجنۃ وما فیھا من النعیم من نوری والشمس والقمر والکواکب من نوری والعقل والعلم والتوفیق من

نوری وروح الانبیاء والرسل من نوری والشہداء والصالحون من نتائج نوری (الحدیث) جواہر البحار سیدی النبہانی جلد ۴ ص ۲۷۷)

ترجمہ۔ سیدی الوجود صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پس عرش، کرسی کروبیوں، روحانیوں، ساتوں آسمانوں کے فرشتے، جنت اور اس کی نعمتیں، سورج چاند ستارے، عقل، علم، توفیق انبیاء اور رسل کی ارواح شہداء اور صالحین سب کے سب میرے نور سے ہیں۔

لہٰذا ان میں سے کوئی چیز بھی مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے باعث شرف وعروج نہیں ہو سکتی۔

سیدی علامہ ابن الحاج مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

انہ علیہ الصلوٰۃ والسلام یتشرف بہا مدخل لابن الحاج۔ (جلد ۱ صفحہ ۲۵۰)	تمام اشیاء آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے شرف حاصل کرتی ہیں نہ کہ آپ کسی شے سے۔

اور یہی حضرات فرماتے ہیں۔

الا تری الی ان افضل البقاع المواضع الذی ضمہ اعضاء الکریمۃ صلوات اللہ علیہ وسلامہ المدخل (جلد ۱ ص ۲۵۱)

ترجمہ اے ایمان والے تو اس بات کی طرف نہیں دیکھتا کہ اجماع واقع ہوا ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر انور تمام مقامات سے افضل ہے

بلکہ آئمہ احناف میں سے صاحب درمختار نے تو تصریح کردی ہے۔

ما ضم اعضاءہ علیہ الصلوٰۃ والسلام فانہٗ افضل مطلقاً حتیٰ من الکعبۃ والعرش والکرسی (درمختار جلد ا صـ ۱۸۴)

ترجمہ:۔ جو جگہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اعضا شریفہ سے ضم کیے ہوئے ہے وہ علی الاطلاق افضل ہے یہاں تک کہ کعبہ عرش اور کرسی سے بھی۔

لہٰذا سرور کائنات صلے اللہ علیہ وسلم کا براق پر سوار ہونا آپ صلے اللہ علیہ وسلم کا عروج نہیں بلکہ براق کو عروج عطا فرمانا ہے ملائکہ کا لگام اور رکاب تھامنا ملائکہ کا عروج ہے اور بیت المقدس کی طرف سفر کرنا بیت المقدس کا عروج ہے جیسا کہ علامہ نجم الدین غیاطی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

قال ابن رحیہ یحتمل ان یکون الحق سبحانہ تعالیٰ اراد ان لا یخلی تربۃً فاضلۃً من مشہدہ ووطئہٖ قدمہ فتمم تقدیس بیت المقدس بصلوٰۃ سیّدنا محمّد صلی اللّٰہ علیہ وآلہ (المعراج الکبیر سیدی نجم الدین غیطی صـ ۱۳)

ترجمہ:۔ ابن رحیہ فرماتے ہیں کہ بیت المقدس کی طرف سفر کرنے میں احتمال یہ بھی ہے کہ اللہ تعالےٰ نے اس بات کا ارادہ فرمایا کہ اس زمین کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری اور آپ صلے اللہ علیہ

وسلم کے قدموں کی برکت سے محروم نہ رکھے پس اس لیے بیت المقدس کی تقدیس کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی نماز سے پورا فرمایا اسی طرح جہاں جہاں آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے گئے اور جن جن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ملاقات فرمائی سو یہ ان کے حق میں معراج تھا نہ کہ سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں۔ اسی لیے ہم کہتے ہیں کہ سبب معراج جہاں سے حضور نبی پاک شہ لولاک صلے اللہ علیہ وسلم کی اشیاء کو معراج ہوگئی۔ آپ نے صرف اور صرف ذات حق تعالےٰ کے دیدار پر انوار اور دیگر رموز و اسرار سے مشرف ہو کر معراج پائی۔

رفرف

جب حضرت جبرئیل علیہ السلام ٹھہر گئے تو سبز رنگ کا ایک تخت ظاہر ہوا جس کا نام رفرف ہے اسکے ساتھ ایک فرشتہ بھی تھا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے حضور الصلوٰۃ والسلام کو رفرف والے فرشتے کے سپرد کیا۔ (الیواقیت والجواہر ج ۲ ص ۳۶)

ایک روایت میں آیا ہے کہ تَدَلّٰی کا فاعل رفرف ہے اور دَنٰی کے فاعل حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے رفرف نیچے اتر آئی حتیٰ کہ آپ اس میں بیٹھ گئے۔ پھر حضور علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے قریب ہوئے اور اقرب درجہ سے شرف پایا۔ (سیرت حلبیہ ج ا ص ۱۴۲)

ایک روایت میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سواری براق، یہاں پہنچ کر تھک گیا اس وقت سبز رنگ کا رفرف ظاہر ہوا جس کی روشنی سورج کو ماند کرتی تھی۔ آپ اس رفرف پر سوار ہوئے اور چلتے رہے حتی کہ عرش کے پایہ تک پہنچ گئے اس کے بعد بہت سے حجابات

سامنے آئے ازاں جملہ ان میں سے ستر ہزار حجاب سونے کے تھے۔ ستر ہزار چاندی کے، ستر ہزار مروارید کے۔ ستر ہزار زمرد سبز کے۔ ستر ہزار یاقوت سرخ کے۔ ستر ہزار حجاب نور کے ستر ہزار حجاب ظلمت کے۔ ستر ہزار پانی کے۔ ستر ہزار خاک کے۔ ستر ہزار حجاب آگ کے۔ ستر ہزار حجاب ہوا کے تھے کہ ہر حجاب کی موٹائی ایک ہزار سال کی راہ تھی۔ اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ رفرف ان حجابوں سے گزرتی ہوئی پردہ داراں عرش تک لے گئی وہاں ستر ہزار پردے دیکھے، ہر پردے میں ستر ہزار زنجیریں تھیں - اور ہر زنجیر کو ستر ہزار فرشتوں نے گردن پر اٹھا رکھا تھا۔ کہ وہ فرشتے اس قدر قد آور تھے کہ ایک کندھے سے دوسرے کندھے تک ستر ہزار سال کی راہ تھی اور یہ پردہ بعض مروارید کے بعض یاقوت کے بعض ہوا کے تھے۔ اور ہر پردہ پر ایک فرشتہ ملازم تھا۔ کہ ستر ہزار فرشتہ جن کا ذکر ابھی گزرا ہے سب اس کے تابع تھے اس رفرف نے آپکو حجابات سے پار پہنچایا اور پھر غائب ہو گیا اس کے بعد ایک صورت گھوڑے جیسی ظاہر ہوئی جو کہ دانۂ مروارید سعید کی طرح تھی تسبیح کہتی تھی اس کے بعد منہ سے نور کے فوارے نکلتے تھے نے اٹھایا اور ان ستر ہزار پردوں سے گزرا جو عرش سے ورا ہے۔

نوٹ:۔ صاحب نزہتہ المجالس رحمہ اللہ نے پانچ سواریوں کا ذکر کیا ہے اور کسی نے تین سواریوں کا ذکر کیا ہے جتنی روایات جس کے پاس تھیں اس قدر بیان کیا۔

قوی تھے مرغان وہم کے پر اڑے تو اڑنے کو اور دم بھر
۳۸
اٹھائی سینے کی ایسی ٹھوکر کہ خون اندیشہ تھوکتے تھے

شرح مرغان وہم کے پر بہت بڑے قوی تھے لیکن اڑنے کے بعد دم بھر میں ان کا حال یہ ہو گیا کہ سینے پر ایسی ٹھوکر لگی کہ ڈر اور خوف کا خون تھوکتے تھے۔

یہ بھی پہلے شعر کی طرح ملائکہ کرام اور دوسرے جو اس واقعہ میں کچھ کچھ تصور کر سکتے ہیں سب کے عجز کے اظہار کا بیان ہے۔

سنا یہ اتنے میں عرشِ حق نے کہ لے مبارک ہوں تاج والے
۳۹
وہی قدم خیر سے پھر آئے جو پہلے تاجِ شرف ترے تھے

شرح بس اتنی معمولی سی دیر بعد سنا کہ عرش حق نے کہا کہ اے تاج والے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم آپکو مبارک ہو کہ آپکے وہی قدم مبارک پھر آئے جو اس سے قبل تاج شرف سے مشرف تھے۔

عرش نشین

سیدنا محی الدین ابن العربی قدس سرہ کی الفتوحات الملکیہ میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خصائص سے ہے کہ حضور نے اللہ عزوجل کو اپنی آنکھوں سے بیداری میں دیکھا۔ یہی مذہب راجح ہے اور اللہ عزوجل نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے اس بلند و بالاتر مقام میں کلام فرمایا جو تمام امکنہ سے اعلیٰ تھا اور بے شک ابن عساکر نے انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا شب اسرار مجھے میرے رب نے اتنا نزدیک کیا کہ مجھ میں اور اس میں دو کمانوں بلکہ اس سے کم کا فاصلہ رہ گیا۔ اسی میں ہے۔

قد اختلف العلماء فی الاسراء اهل هو اسرا واحد او اسراء ان مرة بروحه و بدنه یقظة بروحه وجسده من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی ثم منا ما من المسجد الاقصی الی العرش فالحق انه اسراء واحد بروحه و جسده یقظة فی القصة کلها والی هذا ذهب الجمهور من علماء المحدثین والفقها والمتکلمین۔

علماء کو اختلاف ہوا کہ معراج ایک ہے۔ یا دو ایک بار روح بدن اقدس کے ساتھ بیداری میں اور ایک بار خواب میں یا بیداری میں روح و بدن اقدس کے ساتھ، بیداری میں مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک پھر خواب میں وہاں سے عرش تک اور حق یہ ہے کہ وہ ایک ہی اسرار ہے اور سارے قصے میں یعنی مسجد الحرام سے عرش اعلیٰ تک بیداری میں روح و بدن اطہر کے

ساتھ ہے جمہور علماء محدثین و فقہاء و متکلمین سب کا یہی مذہب اسی میں ہے

المعاریج عشرۃ (الی قولہ) العاشی الی العرش۔

معراجیں دس ہوئیں۔ دسویں عرش تک اسی میں ہے۔

قد ورد فی الصحیح عن انس رضی اللہ تعالٰی عنہ قال عرج بی جبرئیل الی سدرۃ المنتہی ودنا الجبار رب العزۃ فتدلی فکان قاب قوسین او ادنی منہ یعنی علی ما فی حدیث شریک کان فوق العرش۔

صحیح بخاری میں انس رضی اللہ تعالٰی عنہ سے ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ میرے ساتھ جبرئیل نے سدرۃ المنتہی تک عروج کیا اور جبار رب العزۃ جل جلالہ نے دنی و تدلی فرمائی تو فاصلہ دو کمانوں بلکہ ان سے کم کا رہا یہ تدلی بالائے عرش تھی۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ علامہ شہاب خفاجی نسیم الریاض شرح شفائے امام قاضی عیاض میں فرماتے ہیں:

علیہ یدل صحیح الاحادیث الدالۃ علی دخولہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم الجنۃ و وصولہ الی العرش او طرف العالم کما سیاتی کل ذالک بجسدہ یقظتہ۔

صحیح احادیث دلالت کرتی ہیں کہ حضور اقدس صلے اللہ تعالٰی علیہ وسلم شب اسرا جنت میں تشریف لے گئے اور عرش تک پہنچے یا عالم کے

اس کنارے تک آگے لامکان ہے اور یہ سب بیداری میں مع جسم مبارک تھا۔

حضرت سیدی شیخ اکبر امام محی الدین ابن عربی فتوحات مکیہ شریف باب ۳۱۶ میں فرماتے ہیں۔

اعلم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لما کان خلقہ القرآن و تخلق بالاسما و کان اللہ سبحنہ و تعالیٰ ذکر فی کتابہ العزیز انہ تعالیٰ استوی علی العرش علی طریق التمدح و الثناء علی نفسہ اذا کانا العرش اعظم اجسام فجعل لنبیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام من ھذا الاستویٰ نسبۃ علی طریق التمدح والثناء لہ علیہ حیث کان اعلیٰ مقام ینتھی الیہ من اسری بہ من الرسل علیھم الصلوٰۃ والسلام و ذالک یدل علی انہ اسریٰ بہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بجسمہ ولو کان الاسرا بہ رویا لما کان الاسراء ولا الوصول الی ھذا المقام تمدحا ولا وقع من الاعراب انکار علی ذلک۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خلق قرآن تھا اور حضور اسماء الہیہ کی خودخصلت رکھتے اللہ سبحانہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اپنی صفات مدح

سے عرش پر استوار بیان فرمایا تو اس نے اپنے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی اس صفت استوی علی العرش کے پرتو سے مدح و منقبت بخشی کہ عرش وہ اعلیٰ مقام ہے جس تک رسولوں کا اسرا منتہیٰ ہوا اور اس سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا اسرا مع جسم مبارک تھا۔ کہ اگر خواب ہوتا تو اسرا اور اس مقام استویٰ علی العرش تک پہنچنا مدح نہ ہوتا۔ نہ گنوار اس پر انکار کرتے۔

یہ سُن کے بیخود پکار اٹھا نثار جاؤں کہاں ہیں آقا
۴۰۔
پھر انکے تلوؤں کا پاؤں بوسہ یہ میری آنکھوں کے دن پھرے تھے

حل لغت

دن پھرنا۔ نصیب جاگنا، مصیبت سے آرام نصیب ہونا

شرح

عرش الٰہی یہ سُن کر بیخود ہو کر پکار اٹھا قربان جاؤں میرے آقا کہاں ہیں۔ پھر سے آپکے قدموں کا بوسہ لوں یہ تو میری آنکھوں کے دن کے نصیب کھلے۔

اس شعر میں عرش کی خوش بختی کا اظہار ہے وہ خوش کیوں نہ ہوتا جبکہ اسکے سر پر اس کے مرشد کے قدم مبارک آگئے یہ ذوق تو سمجھے جو مرشد والا ہو جو بے مرشد ہو اسے کیا خبر۔ اسے بس یہی کہا جاسکتا ہے۔ ع

ع معذور دارمت کہ تو او را ندیدہ

یاد رہے کہ دور حاضرہ میں سوائے اہلسنت کے اکثر فرقے حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے کمالات ماننے میں نہ صرف کم ظرفی بلکہ بخل

کرکے اپنی شقاوت پر مہر ثبت کر رہے ہیں۔ ورنہ اسلاف صالحین اور اکابرین نے عرش معلیٰ پہ تشریف لیجانے کی تصریح کی ہے۔

عرشِ معلّیٰ تک

امام قسطلانی شارح بخاری قدس سرہٗ لکھتے ہیں کہ لما انتھی الی العرش تمسک العرش باذیالہ۔

(مواہب لدنیہ ج ۲ ص ۲۴) جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم عرش پر پہنچے تو عرش الٰہی کو آپ کے دامن سے وابستگی تھی۔

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مَرَرتُ لَیلَۃً اُسرِیَ بِی بِرَجُلٍ مَغِیبٍ فِی نورِ العرش۔

(زرقانی ج ۶ ص ۱۰۶) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ معراج کی رات میں ایک ایسے شخص پر گزرا جو عرش کے نور میں غائب تھا

قالَ الشیخ اَبُو الحَسَن الرِّفاعیؒ صَعِدتُّ فی الفَوقَانیاتِ اِلیٰ سَبعِ مِائَۃِ اَلفِ عَرشٍ فَقِیلَ لِی اِرجِع لاَ وُصُولَ لَکَ اِلیَ العَرشِ الَّذِی عَرِجَ بِہٖ مُحَمَّدٌ صَلَّی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ (نبراس ص ۲۷۴)

حضرت ابوالحسن رفاعی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ میں (حالت مراقبہ میں روحانی طور پر) عالم بالا میں چڑھتا رہا حتیٰ کہ سات لاکھ عرش سے گزر گیا پھر مجھے کہا گیا۔ اب تم واپس چلے جاؤ کیونکہ جس عرش پر حضرت محمدؐ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو معراج ہوئی وہاں تو نہیں پہنچ سکتا۔

جھکا تھا مُجرے کو عرش اعلیٰ گرے تھے سجدے میں بزم بالا
۱۴۲۔
یہ آنکھیں قدموں سے مل رہا تھا وہ گرد قربان ہو رہے تھے

حل لغات مجرا آداب۔

شرح عرش اعلیٰ برائے ادب و تعظیم جھکا اور بزم بالا کے ملائکہ سجدے میں گرے عرش الٰہی آپ کے قدموں پر آنکھیں مل رہا تھا۔ اور بزم بالا کے ملائکہ آپکے ارد گرد قربان ہو رہے تھے۔

اس شعر میں عرش مبارک پر پہنچنے کی کیفیت بیان ہو رہی ہے کہ جونہی حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے عرش بریں پر قدم مبارک رکھا کہ عرش قدموں پر گر گیا۔ اور عالمِ بالا کے مکین صدقے اور قربان ہو رہے تھے۔ کیوں نہ ہو جب انہیں گھر بیٹھے مرشد کریم کی زیارت نصیب ہوگی۔ (صلی اللہ علیہ وآلہ و بارک وسلم)

نعلین بپائے حسین بر عرش بریں حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم نعلین سمیت عرش بریں پر تشریف لے گئے۔ اس کے چند حوالہ جات حاضر ہیں۔

۱- جب سرور کونین و مکان صلے اللہ علیہ وسلم عرش بریں پر پہنچے تو جناب الٰہی سے خطاب آیا۔ کہ اے میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم آگے چلے آؤ تب حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نعلین مبارک اتارنی چاہی

تو عرشِ مجید لرزہ میں آیا۔ اور آواز آئی کہ آیئے میرے حبیب ! اور نعلین مبارک پہنے ہوئے عرش پر قدم رکھئے تاکہ آپ کے قدم کی دولت سے میرا عرش قرار پائے۔ حضور علیہ السلام نے عرض کی یا الٰہی ! حضرت موسیٰ علیہ السلام کو حکم ہوا تھا۔

فَاخْلَعْ نَعْلَیْکَ	پس آپ جوتے اتار دو اس
اِنَّکَ بِالْوَادِ الْمُقَدَّسِ	لیے کہ تحقیق آپ اس مقدس
طُوًی۔	میں ہیں جس کا نام طویٰ ہے۔

جب تیرا عرش کوہ طور سے کئی درجے افضل ہے میں کس طرح بمع نعلین عرش پر چلا آؤں تب حکم ہوا کہ اے میرے حبیب حضرت موسیٰ کو نعلین اتارنے کا اس لیے حکم ہوا تھا۔ کہ طور سینا کی خاک اس کے قدموں میں لگے۔ اور موسیٰ علیہ السلام کی شان بلند ہو۔ اور آپکو بمع نعلین عرش پر آنے کا حکم اس لیے ہوا ہے تاکہ آپ کی نعلین کی خاک عرش کو لگے اور عرش کی عظمت زیادہ ہو۔

(قصص الانبیاء ص ۲۸)

۲۔ امام الصوفیہ حضرت شیخ سعدی قدس سرہ نے فرمایا کہ ؎

؎ عرش است کمین پایہ ز ایوان محمد

ترجمہ:۔ عرش حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے ایوان نبوت کا ایک ادنیٰ پایہ ہے۔

ف:۔ جس کے ایوان نبوت کا عرش ایک ادنیٰ پایہ ہو وہ اگر نعلین پاک سے اس پایہ کو مشرف فرمائیں تو کیا بعید ہے کسی شاعر نے کہا۔ ؎

نعلین پائے او در ابر عرش گو نگاہ کن
جاہل کہ در نیاید معنیٰ استوار را

ترجمہ: آپکی نعلین پاک عرش پر ہے اسے دیکھ لیکن جاہل استوار علی العرش

کا معنی سمجھ نہیں آیا۔

کسی اور دوسرے شاعر نے کہا۔

جب قریب عرش پہنچے شافع روز جزا
دل میں خیال آیا ہو نعلین پاؤں سے جدا
پھر ندا آئی بھلا کیا قصد ہے یہ آپ کا
کیوں جھجکتے ہو بمع نعلین آؤ مصطفٰے
عرض کی محبوب نے اے خالق جن و بشر
کیا سبب تھا طور پہ جب تو ہوا تھا جلوہ گر
حکم موسیٰ کو ہوا نعلین پا نہ طور پر
حکم مجھ کو یہ ہوا نعلین پا آؤ ادھر
پھر ندا آئی ذرا اس بات پر بھی غور ہو
تم کہاں موسیٰ کہاں وہ اور تھے تم اور ہو
تیرے صدقے عرش پیدا تم ہمارے نور ہو
بات تو یہ ہے کہ تم خود چراغ نور ہو

۳۔ نعلین بپا عرش پر جلوہ گر ہونے کی یہ روایت کہ آپ نے نعلین اتارنی چاہی اور خدا التعالیٰ نے فرمایا کہ آپ نعلین نہ اتاریئے علماء سلف میں سے امام ابن ابی جمرہ اسکے قائل ہیں۔ (جواہر البحار فی فضائل النبی المختار صلے اللہ علیہ وسلم)

دوسری روایت یہ ہے کہ آپ کو نعلین اتارنے کا حکم نہ ہوا۔ جس طرح کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو نعلین اتارنے کا حکم ہوا۔

جیسا کہ علامہ نبہانی رح کی رباعی ہے۔

عَلٰی رُؤُسِ ھٰذَا الکَوْنِ نَعْلُ مُحَمَّدٍ
عَلَتْ فَجَمِیْعُ الخَلْقِ تَحْتَ ظِلَالِہٖ
لَدٰی الطُّوْرِ مُوْسٰی نُوْدِیَ اِخْلَعْ وَاَحْمَدَ
عَلَی العَرْشِ لَمْ یُؤْذَنْ بِخَلْعِ نِعَالِہٖ

حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعلین مبارک کی شان ہے کہ جب آپ معراج پر گئے تو نعلین مبارک سب کائنات کے اوپر تھی۔ اور تمام مخلوق اس نعلین مبارک کے سایہ کے نیچے تھی۔ اور کوہ طور پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ندا ہوئی کہ آپ نعلین پاک اتار دیجئے اور حضرت احمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو عرش پر نعلین مبارک اتارنے کا اذن نہ ملا۔

قَالَ بَعْضُ اَکَابِرِ الصُّوْفِیَّۃِ مُجِیْبًا عَنْ ذَالِکَ اِنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَمَّا خَاطَبَہُ اللّٰہُ تَعَالٰی عَرِقَ لِعَظِیْمِ الْھَیْبَۃِ حَتّٰی تَنَازَلَ الْجُزْءُ الْبَشَرِیُّ مِنْ جَسَدِہِ الشَّرِیْفِ حَتّٰی صَارَ کَالنَّعْلَیْنِ فِیْ رِجْلَیْہِ فَھَمَّ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اَنْ یَّخْلَعَھُمَا فَنَادَاہُ اللّٰہُ تَعَالٰی لَا تَخْلَعْ اِلٰی اٰخِرِہٖ وَذَالِکَ لِاَنَّہٗ لَوْ خَلَعَھُمَا صَارَ نُوْرًا رُوْحَانِیًّا لَا یَنْزِلُ اِلَی الْاَرْضِ وَاللّٰہُ سُبْحَانَہٗ وَتَعَالٰی اَرَادَ نُزُوْلَہٗ لِیَدْعُوْ لِتَوْحِیْدِہٖ فَاِنَّھُمْ

فَاِنَّ هٰذَا مِنَ الْاَسْرَارِ الْخَفِيَّةِ الَّتِيْ
مَا اطَّلَعَ عَلَيْهَا اِلَّا الْخَوَاصُ مِنَ
الْاَوْلِيَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ اَجْمَعِيْنَ

(جواہر البحار فی فضائل النبی المختار صلے اللہ علیہ وسلم صـ ۲۱۴)

اس کا حاصل ترجمہ یہ ہے کہ بعض اکابر صوفیاء نے اس بات کا جواب دیتے ہوئے کہا ہے (ان سے پوچھا گیا کہ اس مسئلہ کی تحقیق کیا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نعلین مبارک اتارنی چاہی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ آپ نعلین کو نہ اتاریئے تو اس بزرگ نے اس روایت کی یہ تاویل بتائی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو جب اللہ تعالیٰ نے مخاطب فرمایا تو آپ کو عظمت ہیبت کی وجہ سے پسینہ آگیا حتیٰ کہ آپکی بشری جزء آپ کے جسم اقدس پر سے اتری یہاں تک کہ آپکے دونوں پاؤں میں نعلین کی طرح ہوگئی۔ پس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اتارنے کا قصد فرمایا تو اللہ تعالےٰ نے آپکو فرمایا کہ آپ جوتا نہ اتاریئے اور یہ حکم اس لیے ہوا کہ اگر آپ اس کو اتار دیتے تو آپ محض روحانی نور رہ جاتے اور زمین پر نہ اترتے حالانکہ اللہ تعالیٰ کا ارادہ تھا کہ آپ زمین پر نازل ہوں تاکہ آپ خدا کی توحید کی دعوت دیں پس اے مخاطب اس مسئلہ کو سمجھ کیونکہ یہ ایک پوشیدہ بھید ہے جس پر سوائے خاص اولیاء کے کسی کو اطلاع نہ ہوئی اللہ تعالیٰ ان تمام اولیاء سے راضی ہو۔

حضرت علامہ اسماعیل حقی حنفی قدس سرہٗ نے تفسیر روح البیان پ ۱۶ تحت آیت فاخلع نعلیک میں لکھتے ہیں کہ

وقیل للحبیب تقدم علی بساط العرش

بنعلیک لیتشرف العرش بغبار نعال
قدمیک و یصل نور العرش بغبار نعال
قدمیک و یصل نور العرش یا سید
الکونین الیک۔

محبوب اعلیہ السلام کو کہا گیا کہ آپ عرش کی بساط پر اپنے نعلین مبارک سمیت آیئے تاکہ عرش آپ کے جوڑے مبارک کے غبار سے مشرف ہو کر عزت پائے اور بلا واسطہ عرش کا نور آپ تک پہنچ سکے۔

اس کے بعد یہی امام اسماعیل حقی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ مقام محمدی مقام موسوی سے ازبس بلند ہے اسی لیے بادشاہوں کے دربار کے آداب کے مطابق موسیٰ علیہ السلام کو نعلین اتارنے کا حکم ہوا۔ اس لیے کہ بادشاہوں کے دربار میں غلام پا برہنہ حاضر ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کو نعلین اتارنے کے بجائے عرش پر جوڑے سمیت تشریف لے گئے۔

بلال رضی اللہ عنہ بہشت میں جوڑے سمیت

سیدنا بلال رضی اللہ عنہ کا بہشت میں جوتے سمیت موجود ہونا بتاتا ہے کہ غلام اگر بہشت کو جوتے سمیت جا سکتے ہیں تو آقا صلے اللہ علیہ وسلم بطریق اولیٰ جوڑے سمیت عرش معلّی پہ جا سکتے ہیں، بلال رضی اللہ عنہ کی حدیث میں جوڑے کی تصریح عرش معلے پہ آقا صلی اللہ علیہ وسلم کے جوڑے سمیت تشریف لے جانا بعید از قیاس نہیں۔

اعلیٰحضرت امام احمد رضا رضی اللہ عنہ اور روایت نعلین بپا بر عرش کا انکار!

اعلیٰحضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہٗ نے نعلین مبارک سمیت عرش پر جانے کا انکار نہیں فرمایا۔ بلکہ روایت کو بے سند بتایا ہے۔ روایت کو بے سند کہنا نفس مسئلہ سے کب انکار لازم آتا ہے۔ ہاں اگر کسی کے پاس صریح انکار یا اقرار کا حوالہ ہو تو فقیر کو بھیجئے تاکہ اسے اپنے رسالہ عرشیہ کی زینت بنایا جا سکے۔

ایک اور حوالہ

امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ کے صریح انکار واقرار کا مجھے علم نہیں البتہ آپ کے معاصر و محب بلکہ خوش عقیدت حضرت علامہ نور بخش توکلی قدس سرہٗ کی تائید سے پتہ چلتا ہے کہ اعلیٰحضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ کا صریح انکار کہیں نہیں ورنہ مولانا توکلی رحمۃ اللہ علیہ اعلیٰحضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے خلاف کبھی نہ کرتے۔

عرش پر مع نعلین

حضرت مولانا نور بخش رحمہ اللہ نے لکھا کہ شب معراج جب حضور اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم عرش پر تشریف لے گئے تو بقول صوفیہ کرام باری تعالیٰ کا ارشاد ہوا کہ نعلین سمیت عرش کو شرف بخشئے کسی نے کیا خوب کہا ہے۔

الطور موسیٰ
نودی اخلع و احمد
علی العرش لم یؤذن
بخلع نعالہٖ

طور کے پاس موسیٰ علیہ السلام کو آواز آئی کہ جوتا اتاریئے اور حضرت احمد صلے اللہ علیہ وسلم کو عرش پر جوتا اتارنے کی اجازت نہ ملی۔

(سیرت رسول عربی صـ ۱۱۶ تاج کمپنی لاہور

ضیائیں کچھ عرش پر یہ آئیں کہ ساری قندیلیں جھلملائیں
۴۲- حضور خورشید کیا چمکتے چراغ منہ اپنا دیکھتے تھے

حل لغات ضیا۔ روشنی۔ جگمگاہٹ۔ نور۔ قندیل ایک قسم کا فانوس جس میں چراغ جلا کر لٹکاتے ہیں۔ جھلملانا چراغ یا ستارے کا کم کم چمکنا۔ اپنا منہ دیکھنا۔ شرمندہ ہونا۔ کچھ نہ بن پڑنا۔

شرح عرش الٰہی پر نور کی جگمگاہٹ کچھ اتنا تیز روشن تھیں کہ تمام قندیلیں بیچاری کیا چمکتیں تمام روشنائیاں اپنا منہ تکتی رہ گئی۔

یہی سماں تھا کہ پیک رحمت خبر یہ لایا کہ چلیے حضرت
۴۳- تمہاری خاطر کشادہ ہیں جو کلیم پر بند راستے تھے

حل لغات سماں۔ زمانہ وقت موقعہ محل۔ لطف۔ اچھی فصل جوبن۔ پیک (فارسی) بفتح پار فارسی) ہرکارہ۔ قاصد حضرت جناب قبلہ حضور۔ کشادہ کھلا ہوا۔ کلیم حضرت موسی علیہ السلام کا لقب

شرح یہی سماں تھا کہ رحمت کا قاصد خبر لایا کہ حضرت تشریف لے چلیے آپ پر وہ تمام راستے کھلے ہیں جو سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے ارنی (دیدار ہو مجھے) کی آرزو کی اللہ تعالیٰ نے لن ترانی

فرما کر ان سے دیدار کی نفی فرما دی لیکن یہاں دیدار کے تمام راستے کھول دیئے۔

جب رفرف بھی بہت سے نورانی حجابات و مقامات طے کرا کے رخصت ہو گیا حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم دربار عالی میں تنہا جانے والے تھے بالآخر تمام حجابات اٹھ گئے اور آواز "ادن منی" سے نوازے گئے۔

فائدہ:۔ موسیٰ علیہ السلام کی آرزو کے بعد گویا اللہ نے فرمایا کہ۔ ہم تو دکھانے کو تیار ہیں مگر تمہاری آنکھوں میں وہ استعداد ہی نہیں کہ تم ہمیں بے حجاب دیکھ سکو۔ کیونکہ ہمیں بے حجاب دیکھنے اور عین ذات کا مشاہدہ کرنے کی طاقت وصلاحیت تو صرف ایک ہی آنکھ میں ہے اور وہ آنکھ ہے میرے محبوب محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اللہ نے ایک آسان سی تجلی فرمائی۔ اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام اس آسان سی تجلی کے بھی متحمل نہ ہو سکے۔

ع طور کا ڈھیر ہوا غش میں پڑے ہیں موسیٰ

لیکن محبوب رب العالمین نے حریم خلوت گاہ قدس میں پہنچ کر عین ذات کا مشاہدہ کیا۔ ؎

موسیٰ ز ہوش رفت بہ یک جلوہ صفات
تو عین ذات می نگری در تبسمی !

موسیٰ علیہ السلام ایک جلوہ صفاتی سے بیہوش ہو گئے آپ عین ذات کو دیکھتے رہے اور تبسم بھی فرماتے رہے۔

موسیٰ علیہ السلام کا گریہ ہم ابتدائے معراج میں لکھ آئے ہیں کہ جب حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم آپ نے چھٹے آسمان کو شرف قدوم بخشا تو وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو دیکھا۔ آپ

نے انکو سلام کہا اور مرحبا کہا۔ جب آپ ان سے آگے گذرے تو وہ رونے لگے۔ ان سے رونے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا کہ میرے بعد ایک نوجوان مبعوث ہوا اس کی امت میری امت سے زیادہ جنت میں داخل ہو گی۔ (ازالہ وہم)

اس سے بعض کوتاہ اندیشوں نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام حسد سے روئے یہ غلط ہے اس لیے کہ انبیاء علیہ السلام حسد کیا ہر عیب سے پاک ہیں بلکہ حضرت موسیٰ کا رونا اپنی امت کی کوتاہی پر غم اور افسوس کھانے سے تھا۔ اس لیے کہ پیغمبر آخر الزمان صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اپنی امت میں قیام قلیل ہے۔ مگر ان پر ایمان لانے والے اور پیروی کرنے والے اتنے ہوئے کہ انکا شمار کرنا ناممکن ہے۔ اور میرا قیام اپنی امت میں بہت زیادہ رہا لیکن میرے پیروکار بہت کم اور وہ بھی میرے بعد اکثر گمراہ ہو گئے اور آپکے پیروکاروں میں تا قیامت استقامت ہو گی علاوہ ازیں میری امت جنت میں داخل التعداد ہو گی اور آپکی امت جنت میں داخل ہو گی۔ جسکا شمار امکان سے باہر اسے غبطہ کہا جاتا ہے جو موسیٰ علیہ السلام نے اپنی امت کے لیے فرمایا۔ اور حسد حرام ہے لیکن غبطہ (رشک) جائز ہے۔

فائدہ:۔ موسیٰ علیہ السلام نے حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو بوجہ کم سنی کے غلام کہا ہے اس لیے کہ اس وقت حضور نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم نوجوان تھے۔ اس کے متعلق مزید سوالات وجوابات فقیر نے معراج مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم اور تفسیر فیوض الرحمن پ ۱۵ میں لکھ دیئے ہیں۔

حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ شب معراج موسیٰ علیہ السلام سے جب میں گذرا تو مجھ سے، تمام انبیاء علیہم السلام کے

سختی سے پیش آئے لیکن جب واپس لوٹا تو تمام انبیاء علیہم السلام سے بہت زیادہ خیر خواہ تھے۔ اے میرے امتیو موسیٰ علیہ السلام تمہارے لیے بہترین سفارشی ہیں۔

موسیٰ علیہ السلام و امام غزالی رحمۃ اللہ کا دلچسپ مکالمہ

حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمتہ اللہ علیہ شمائم امدادیہ میں فرماتے ہیں کہ منقول ہے کہ شب معراج کو جب آنحضرت حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملے۔ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے استفسار فرمایا کہ عُلَمَاءُ اُمَّتِیْ کَاَنْبِیَاءِ بَنِیْ اِسْرَائِیْل جو آپ نے کہا ہے کیسے صحیح ہو سکتا ہے حضرت حجتہ الاسلام امام غزالی حاضر ہوئے اور سلام باضافہ الفاظ برکاتہ و مغفرتہ وغیرہ عرض کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ طوالت بزرگوں کے سامنے کرتے ہو۔ آپ (امام غزالی) نے عرض کیا آپ سے حق تعالیٰ نے صرف اس قدر پوچھا وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يَا مُوسَىٰ۔ تو آپ نے کیوں اتنا لمبا جواب دیا کہ هِيَ عَصَايَ أَتَوَكَّؤُا عَلَيْهَا وَأَهُشُّ بِهَا عَلَىٰ غَنَمِي وَلِيَ فِيهَا مَآرِبُ أُخْرَىٰ۔ الآیۃ۔

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ ادب یا غزالی۔ ادب کرو اے غزالی۔

(شمائم امدادیہ صـ۱۳۶ مطبوعہ قومی پریس لکھنؤ۔)

صاحب نبراس شارح عقائد نسفیہ رحمۃ اللہ علیہ اپنی شہرہ آفاق کتاب نبراس شرح عقائد نسفیہ میں فرماتے ہیں۔

امام قطب زمان ابو الحسن شاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے

خواب میں دیکھا کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم حضرت موسی علیہ السلام اور حضرت عیسی علیہ السلام کے سامنے امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کے ساتھ فخر فرما رہے ہیں کہ کیا آپکی امتوں میں غزالی جیسا کوئی عالم ہے بعض لوگ امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کا انکار کرتے تھے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خواب میں انکو کوڑے لگائے جب وہ بیدار ہوئے تو کوڑوں کا اثر ان کے جسم پر تھا۔

(نبراس ص ۳۸۸)

امام غزالی اسی واقعہ کو امام راغب رحمتہ اللہ علیہ نے محاضرات میں سیدنا امام شاذلی صاحب۔ حزب البحر،، رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس طرح نقل فرمایا کہ۔

میں ایک مرتبہ مسجد اقصیٰ میں سو گیا۔ خواب میں دیکھتا ہوں کہ مسجد اقصیٰ کے باہر وسط حرم میں ایک تخت بچھایا گیا اور فوج در فوج مخلوق کا اژدہام ہونا شروع ہوا۔ میں نے دریافت کیا کہ یہ کیسا اجتماع ہے؟ معلوم ہوا کہ تمام رسل وانبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام حضور سید عالم حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں منصور حلاج کی سوٗ ادبی کے بارے میں شفاعت کے لیے حاضر ہو رہے ہیں میں نے جو تخت دیکھا تو اس پر صرف حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم تنہا رونق افروز ہیں اور تمام انبیاء علی نبینا علیہم السلام بیٹھے ہوئے ہیں میں وہاں ٹھہر گیا اور ان مقدس حضرات نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا۔ حضور آپ نے فرمایا ہے کہ علماء امتی کا انبیاء بنی اسرائیل کی طرح ہیں تو آپ ان میں سے کوئی ایک عالم دکھائیں۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے ان سے ایک سوال کیا۔ امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے اس کے دس جواب دیئے موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا جواب، سوال کے مطابق ہونا چاہیئے ایک

ایک سوال کا ایک جواب دینا تھا۔ آپ نے دس جواب کیوں دیئے امام غزالی نے عرض کیا حضور (معاف فرمائیں) اللہ تعالیٰ نے آپ سے بھی ایک ہی سوال کیا تھا۔ وَمَا تِلْكَ بِيَمِينِكَ يٰمُوسٰى۔ اے موسیٰ تمہارے داہنے ہاتھ میں کیا ہے؟ آپ نے اس کے کئی جواب دیئے کہ یہ میری لکڑی ہے میں اس پر ٹیک لگاتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں کے لیے پتے جھاڑتا ہوں۔ اور اس کے علاوہ میرے اور کام بھی اس سے سرانجام ہوتے رہیں حالانکہ اللہ تعالیٰ کے سوال کا ایک جواب کافی تھا۔ کہ یہ میری لکڑی ہے امام شاذلی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں یہ منظر دیکھ کر حضور نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم تنہا تخت پر جلوہ افروز ہیں۔ اور تمام رسل وانبیاء بالخصوص حضرت ابراہیم علیہ السلام۔ موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام، نوح نجی اللہ علیہ السلام۔ عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام جیسے اولوالعزم انبیاء علیہم السلام سب حضور صلے اللہ علیہ السلام کے سامنے زمین پر بیٹھے ہوتے ہیں۔ کتنی بڑی عظمت اور جلالت محمدی کا مظاہرہ ہے میں سوچ بچار میں لگا ہوا تھا اور اپنے دل میں (بحالتِ خواب) حضور علیہ السلام کی قدرومنزلت پر متعجب تھا کہ ناگہاں کسی نے مجھے پاؤں سے ٹھوکر ماری جس کی ضرب سے میں بیدار ہوگیا۔ میں نے جو اسے دیکھا تو وہ مسجد اقصیٰ کا منتظم تھا اور اس وقت مسجد اقصیٰ کی قندیلیں روشن کر رہا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا کیا تعجب کرتا ہے؟ یہ سب حضور ہی کے نور سے پیدا ہوتے ہیں یہ سن کر مجھ پر بیہوشی طاری ہوگئی۔ نماز کے لیے جماعت کھڑی ہوئی تو اس وقت مجھے افاقہ ہوا۔ میں نے اس منتظم مسجد اقصیٰ کو تلاش کیا مگر آج تک اسے نہ پایا۔ (روح البیان جلد ۵ ص ۷۵)

سوال :- امام غزالی نے موسیٰ علیہ السلام کو (معاذ اللہ) لاجواب کر دیا۔ تو

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ شبہ محض اس لیے پیدا ہوا کہ مکالمہ کے وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام اور امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کی حیثیت ملحوظ نہ رہی۔

اصل واقعہ یہ ہے کہ موسیٰ کلیم اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اس وقت بحیثیت ممتحن تھے اور امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے سامنے امتحان دینے والے طالب علم کی حیثیت سے کھڑے تھے حضرت موسی علیہ السلام نے بطور امتحان سوال فرمایا اور امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے اس کا صحیح جواب دے دیا۔

اگر کوئی طالب علم ممتحن کے سوال کا صحیح اور معقول جواب دے دے تو کوئی عقلمند یہ نہیں کہہ سکتا کہ اس نے ممتحن کو لاجواب کر دیا بلکہ اس طالب علم کو کامیاب کہا جائیگا۔ لہذا امام غزالی کے متعلق یہ کہنا غلط بلکہ قطعاً غلط ہو گا کہ انہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو لاجواب کر دیا۔ بلکہ یہی کہا جائے گا کہ امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ بارگاہِ کلیمی میں امتحان دیکر خود کامیاب ہو گئے۔

سوال: واقعی قاعدہ بھی چاہتا ہے کہ سوال جواب کے مطابق ہو۔ اور ایک سوال کے متعدد جوابات بظاہر خلافِ اصول ہیں۔ ایسی صورت میں امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ کے جوابات اور ساتھ ہی حضرت موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کے جوابات محلِ نظر ہو جائیں گے۔

اس شبہ کے غلط ہونے کی وجہ یہ ہے کہ جواب کا سوال کے مطابق ہونا یقیناً ضروری ہے لیکن جوابات کا تعدد مطابقت کے خلاف نہیں البتہ یہ سوال ضرور ہو سکتا ہے کہ ایک سوال کے کئی جواب دینے میں کیا حکمت ہو گی؟ جس کے جواب میں ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ اس کی حکمت کلام کو لمبا کرنا ہے تاکہ شرف مکالمہ زیادہ دیر تک حاصل ہوتا رہے۔ گویا امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ نے موسیٰ علیہ

السلام کو یہ جواب دیا کہ اے کلیم اللہ! جب اللہ تعالیٰ نے آپکو مخاطب کرکے سوال کیا تھا۔ کہ اے موسیٰ تمہارے دہنے ہاتھ میں یہ کیا چیز ہے؟ تو آپ نے اللہ تعالےٰ کے اس خطاب کو اپنے لیے باعث عزت وافتخار جانا اور یہ سمجھا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے کلام فرما کر مجھے اپنا کلیم بنایا۔ لہذا ایک سوال کے کئی جواب دیکر کلام کو لمبا کر دوں۔ تاکہ لذّت مکالمہ دیر تک حاصل ہوتا رہے علیٰ ہذا القیاس اے کلیم الٰہی جب آپ نے مجھے مخاطب فرما کر سوال فرمایا۔ تو آپکے خطاب کو میں نے اپنے لیے باعث صد عزّت وافتخار جانا اور یہ محسوس کیا کہ میں کیسا خوش نصیب ہوں کہ خدا کے کلیم سے ہم کلام ہو رہا ہوں آپ نے کلیم اللہ ہونے پر فخر کیا اور میں نے کلیم اللہ کے کلیم ہونے کو موجب شرف جانا اور لذت مکالمہ سے زیادہ دیر تک کیف اندوز ہونے کے لیے کلام کو لمبا کر دیا۔

بڑھ اے محمد قریں ہو احمد قریب آ سرور ممجد
۴۴۔
نثار جاؤں یہ کیا ندا تھی یہ کیا سماں تھا یہ کیا مزے تھے

حل لغات

قریں قریب۔ پاس۔ ملا ہوا۔ ممجّد ہمچو محمد بزرگی والے۔

شرح

اے محبوب محمد صلے اللہ علیہ وسلم آگے بڑھیئے اور قریب ہو جائیے اے محبوب احمد صلے اللہ علیہ وسلم قریب آیئے اے سردار دوجہاں اور بزرگی کے نشان والے حبیب تشریف لایئے۔ میں قربان جاؤں یہ کیسی پیاری ندا تھی اور یہ کیسا محبوب سماں تھا۔ اور کیا

ہی عجیب وغریب مزے تھے۔

فعند ذالک نادانی منادٍ بلغة ابی بکرٍ ان ربکّ یصلّی نبینا انا اتفکر فاقول هل سبقنی ابوبکر فاذ النداء من العلی الاعلیٰ ادن یا خیرالبریه ادن یا محمّد ادن یا احمد لیدنو الحبیب۔ (مواہب لدنیہ ج ۲ ص ۲۹)

ترجمہ:۔ کسی آواز دینے والے نے ابوبکر کی زبان میں مجھے آواز دی۔ ٹھہریے آپکا رب صلوٰۃ فرما رہا ہے میں اسی خیال میں تھا کہ ابوبکر نے کیا مجھ پر سبقت کی کہ علوِ اعلیٰ سے ندا آئی اے خیر البریہ قریب آیئے، اے احمد اے محمّد صلے اللہ علیہ وسلم قریب آیئے۔ حبیب کو نزدیک آنا چاہیئے ؎

بڑھ اے محمد، قریں ہو احمد قریب آ سرورِ ممجد
نثار جاؤں یہ کیا ندا تھی یہ کیا سماں تھا یہ کیا مزے تھے

پھر شاہدِ مستورِ ازل نے چہرہ سے پردہ اٹھایا اور خلوت گاہِ راز میں نازونیاز کے پیغام دیئے اور آپ قریبِ خاص سے فائز ہوئے جن کی لطافت و نزاکت بارِ الفاظ کی متحمل نہیں ہوسکتی۔

حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

رَاٴَیتُ رَبِّیّ فِیْ	میں نے اپنے رب تعالیٰ کو
اَحْسَنِ صُوْرَةٍ فَوَضَعَ	بہت اچھی صورت میں دیکھا
کَفَّہٗ بَیْنَ کَتِفَیَّ	پھر اس نے میرے دونوں

فَوَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيَيَّ فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۔

(مشکوٰۃ ص ۷۰)

کندھوں کے درمیان اپنے دست قدرت کو رکھا پس میں نے اس سے اپنے سینے میں ٹھنڈک محسوس کی اور جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے۔

دیدار الٰہی

اس بارے میں صحابہ کرام و تابعین و تبع تابعین کا اختلاف ہے جمہور کا عقیدہ ہے کہ شب معراج دیدار الٰہی سر مبارک کی آنکھوں سے ہوا۔

۱۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آپ نے اپنی آنکھ سے رؤیت الٰہی کی۔ (شفا شریف)

۲۔ ابن اسحاق ذکر کرتے ہیں کہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی طرف ایک شخص کو بھیجا کہ وہ آپ سے پوچھے کہ کیا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کا دیدار کیا۔ فرمایا ہاں! اور ان سے یہی زیادہ مشہور ہے کہ حضور نے اپنے رب کو اپنی آنکھ سے دیکھا۔ یہ ان سے متعدد طریقوں سے مروی ہے۔

۳۔ فرمایا بیشک اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو کلام سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلعت سے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو رویت سے خاص فرمایا۔ ان کی دلیل یہ فرمان الٰہی ہے کہ۔

مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰى ۝ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ
عَلٰى مَا يَرٰى ۝ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى ۝

(پ ۲۷ ع ۵)

ترجمہ:۔ دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا تو کیا تم نے ان کے دیکھے ہوئے پر جھگڑتے ہو۔ اور انہوں نے تو وہ جلوہ دو بار دیکھا۔

۴۔ عبدالرزاق بیان کرتے ہیں کہ حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتے تھے کہ یقیناً حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا۔ ابو عمر طلمنکی نے عکرمہ سے اسکو روایت کیا اور بعض متکلمین نے اس مذہب کو ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے منسوب کیا ہے۔

۵۔ ابن اسحاق بیان کرتے ہیں کہ مروان نے حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے پوچھا کیا حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا؟ فرمایا ہاں۔

نقاش نے امام احمد ابن حنبل رحمتہ اللہ علیہ سے بیان کیا ہے کہ میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے قول کا قائل ہوں کہ آپ نے اپنے رب کو اپنی آنکھ سے دیکھا۔ دیکھا۔ دیکھا یہاں تک ان کا سانس ختم ہو گیا یعنی امام احمد رحمۃ اللہ کا۔

۶۔ ابن عطار سے[6] اللہ تعالیٰ کا ارشاد۔

اَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ (پ ۳۰ ع)

کیا ہم نے آپکا انشراح صدر نہ کیا۔)

کی تفسیر میں مروی ہے کہ حضور کا شرح صدر رویت الٰہی ہے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کا شرح صدر کلام ہے۔

ابوالحسن علی بن اسمعیل اشعری رضی اللہ عنہ اور صحابہ کی ایک جماعت اس کی قائل ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنی آنکھ سے دیکھا اور اپنے سر کی دونوں آنکھوں سے دیکھا۔ اور فرمایا ہر نشانی جو انبیاء سابقین علیہم السلام میں سے کسی نبی کو دی گئی بلاشبہ اس کی مثل ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو دیا گیا اور ان میں رویت الٰہی

سے فضیلت دیگر خاص کیا۔

۷۔ اور دی فرماتے ہیں کہا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام اور اپنی رویت کو موسیٰ علیہ السلام اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے مابین تقسیم فرمایا ہے پس حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ اپنے رب کو دیکھا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دو مرتبہ اپنے رب سے کلام فرمایا۔

۸۔ ابو الفتح رازی اور ابو اللیث سمرقندی کعب احبار سے حکایت نقل کرتے ہیں۔ جو عبداللہ بن حرث سے مروی ہے کہ حضرت ابن عباس اور کعب رضی اللہ عنہا ایک دفعہ جمع ہوئے تب ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا۔ ہم بنو ہاشم کہتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے دو مرتبہ اپنے رب کا دیدار کیا۔ کعب نے تکبیر کہی یہاں تک کہ پہاڑوں نے اسکا جواب دیا۔ اور کہا کہ بیشک اللہ تعالیٰ نے اپنی رویت اور اپنے کلام کو حضور صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مابین تقسیم کر دیا۔ پس موسیٰ علیہ السلام سے تو کلام کیا اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو آپکے قلب کیساتھ دیدار کرا دیا۔

۹۔ شریک حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے آیۂ کریمہ کی تفسیر میں روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے رب کو دیکھا۔

تبارک اللہ شان تیری تجھی کو زیبا ہے بے نیازی
۴۵۔
کہیں تو وہ جوش لن ترانی کہیں تقاضے وصال کے تھے

حل لغات تبارک اللہ ۔ برکت والا ہے اللہ تعالیٰ ۔ زیبا ۔ خوشنما آراستہ مناسب ۔ بے نیازی بے پرواہی ۔ لَنْ ترانی ۔ تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکیگا ۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو تمنائے زیارت بے پردہ پر جواب دیا ۔ ویسے عام طور پر شیخی اور بڑائی پر بھی استعمال ہوتا ہے ۔ تقاضا ۔ طلب ۔ مانگ تاکید ۔ بار بار مانگنا ۔ وصال ملاقات ۔ ملنا ۔ ملاپ ۔ انتقال ۔

شرح اللہ برکت والا کیا ہی تیری عجیب شان ہے تجھی کو ہی مناسب ہے بے نیازی کہیں تو (موسیٰ علیہ السلام) کے لیے لن ترانی کے جوش تھے اور کہیں حبیب پاک شہ لولاک صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے وصال (ادنی منی یا حبیب (صلی اللہ علیہ وسلم) کے تقاضے تھے ۔ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کے علو شان کا اظہار ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے لیے لن ترانی فرما کر دیدار سے روک دیا لیکن یہاں یہ حال ہے کہ محبوب صلے اللہ علیہ وسلم کو بڑی شان و شوکت سے بلایا جا رہا ہے اور وصال کے لیے تقاضے ہی تقاضے ۔

کلیم و حبیب کا فرق

کلیم وہ ہے جو مولیٰ کی رضا کا طالب ہے اور حبیب کا مرتبہ یہ ہے کہ مولیٰ اس کی رضا چاہتا ہے

کلیم وہ ہے جو مولیٰ کی رضا کا طالب ہے اور حبیب کا مرتبہ یہ ہے کہ مولیٰ کی رضا چاہتا ہے کلیم وہ ہے جو خود چل کر طور پر آتا ہے اور رب سے مناجات کا شرف پاتا ہے اور حبیب وہ ہے۔

یَنَامُ عَلیٰ فِرَاشِہٖ فَیَاتِیْ بِہٖ جِبْرَائِیْلُ جو بستر ناز پر جلوہ فرما ہوتا ہے اور رب العالمین کا پیامی جبرائیل قدم محبوب چوم کر عرض کرتا ہے اے محبوب! رب تعالیٰ آپکے دیدار کا مشتاق ہے۔ چلئے براق برق رفتار تیار ہے۔ ملائکہ ہیں اور نوریوں کا ہجوم ہے۔

خرد سے کہدو کہ سر جھکالے گماں سے گذرے گزرنیوالے
ہیں۔
پڑے ہیں یاں خود جہت کو لالے کسے بتائے کدھر گئے تھے

حل لغات

خرد۔ عقل۔ دانائی۔ سمجھ بوجھ۔ یاں یہاں لالے پڑنا (ہندی) حسرت ہونا۔ تمنا ہونا۔ آس ٹوٹنا مصیبت میں پھنسنا۔ مشکل پڑنا۔

شرح

خرد سے کہو کہ وہ سر جھکالے سر تسلیم خم کرلے گزرنے والے محبوب صلے اللہ علیہ وسلم وہم و گمان کی حدوں سے آگے گذر گئے تشریف لیگئے۔ یہاں تو جہت مصیبت میں پھنسی ہے وہ کیا

اور کسے بتلائیے کہ وہ محبوب خدا سرورِ انبیاء صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کدھر گئے۔

سراغ این و متیٰ کہاں تھا نشان کیف و الیٰ کہاں تھا
۴۷ ۔
نہ کوئی راہی نہ کوئی ساتھی نہ سنگ منزل نہ مرحلے تھے

حل لغات سراغ۔ کھوج۔ پتہ۔ نشان۔ اَینَ کہاں۔ مَتیٰ۔ کب۔ کیف کیسا۔ الیٰ تک۔ یہ تمام حروف اسمائے ظروف ہیں مکان ومسافت کی انتہا وغیرہ کے متعلق سوال وجواب کے لیے آتے ہیں۔ راہی۔ راہ گیر مسافر۔ ساتھی۔ ہمراہی۔ ہم سبق۔ مددگار۔ مرحلہ۔ منزل کی جگہ۔ درجہ۔ مرتبہ۔

شرح وہاں اَینَ و متیٰ (کہاں اور کب) کا نشان کہاں تھا وہاں کیف والی (کیسے اور کہاں تک) کہاں۔ وہاں نہ کوئی راہی اور نہ کوئی ساتھی اور نہ ہی منزل کی کوئی علامت اور نہ ہی وہاں مراحل کا تصور اور گمان۔

امام احمد رضا اپنے شعر کے خود شارح اس شعر کی شرح امام اعلیحضرت احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے قلم سے ملاحظہ ہو جو آپ نے حاشیہ تکمیل الایمان میں ایک سوال کے جواب میں لکھا کہ۔

ا۔ امام اجل سیدی محمد بوصیری قدس سرہ قصیدہ بردہ شریف میں فرماتے ہیں۔

سریت من حرم لیلا الی حرم
کما سری البدر فی داج من الظلم
وسریت بت ترقی الی ان نلت منزلة
من قاب قوسین لم تدرک ولم ترم
خفضت کل مقام بالاضافة اذ
نودیت بالرفع مثل المفرد العلم
فحزت کل فخار غیر مشترک
و جزت کل مقام غیر مزدحم

یعنی حضور رات کے ایک تھوڑے سے حصے میں حرم مکہ معظمہ سے بیت الاقصٰی کی طرف تشریف فرما ہوئے۔ جیسے اندھیری رات میں چودھویں کا چاند چلے اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم اس شب میں ترقی فرماتے رہے یہاں تک کہ قاب قوسین کی منزل پر پہنچے۔ جو نہ کسی نے پائی نہ کسی کو ہمت ہوئی۔ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی نسبت سے تمام مقامات کو پست فرما دیا۔ جب حضور رفع کے لیے مفرد علم کی طرح ندا فرما گئے حضور نے ہر ایسا فخر جمع فرما لیا جو قابل شرکت نہ تھا۔ اور حضور تمام مقام سے گذر گئے جس میں اوروں کا ہجوم نہ تھا یا یہ کہ حضور نے سب فخر بلا شرکت جمع فرما لیے اور حضور تمام مقامات سے بے مزاحم گزر گئے یعنی عالم امکان میں جتنے مقام ہیں حضور سب سے تنہا گزر گئے کہ دوسرے کو یہ امر نصیب نہ ہوا۔

۲- علامہ علی قاری اس کی شرح میں فرماتے ہیں۔

ای انت دخلت الباب و قطعت الحجاب الی ان لم تترك غاية لساع الی السبق من كمال

القرب المطلق الی جناب الحق ولا ترکت
موضع رقی و صعود و قیام وقعود لطالب
رفعة فی عالم الوجود بل تجاوزت ذلک
مقام مقاب قوسین او ادنی فاوحی الیک
ربک ما اوحی۔

یعنی حضور نے یہاں تک حجاب طے فرمائے کہ حضرت عزت کی جناب میں قرب مطلق کامل کے سبب کسی ایسے کے لیے جو سبقت کی طرف دوڑے کوئی نہایت نہ چھوڑی اور تمام عالم وجود میں کسی طالب بلندی کے لیے کوئی عروج و ترقی یا اٹھنے بیٹھنے کی باقی نہ رکھی۔ بلکہ حضور عالم مکان سے تجاوز فرما کر قاب قوسین او ادنی تک پہنچے۔ تو حضور کے رب نے حضور کو وحی فرمائی۔ جو وحی فرمائی۔

۳۔ امام ہمام ابو عبداللہ شرف الدین محمد قدس سرہ ام القری میں فرماتے ہیں

وترقی بہ الیٰ قاب قوسین
وتلک السیادہ القعساء
رتب تقسط الامانی حسرے
دونھا ما وراھن وراء

حضور کو قاب قوسین تک ترقی ہوئی اور یہ سرداری لازوال ہے یہ وہ مقامات ہیں کہ آرزوئیں ان سے تھک کر گر جاتی ہیں ان کے اس طرف کوئی مقام ہی نہیں۔

۴۔ امام ابن حجر مکی قدس سرہ الملکی اس کی شرح افضل القری میں فرماتے ہیں۔

قال بعض الائمة والمعارج لیلة الاسریٰ عشرة

سبعۃ فی السموٰت والثامن الی سدرۃ المنتھی والتاسع الی المستوی والعاشر الی العرش الخ

بعض آئمہ نے فرمایا کہ شب اسرا دس معراجیں تھیں سات ساتوں آسمانوں میں اور آٹھویں سدرۃ المنتہیٰ نویں مستویٰ دسویں عرش تک۔

۵۔ سیدی علامہ عارف باللہ عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی نے حدیقہ ندیہ شرح طریقہ محمدیہ میں اسے نقل فرما کر مقرر رکھا۔

حیث قال قال شہاب المکی فی شرح ھمزیتہ الابوصیری عن بعض الائمۃ ان المعاریج عشرۃ الی قولہ والعاشر الی العرش والرویتہ۔

معراجیں دس ہیں۔ دسویں عرش و دیدار تک

۶۔ شرح ہمزیہ امام مکی میں ہے۔

لما اعطی سلیمان علیہ الصلوٰۃ والسلام الریح التی غدوھا شھر ورواحھا شھر اعطی نبینا صلی اللہ علیہ وسلم البراق فحملہ من الفرش الی العرش فی لحظۃ واحدۃ و اقل مسافتہ فی ذلک سبعۃ الاف سنۃ و مافوق العرش الی المستوی والرفرف لا یعلمہ الا اللہ تعالیٰ۔

جب سلیمان علیہ السلام کو ہوا دی گئی کہ صبح شام ایک ایک مہینے کی راہ پر لے جاتی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو براق عطا ہوا کہ حضور کو فرش

سے عرش تک ایک لمحہ میں لے گیا اور اس میں ادنی مسافت (یعنی آسمان ہفتم سے زمین تک) سات ہزار برس کی راہ ہے اور وہ جو فوق العرش سے مستوی ورفرف تک رہی   . اسے تو خدا ہی جانے اسی میں ہے .

لما اعطی موسی علیہ الصلوٰۃ والسلام الکلام اعطی نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مثلہ لیلۃ الاسراء وزیادۃ الدنو الرؤیتہ بعین البصر و شتان مابین جبل الطور الذی نوجی بہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام و ما فوق العرش الذی نوجی بہ نبینا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

جبکہ موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دولت کلام عطا ہوئی۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ویسی ہی شب اسرائی اور زیارت قرب اور چشم سر سے دیدار الہی۔ اس کے علاوہ اور بھلا کہاں کوہ طور جس پر موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مناجات ہوئی اور کہاں ما فوق العرش جہاں ہمارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کلام ہوا۔

۷. اسی میں ہے

رقیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ببدنہ یقظتہ لیلۃ الاسرا الی السماء ثم الی سدرۃ المنتہی ثم الی المستوی ثم الی العرش والرفرف والرویتہ

نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے جسم پاک کے ساتھ بیداری میں شب اسرا

آسمانوں تک ترقی فرمائی۔ پھر سدرہ المنتہی پھر مقام مستوی پھر عرش و رفرف و دیدار تک۔

۸۔ علامہ احمد بن محمد صاوی مالکی خلوتی رحمۃ اللہ تعالیٰ تعلیمات افضل القری میں فرماتے ہیں۔

الاسریٰ بہ صلی اللہ علیہ وسلم علی یقظتہ بالجسد و الروح من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی ثم عرج بہ الی السمٰوٰت العلی ثم الی سدرۃ المنتہی ثم الی المستوی ثم الی العرش والرفرف

نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی معراج بیداری میں بدن و روح کے ساتھ مسجد اقصیٰ تک ہوئی پھر آسمانوں پھر سدرۃ پھر مستوی پھر عرش و رفرف تک

۹۔ فتوحات احمدیہ شرح الہمزیہ للشیخ سلیمن الجمل میں ہے۔

رقیہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم لیلۃ الاسراء من بیت المقدس الی السمٰوٰت السبع الی حیث شاء اللہ تعالیٰ لکنہ لم یجاوز العرش علی الراجح۔

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ترقی شب اسرا بیت المقدس سے ساتوں آسمان اور وہاں سے اس مقام تک ہے جہاں تک اللہ عزوجل نے چاہا۔ مگر راجح یہ ہے کہ عرش سے آگے تجاوز نہ فرمایا۔

۱۰۔ اسی میں ہے۔

المعاریج لیلۃ الاسریٰ عشرۃ سبعۃ فی السمٰوٰت والثامن الی سدرۃ المنتہٰی والتاسع الی المستوی والعاشی الی العرش لکن لم یجاوز العرش کما ھو التحقیق عند اھل المعاریج

معراجیں شب اسرا دس ہوئیں۔ سات آسمانوں میں اور آٹھویں سدرہ نویں مستوی دسویں عرش تک مگر راویان معراج کے نزدیک۔۔۔ یہ ہے کہ عرش سے اوپر تجاوز نہ فرمایا۔

۱۱۔ اسی میں ہے۔

بعد ان جاوز السماء السابعۃ رفعت لہ سدرۃ المنتہی ثم جاوزھا الی مستوی ثم زج بہ فی النور فخرق سبعین الف حجاب من نور مسیرۃ کل حجاب خمس مائۃ عام ثم دلی لہ رفرف اخضر فارتقی بہ حتی وصل العرش ولم یجاوزہ فکان من ربہ قاب قوسین او ادنیٰ۔

جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم آسمان ہفتم سے گزرے۔ سدرہ حضور کے سامنے بلند کی گئی۔ اس سے گزر کر مقام مستوی پر پہنچے پھر حضور عالم نور میں ڈالے گئے۔ وہاں ستر ہزار پردے نور کے طے فرمائے۔ ہر پردے کی مسافت پانسو برس کی راہ۔ پھر ایک سبز بچھونا حضور کے لیے لٹکایا گیا حضور اس پر ترقی فرما کر عرش تک پہنچے اور عرش سے ادھر گزر نہ فرمایا۔ وہاں

اپنے رب سے قاب قوسین او ادنی پایا۔

تحقیق رضوی

شیخ سلیمان نے عرش سے اوپر تجاوز نہ فرمانے کو ترجیح دی اور امام ابن حجر مکی وغیرہ کی عبارات ماضیہ و آتیہ وغیرہا میں فوق العرش و لامکان کی تصریح ہے لامکان یقیناً فوق العرش ہے اور حقیقتاً دونوں قولوں میں کچھ اختلاف نہیں۔ عرش تک منتہائے مکان ہے اس سے آگے لامکان ہے اور جسم نہ ہوگا۔ مگر مکان میں حضور اقدس صلے اللہ علیہ وسلم جسم مبارک سے منتہائے عرش تک تشریف لے گئے اور روح اقدس نے وراء الوراء تک ترقی فرمائی جسے ان کا رب جانے جو لے گیا۔ پھر وہ جانے جو تشریف لے گئے۔ اسی طرف کلام شیخ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں اشارہ عنقریب آتا ہے کہ ان پاؤں سے سیر کا منتہیٰ عرش ہے۔ تو سیر قدم عرش پر ختم ہوئی نہ اس لیے کہ سیر اقدس میں معاذ اللہ کوئی کمی رہی۔ بلکہ اس لئے تمام اماکن کا احاطہ فرما لیا۔ اوپر کوئی مکان ہی نہیں۔ کہئے کہ قدم پاک وہاں نہ پہنچا اور سیر قلب انور کی انتہا قاب قوسین اگر وسوسہ گزرے کہ عرش سے ورا کیا ہوگا۔ کہ حضور نے اس سے تجاوز فرمایا تو امام اجل سیدی علی وفا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد سنئے۔ جسے امام عبدالوہاب شعرانی نے کتاب الیواقیت والجواہر فی عقائد الاکابر میں نقل فرماتے ہیں۔

لیس الرجل من یقیلہ العرش وما حواہ عن الافلاک والجنۃ والنار و ان الرجل من نفذ بصرہ الی خارج لھذا الوجود کلہ وھناک یعرف قدرہ موجِدہ سبحنہ و تعالیٰ۔

مُرد وہ نہیں جسے عرش اور جو کچھ اس کے احاطہ میں ہے۔ افلاک وجنت

ونا رہی چیزیں محدود و مقید کرلیں. مرد وہ ہے جس کی نگاہ اس تمام عالم کے پار گزر جائے ۔ وہاں اسے موجد عالم جل جلالہ کی عظمت کی قدر کھلے گی۔ مزید تفصیل شرح حدائق جلد دوم میں ملاحظہ ہو ۔

اُدھر سے پیہم تقاضے آنا اِدھر تھا مشکل قدم بڑھانا
۴۸-
جلال و ہیبت کا سامنا تھا جمال و رحمت اُبھارتے تھے

حل لغات پیہم ۔ لگاتار ۔ برابر ۔ متواتر ۔ جلال بزرگی شان و شوکت رعب و داب ۔ ہیبت ۔ خوف ۔ دہشت ۔ رعب ابھارنا ۔ سہارا دینا ۔ اکسانا ۔ اونچا کرنا ۔

شرح ادھر (اللہ تعالیٰ کی جانب سے بار بار تقاضے تھے کہ آیئے حبیب (صلے اللہ علیہ وسلم) لیکن یہاں (حبیب اکرم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی طرف سے ازراہ ادب قدم بڑھانا مشکل محسوس ہو رہا تھا ۔ کیونکہ جلال و ہیبت حق کا سامنا تھا اور ساتھ ہی جمال و رحمت کے سہارے بھی تھے جس کی وجہ سے آگے بڑھنے کی امیدیں بڑھیں ۔

بڑھے تو لیکن جھجکتے ڈرتے حیا سے جھکتے ادب سے رکتے
۴۹
جو قرب انہیں کی روش پہ رکھتے تو لاکھوں منزل کے فاصلے تھے

حل لغت

جھجکنا ۔ چونکنا ۔ بھڑکنا ۔ خوف کھانا ۔ شرم یا خوف سے آنکھ بند کرنا ۔

شرح

حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم آگے بڑھے لیکن آنکھیں بند کر کے اور شرم و حیار کا پیکر بنکر پھر حیار سے بارگاہ حق میں کبھی جھکتے اور کبھی ادب سے رُک جاتے جو اس ذات کی روش اور طریقہ پر قرب تھا اس کے درمیان بھی لاکھوں منزلوں کے فاصلے تھے ۔

پر اُن کا بڑھنا تو نام کو تھا حقیقۃً فعل تھا اُدھر کا
۵۰
تنزلوں میں ترقی افزا دنے تدلّٰے کے سلسلے تھے

حل لغت

تنزّل ۔ اترنا ۔ گھٹاؤ ۔ کمی (دنیٰ ۔ تدلّٰی) آیت کا اقتباس ہے نزدیک ہوا پھر خوب اتر آیا ۔

شرح

لیکن محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا بڑھنا تو صرف لفظاً تھا ورنہ حقیقتاً یہ فعل ادھر (اللہ تعالیٰ) کی جانب سے تھا یہاں (حبیب خدا صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے تنزلوں میں بھی ترقی افزا منازل تھیں کیونکہ یہ دنیٰ فتدلیٰ کے سلسلے تھے یہاں کے تنزلات بھی ہزاروں ترقیات سے بلند و بالا ہیں۔

ہوا یہ آخر کہ ایک بجرا تموُّج بحرِ ہو میں اُبھرا ا ۵۱۔
دنٰی کی گودی میں اُن کو لیکر فنا کے لنگر اٹھا دیئے تھے

حل لغات

بجرا۔ انگ۔ ایک قسم کی بڑی خوشنما کشتی (بحری جہاز) تموج لہریں اٹھنا۔ جوش۔ ہُو خدا تعالیٰ کا اسم ذات اصطلاح صوفیہ میں ہو سے مراد ذات بلا اعتبار صفات وظہور یعنی با حیثیت ظہور حق سبحانہ کا نام ہے جہاں کسی صفت وظہور کو دخل نہیں ہے یہ نقطہ ذات کا اسم ہے اس کے ذکر سے سالک کی صفات بشریہ فنا ہو جاتی ہیں اور جملہ اعتبارات غیریت زائل ہو جاتے ہیں اور بجز ہستی حق سبحانہ کے کچھ باقی نہیں رہتا اسی لیے یہ اسم جلالی ہے خواص اولیائے سالکین اسکا ذکر کرتے ہیں۔

دنٰی مقام دنی فتدلیٰ کی طرف اشارہ ہے گودی کنار بغل۔ کولی لنگر اٹھانا کشتی یا جہاز کا چلنا لنگر جہاز یا قافلہ کا ٹھہرنا۔ ناؤ یا

جہاز کے ٹھہرنے کا رسہ یا رسے میں بندھی ہوئی کوئی بھاری چیز۔

شرح اس کا سلسلہ تو آخر کیا پہنچتا بالآخر ایک بے مثال کشتی بحر ہو کی موج میں ابھری جو حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو دنیٰ کی گود میں لے کر فنا کے لنگر اٹھا دیئے۔

کسے ملے گھاٹ کا کنارا کدھر سے گزرا کہاں اتارا
۵۲-
بھرا جو مثل نظر طرارا وہ اپنی آنکھوں سے خود چھپے تھے

حل لغات گھاٹ۔ دریا یا تالاب وغیرہ کا کنارہ۔ دریا سے پار۔ اترنے کا مقام۔ طرارا۔ چوکڑی۔ چھلانگ

شرح اس گھاٹ کا کنارہ کسے ملے کسی کو کیا معلوم کہ حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے کدھر سے گذرے اور اللہ نے آپکو کہاں اتارا۔ نگاہ نے جب نظارہ کے لیے اٹھی تو خود حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی آنکھوں سے چھپ گئے تھے۔

اُٹھے جو قصرِ دنٰی کے پردے کوئی خبر دے تو کیا خبر دے
۵۳۔
وہاں تو جا ہی نہیں دوئی کی نہ کہہ کہ وہ بھی نہ تھے ارے تھے

حل لغات قصر۔ محل وغیرہ۔ دنٰی۔ مقام دنٰی۔ فتدلٰی کی طرف اشارہ یعنی حق تعالٰی کے قرب خاص کا مرتبہ دوئی۔ دو سمجھنا۔ فرق جدائی۔ ارے۔ حرف نداء۔ تعجب ظاہر کرنے کے لیے جیسے ارے کیا ہوا۔

شرح اٹھے جو قصر دنٰی کے پردے کوئی خبر دے تو کیا خبر دے اس لیے کہ وہاں تو دوئی کی جگہ ہی نہیں تو پھر کوئی کیا خبر دے ہاں یہ بھی نہ کہہ کہ وہ نہ تھے۔ ارے اے (بندۂ خدا) وہ تھے یعنی حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم ہی تھے۔

فائدہ :۔ اس شعر میں دوئی کی نفی اللہ اور رسول (جل وجلالہ وصلے اللہ علیہ وسلم) کے ماسوا کی نفی ہے یعنی اللہ تعالٰی کی ذات کی ملاقات کے وقت سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم ہی تھے۔ یہ شعر ایک حدیث شریف کا ترجمہ ہے وہ حدیث شریف یہ ہے۔

لی مع اللہ وقت فیہ ملک مقرب ولا نبی مرسل۔

ترجمہ :۔ میرا اللہ تعالٰی کے ساتھ ایک ایسا وقت ہے کہ اس میں نہ کسی

ملک مقرب کو گنجائش ہے نہ کسی نبی مرسل کو۔

وہ باغ کچھ ایسا رنگ لایا کہ غنچہ و گل کا فرق اٹھایا
۵۴۔
گرہ میں کلیوں کی باغ پھولے گلوں کے تکمے لگے ہوئے تھے

حل لغات گرہ۔ گانٹھ۔ بندھن۔ جیب۔ گچھا۔ کلیوں کلی بن کھلا پھول غنچہ۔ تکمے۔ تکمہ کی جمع۔ گھنڈی۔ گریبان کا حلقہ۔

شرح وہ باغ کچھ ایسا رنگ لایا کہ اب غنچہ و گل کا فرق بھی اٹھ گیا جیب میں باغ پھولے اور اس جیب کے تکمے بھی پھولوں کے تھے۔

محیط و مرکز میں فرق مشکل رہے نہ فاصل خطوط واصل
۵۵۔
کمانیں حیرت سے سر جھکائے عجیب چکر میں دائرے تھے

حل لغات محیط۔ گھیرنے والا۔ گھیرا۔ چکر مرکز کسی چیز کے کھڑا کرنے کی جگہ۔ بیچوں بیچ صدر مقام وہ آڑی لکیر جو کاف یا گاف پر کھینچی جاتی ہے۔ کیلی۔ دھری۔ اور اصطلاح میں دائرہ کے

اندر وہ نقطہ جس سے محیط تک جتنے سیدھے خط کھینچے جائیں وہ سب باہم برابر ہوں۔ فاصل جدا کرنے والا۔ خطوط خط کی جمع لکیر جس میں طول ہو عرض اور عمق نہ ہو۔ جیسے واصل ملنے والا شامل ہونے والا۔ وصول ہونے والا کمانیں۔ کمان کی جمع وہ آلہ جس سے تیر چلاتے ہیں۔ دھنش۔ آسمان کے ایک برج کا نام۔ دائرہ کا کوئی حصہ۔ دائرے۔ دائرہ کی جمع حلقہ۔ کنڈل چکر حرفوں کی گولائی۔

شرح

یہ شعر جیومیٹری سے متعلق ہے۔

م۔ مرکز ہے اور ب۔ ج محیط ہے۔۔۔ ا۔ د۔ ب۔ ج خطوط واصل۔ معراج کے بیان میں قرب کا ذکر کس خوبی سے جیومیٹری کی اصطلاحات اور وہ خاص کیفیت جسے لیمیٹنگ پوزیشن کہتے ہیں کا نقشہ کھینچتے ہیں بغیر ریاضی کے علم کے اس طرح کا بیان کسی علم کے ذریعہ ہو بھی نہیں سکتا تھا ان اشعار سے حضرت رضا کی تبحر علمی، ریاضی و سائنس میں ان کی مہارت اور ان کی شاعرانہ فنکاری کا بھی اظہار ہوتا ہے۔

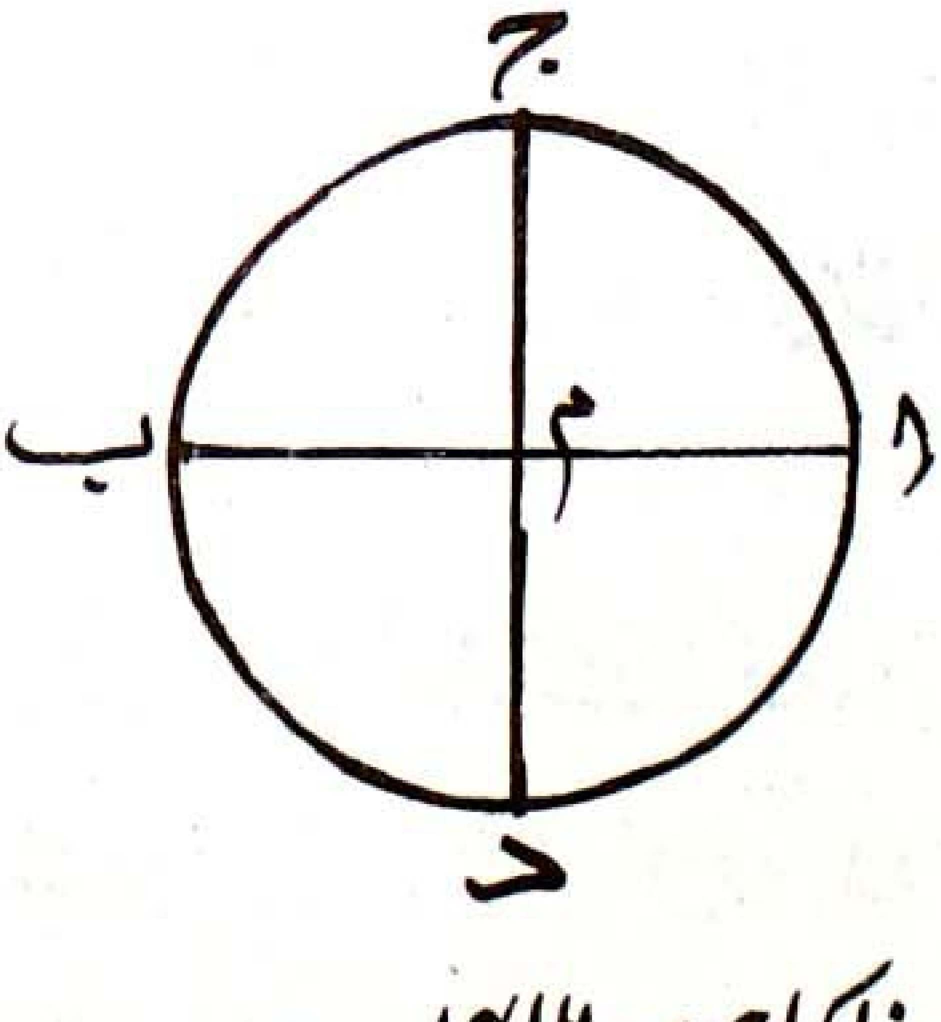

معارف رضا کراچی سنہ ۱۴۱۶ھ

حجاب اٹھنے میں لاکھوں پردے ہر ایک پردے میں لاکھوں جلوے ۔۵۶
عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے

حل لغات حجاب ۔ پردہ ۔ وصل وصال فرقت جدائی ۔ جنم ۔ پیدا ہونا ۔ عادت ۔ بچھڑے ۔ جدا ہونے والا ۔

شرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور اللہ کے درمیان حجابات اٹھنے میں لاکھوں پردے تھے ۔ اور ہر پردے میں لاکھوں جلوے تھے عجیب وغریب گھڑی تھی کہ اس وقت وصال و فراق جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے ۔

لطیفہ : ۔ اعلحضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے کلام سمجھنے کے لیے بھی علم و عقل اور عشق رسول صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہونا ضروری ہے ورنہ قدم قدم پر ہزاروں ٹھوکریں کھانی پڑیں گی چونکہ میرا موضوع یہ نہیں کہ کس نے کہاں تک اور کیوں ٹھوکر کھائی ۔ ایک نمونہ اس شعر کے ٹھوکر کھانے والے دیوبندی فضلاء کا حال ملاحظہ ہو ۔ دھماکہ نامی کتاب میں فضلائے دیوبند نے ؎

"جنم کے بچھڑے گلے ملے تھے" خدا و مصطفٰے کو بنا دیا ۔ (جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم ۔ حالانکہ اس سے مراد خدا و مصطفٰے نہیں بلکہ وصل و فرقت ہیں جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔

اب مطلب یہ ہوا کہ عجب گھڑی تھی کہ وصل و فرقت جہنم کے بچھڑے گلے ملے تھے اس میں جب خدا و مصطفےٰ (جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم) کا ذکر اقدس ہوا ہی نہیں۔ تو خدا تعالیٰ کی طرف لفظ جہنم کی نسبت اور خدا و مصطفے (جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم) کا گلے ملنا کہاں سے ثابت ہو گیا۔ یعنی امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ نے جو فرمایا ہے وہ فضلائے دیوبند نے سمجھا ہی نہیں۔ اور افترا کیا کہ اعلیٰحضرت نے وہ کہا ۔ دیو بندیوں کیا اس بل بوتے پر اعلیٰحضرت پر تنقید کرنے نکلے ہو پہلے کلام اعلیٰحضرت سمجھنے کی لیاقت حاصل کرو۔ پھر ادھر کا رخ کرنا۔ خواہ مخواہ اپنی مٹی پلید کرا رہے ہو۔

تعجب ہے کہ یہاں تو دیوبندی بلاوجہ اعلیٰحضرت کے مخالف ہیں لیکن بانی مدرسہ دیوبند مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی کو کیا کہیئے وہ فرماتے ہیں گویا میں اللہ جل شانہٗ کی گود میں بیٹھا ہوا ہوں۔ (سوانح قاسمی ص ۱۳۲ جلد ۱)

اب ایسے کا کیا کیجئے جو اللہ تعالےٰ کی گود میں جا بیٹھتے ہیں (قہر خداوندی)

فائدہ ۱۔ فضلائے دیوبند کے ایک فضلہ یعنی مصنف دھماکہ کو مصرعہ کے لفظ جہنم کے بچھڑے اور گلے ملے تھے۔ پر اعتراض ہے اس نے جہنم کو ہندو ازم کہا اور ساتھ ہی فرقہ مجسّمہ کا اعتقاد قرار دیا ہے۔ حالانکہ مؤلفِ دھماکہ کے اعتراض اور خود ساختہ تشریح کی بنیاد ہی غلط ہے۔ اگر مؤلف دھماکہ اعلیٰحضرت علیہ الرحمتہ کے اشعار کو سمجھے بغیر تبصرہ کرتا ہے تو یہ اس کی جہالت و حماقت ہے اور وہ اگر اعلیٰحضرت کے صحیح اشعار کو قصداً غلط مفہوم پہناتا ہے تو یہ اس کی بے ایمانی اور بد دیانتی ہے۔ زیر بحث شعر میں نہ رب العزّت کی طرف لفظ جہنم کی نسبت ہے نہ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ خدا و مصطفےٰ (جل جلالہ وصلی اللہ علیہ وسلم) کے گلے ملنے کا بیان ہے۔

زبانیں سوکھی دکھا کے موجیں تڑپ رہی تھیں کہ پانی پائیں
۵۷ –
بھنور کو یہ ضعف تشنگی تھا کہ حلقے آنکھوں میں پڑ گئے تھے

حل لغات بھنور۔ گرداب۔ پانی کا گھم چکر ہے حلقے حلقہ کی جمع گھیرا۔ کرڑا۔ گول کنڈ۔ تکیہ تشنگی۔ پیاس۔

شرح زبانیں خشک ہوگئیں اور وہ خشکی کی موجیں دکھا رہی تھیں کہ خدا کرے کہیں سے رحمت کا پانی نصیب ہو پانی کے گرداب کو تو پیاس کا اتنا ضعف و کمزوری لاحق تھی کہ اس کی آنکھوں میں گھیرے پڑ گئے تھے۔

وہی ہے اوّل وہی ہے آخر وہی ہے باطن وہی ہے ظاہر
۵۸ –
اسی کے جلوے اسی سے ملنے اسی سے اسکی طرف گئے تھے

شرح اس شعر میں مصرعۂ اول صفات باریتعالیٰ پر مشتمل ہے اور ضمائر اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹتی ہیں ۔ اب شعر کا مطلب یہ ہوا۔ کہ اللہ تعالیٰ اول ہے اور وہی آخر ہے اور وہی باطن ہے اور وہی ظاہر ہے حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کی تجلیات وجلوے ہیں اللہ کی ملاقات کے لیے تشریف

لے گئے اور حقیقت یہ ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ سے آئے یعنی آپ اس کا مظہر اتم ہیں شب معراج وہی جلوے اسی کی طرف گئے۔

یہ شعر حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مظہر اتم ہونے اور دیدار باریتعالیٰ کے اثبات میں ہے ان دونوں کے اثبات میں فقیر اسی شرح حدائق کے مجلدات سابقہ میں بہت کچھ لکھ چکا ہے یہاں ایک لطیفہ لکھنے کو جی چاہتا ہے اعلیحضرت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ کے کلام کو سمجھنا بھی ایک بہت بڑا کمال ہے چونکہ فقیر کا اسی شرح میں یہ موضوع نہیں کہ کلام الامام امام الکلام" کا مقولہ امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہ کے حدائق بخشش پر بطریق اتم صادق ہے لیکن افسوس کہ مخالفین بزعم خویش اس بے داغ کلام کے کیڑے نکالنے بیٹھے تو انکی اپنی گفتگو سے بدبو دار کیڑے نکلتے۔

دیو بندی فرقہ کے ایک صاحب نے اسی شعر پر اعتراض اٹھایا کہ آپ خود ہی ذات اول تھے اور خود ہی آخر ہیں اور آپ ہی سے ملنے گئے تھے۔ (دھماکہ ص ۲۹)

اس سے یہ تاثر دینا چاہا کہ محدث بریلوی مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو عین خدا مانتے ہیں۔ (معاذ اللہ) اس سے یہ نہ سمجھا کہ سورج کو تھوکنے سے اپنا منہ گندا ہوتا ہے۔ اس کا خیال تھا کہ اس کاروائی سے امام بریلوی قدس سرہٗ کی شان گھٹ جائیگی لیکن جونہی اسی کا مضمون منظر عام پر آیا تو اہل علم کو معلوم ہو گیا کہ معترض تو لَسمُو یَجُھلے[1] (جاہل بلکہ احمق ہے) جسے ضمائر کے متعلق راجح و مرجع تک کا علم نہ ہو وہ کلام الامام کو کیا جانے۔

---

[1] یہ فقیر اویسی غفرلہ کی مزاحیہ اصطلاح ہے اسی لئے اسکا ترجمہ آگے لکھ دیا ہے۔

جاہل کی جہالت کا اظہار

مصنف دھماکہ اپنے جیسے جاہلوں سے داد حماقت وصول کرلی لیکن اسکی اپنی جماعت کے اہل علم نے اسے نفرین کے تحفے بھیجے اس لیے کہ اس نے جب اس شعر کے ضمائر کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف لوٹایا تو شعر کا معنیٰ بنا کہ خود حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شب معراج اپنے آپکو ملنے گئے تھے۔ یہ مطلب جاہلانہ جاہلوں کو سجتا ہے۔ ورنہ معراج شریف کے مضامین میں دنیا بھر کے مسلمانوں کے مختلف فرقوں میں سے کسی کا بھی یہ مذہب نہیں۔

کمان امکان کے جھوٹے نقطو تم اوّل و آخر کے پھیر میں ہو
59۔
محیط کی چال سے تو پوچھو کدھر سے آئے کدھر گئے تھے

حل لغات

نقطہ۔ صفر۔ چال رفتار۔ حرکت۔

شرح

یہ شعر جیومیٹری سے متعلق ہے۔ اس فن کے ماہر کو معلوم ہے کہ خط، دائرہ اور دوسری شکلیں مثلاً پیرا بولا۔ ہا پر بولا وغیرہ سب نقطے ہی کے راستے ہیں اور اسی سے بنتے ہیں ایک مختلف زاویوں سے راستہ طے کر کے مختلف شکلیں بنانا ہے نقطہ کے اس چال کو تو کسی یعنی خط سفر کہتے ہیں۔ دائرہ بھی نقطہ ہی کے ایک مخصوص راستہ طے کرنے کی وجہ سے بنتا ہے

اور جب دائرہ کھینچا ہوا ہو تو یہ نہیں بتایا جا سکتا کہ نقطہ نے کس مقام سے چل کر سفر شروع کیا تھا۔ اور کون اس کا نقطہ اوّل ہے اور کون آخر اور یہ بھی نہیں بتایا جا سکتا کہ دائرہ کی تشکیل کے لیے یہ داہنے سمت سے چلا تھا یا بائیں سمت سے یعنی کلاک وائز یا اینٹی کلاک وائز اس شعر میں انہیں نکتوں کو پیش نظر رکھ کر معراج کا فلسفہ پیش کیا گیا ہے یہاں کمان امکان سے مراد دائرہ ہے

ادھر سے تھیں نذر شہ نمازیں اُدھر سے انعام خسروی میں
سلام و رحمت کے ہار گندھ کر گلوئے پر نور میں پڑے تھے

حل لغات نذر۔ منت۔ صدقہ۔ نیاز تحفہ خسروی۔ شاہی۔

شرح ادھر سے یعنی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جانب سے بارگاہ شہنشاہ میں نماز کے نذرانے ادھر سے یعنی اللہ کی طرف سے شاہانہ انعام اور اسلام و رحمت کے ہار گندھ کر حضور پر نور صلے اللہ علیہ وسلم کے گلے اقدس میں ڈالے گئے۔

حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم بارگاہ حق میں یہ شعر اس مضمون کی طرف اشارہ کر رہا ہے کہ جب

حضور سرورِ عالم نورِ مجسم شفیع معظم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے معبودِ حقیقی روبرو عاجزانہ یہ نذرانہ پیش کیا۔

التحیاتُ لِلّٰہِ والصلوٰتُ والطیبات۔

یعنی میری تمام مالی اور بدنی عبادتیں اے اللہ تیرے لیے بطور تحفہ حاضر ہیں ارشادِ خداوندی ہوا۔ پیارے اسکے بدلے میں ہم سے یہ تحفہ قبول کیجئے۔

السَّلام علیکَ ایُّھا النبیُّ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

اے نبی ہر قسم کی سلامتی اور رحمت وبرکت اپنے پروردگار کی جانب سے بطور تحفہ قبول فرمائیں۔

جب سرورِ دوعالم صلے اللہ علیہ وسلم نے بابِ رحمت کھلا ہوا دیکھا تو آپکو اپنی گنہگار امت یاد آگئی اور انعاماتِ خداوندی اور برکاتِ الٰہی میں اپنی امت کو شامل کرکے اللہ کے حضور میں یوں عرض کیا۔

السَّلام علینا وعلیٰ عباد اللہ الصالحین

اے پروردگارِ عالم تیری تمام قسم کی سلامتی اور رحمتیں ہم سب پر اور تمام نیک بندوں پر ہو۔

فائدہ:۔ التحیات میں حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی امت کے تمام افراد کو بھی شامل رکھا۔

چنانچہ السلام علینا الخ میں اشارہ فرمایا کہ میری گنہگار اُمّت بھی اس میں شامل رہے اور ان کے بعد تیرے نیک بندوں پر بھی تیرے انعامات کے دروازے کھلے رہیں۔

ملائکہ مقربین نے جب حضور علیہ السلام کا کرم کریمانہ دیکھا۔ کہ اس وقت

بھی آپ نے اپنی گنہگار امت کو فراموش نہیں کیا۔ اور جو بات حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم اپنے اللہ سے کہہ رہے ہیں وہ مانی جا رہی ہے تو تو ہر ایک کی زبان پر یہ جملہ جاری ہوا۔

(اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد انّ محمدً عبدہٗ ورسولہ۔

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہوا اے میرے محبوب! مانگ جو مانگتا ہے، آپ خاموش رہے تین مرتبہ اسی طرح حکم ہوتا رہا۔ بالآخر مجسم نبی محتشم حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا۔ بار الٰہ میری سب سے پہلی اور آخری خواہش یہی ہے کہ (اللّٰھمّ اغفرلی لامتی۔)

اے اللہ میری امت کو بخش دے۔

شاہ نے کی عرض امت گنہگار ہے بخش میرے مالک تو غفار ہے
تجھ کو آسان ہے سب کو دشوار ہے فکر روزِ جزا آج کی رات ہے

حضور نبی کریم رؤف الرحیم سرکار دو عالم صلے اللہ علیہ وسلم کی عاجزانہ التجا سن کر رحمت کردگار جوش میں آئی اور ارشاد ہوا۔ اے میرے پیارے حبیب لبیب آج ہم تیرے ساتھ تیری امت کی بخشش کے سلسلہ میں ایک معاہدہ کرتے ہیں۔

معاہدۂ عرش

۱۔ یہ کہ جو کوئی تیرا امتی میری اطاعت کریگا میں اسکو اس کی طاقت کے مطابق منظور کر لوں گا۔ میں اس کے گناہ نہ صرف بخش دوں گا بلکہ نیکیوں میں تبدیل کر دوں گا۔

(۳) تیری گنہگار امت کی نیکیوں کو گناہوں کے مقابلہ میں زیادہ ترجیح دونگا۔

۴۔ اگر تیرا امتی گناہ کر کے پشیمان ہوگا تو میں اسکے گناہوں کے دفتر پر قلم عفو پھیر دونگا۔

۵۔ تیرے گناہ گار امتیوں کے گناہ بخشنے کے لیے انہیں بیماری، درد، رنج مصیبت۔ کرب۔ پشیمانی دیکر ان کے گناہوں کا کفارہ کر دونگا۔

۶۔ میں تمہاری امت کو بعض دن، راتیں اور مہینے ایسے بزرگ و برتر عطا کرونگا کہ جو ان میں میری عبادت کریگا۔ اسے جنت الفردوس کا وارث بنا دونگا۔

۷۔ اے محبوب میں تمہارے ساتھ یہ معاہدہ کرتا ہوں کہ تمہارے امتیوں کا حساب اپنے کرم سے کرونگا۔ انکے گناہ اپنے فضل سے بخشونگا اور بہشت میں اپنی رحمت سے داخل کرونگا۔ اس کے جواب میں نور مجسم رحمت دو عالم حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی اور اپنی امت کی جانب سے ان الفاظ کے ساتھ معاہدہ پر دستخط فرمائے۔

(اِنَّ الصَّلٰوتِیْ وَ نُسُکِیْ وَ مَحْیَایَ وَ مَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔)

ترجمہ: بیشک میری نماز۔ میری قربانی، میری زندگی، میری موت رب العالمین کے لیے ہے۔

امت کی شکایات

خاتونِ جنت حضرت فاطمہ روایت کرتی ہیں کہ میں نے نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم سے معراج کے راز دریافت کیے۔ تو آپ نے فرمایا کہ اللہ کریم نے میری امت کی بخشش کا وعدہ فرماتے ہوئے مجھ سے انکے بارے میں حسب ذیل شکایات بھی کیں۔

۱۔ یہ کہ میں نے تمہاری امت کو رزق دینے کی ضمانت دے رکھی ہے مگر

وہ میری ضمانت پر اعتماد نہ کرتے ہوئے دوسروں سے طلب رزق کی خواہش کرتی ہے۔

۲۔ میں نے جنت آپکی امت کے لیے پیدا کی ہے مگر افسوس کہ یہ جنت میں آنے کی تدبیر نہیں کرتی۔

۳۔ دوزخ میں نے آپکے دشمنوں کے لیے بنایا ہے لیکن افسوس کہ آپ کی امت نافرمانی کرتی ہوئی اس کی طرف جا رہی ہے۔

۴۔ افسوس ہے کہ آپکی امت خلوت میں گناہ کرتی ہے اور مجھ سے نہیں شرماتی اور جلوت میں لوگوں کے ڈر سے گناہ کرنے سے پرہیز کرتی ہے اور مجھ سے نہیں شرماتی۔

۵۔ میں ان سے کل کا عمل طلب نہیں کرتا اور یہ مجھ سے برسوں کا رزق طلب کرتے ہیں۔

۶۔ یہ کہ میں انکے نام کی روزی کسی اور کو نہیں دیتا مگر وہ میرے نام کی عبادت دوسروں کو دے دیتے ہیں۔

۷ یہ کہ عزت دینے والا میں ہوں مگر یہ دنیا داروں سے عزت کے طلب گار ہوتے ہیں۔

۸۔ یہ کہ نعمت میں دیتا ہوں اور شکر دوسروں کا ادا کرتے ہیں۔

۹۔ یہ کہ جب یہ میری نافرمانی کرتے ہیں اس وقت اگر میں انہیں تھوڑی سی بھی تکلیف دوں تاکہ یہ مجھے یاد کریں۔ تو یہ لوگ ہر وقت میرے شکوے اور گلے کرتے رہتے ہیں۔

۱۰۔ یہ کہ میری نعمتیں لیکر اپنی خواہش کے مطابق صرف کرتے ہیں لیکن مجھ سے غافل رہتے ہیں۔

پیغامِ خداوند بہ بندگانِ خود

اللہ جلا شانہٗ نے اپنے نبی محترم حبیب مکرم کو فرمایا اے محبوب جو کرامات میں نے تجھے عطا فرمائی ہیں وہ اور کسی نبی کو عطا نہیں کیں اور رفعنا لك ذكرك سے تیری شان کو چار چاند لگا دیئے ہیں۔ اس انداز سے کہ جہاں میرا نام لیا جائیگا وہاں تیرا نام بھی لیا جائیگا کلمہ میں اذان میں تکبیر میں اطاعت میں غرضیکہ ہر مقام پر میں نے تیرے ذکر کو اپنے ذکر کے ساتھ ملا دیا ہے جو شخص مجھ پر ایمان لائے اس کے لیے یہ شرط ہے کہ پہلے تجھ پر ایمان لائے ورنہ اس کا ایمان ہرگز قابل قبول نہیں ہوگا۔ بیشک تیری اطاعت میری اطاعت تیری پیروی میری پیروی تیرا بولنا میرا بولنا تیرا ہاتھ میرا ہاتھ تیری حرکت میری برکت تیری رضا۔ میری رضا تیرا ارادہ میرا ارادہ تیری خواہش میری خواہش ہے آج کی رات ہم نے تیری ہر وہ خواہش جو امت کے بارے میں تھی وہ قبول کرتے ہوئے تیری امت کو نوادر نجات اور رفعت درجات سے مشرف فرما دیا ہے (۱) اگر تم کسی سے اس لیے دوستی رکھتے ہو کہ اس نے تم پر احسانات کیے ہیں تو تمہیں چاہیے کہ دوستی صرف مجھ سے رکھو کیونکہ مجھ سے زیادہ احسان کرنے والا کوئی نہیں۔

۲۔ یہ کہ اگر تم کسی سے اس لیے ڈرتے ہو کہ مبادا وہ تم سے کوئی انتقام لے تو اپنے دل میں صرف میرا خوف رکھو کہ مجھ سے بڑھ کر منتقم حقیقی اور کوئی نہیں مولانا ظفر علی فرماتے ہیں۔ ؎

نہ جا اسکے تحمل پر کہ ہے بے ڈھب گرفت اس کی
ڈر اسکی دیر گیری سے کہ ہے سخت انتقام اس کا

۳۔ یہ کہ اگر تم کسی سے محض اس لیے محبت کرتے ہو کہ وہ تمہاری حاجات بر لائے گا تو تمہارے لیے ضروری ہے کہ مجھ سے رشتۂ محبت استوار رکھو کہ مجھ

سے بڑا حاجت روا اور کوئی نہیں

۴۔ یہ کہ اگر تم کسی سے وفاداری کی وجہ سے جفاکاری سے باز رہتے ہو تو اس سلسلہ میں مجھ سے بڑھ کر کوئی اور ذات نہیں کیونکہ تم نے میرے ساتھ ہمیشہ جفا کاری کی لیکن میں تمہارے ساتھ وفاداری کرتا رہا۔

تم جفا کرتے رہے اور ہم وفا کرتے رہے
اپنے اپنے فرض کو دونوں ادا کرتے رہے

۵۔ یہ کہ اگر کسی کی اپنے مال و جان سے خدمت کرتے ہو تو اس کے لیے مجھ سے زیادہ حق دار اور کوئی نہیں کیونکہ تمہاری جان و مال میرا ہی مرہون منت ہے۔

ایک عجیب نکتہ جب سرکار کائنات مختار شش جہات صلی اللہ علیہ وسلم پچاس نمازوں کی فرضیت کا پروانہ لیکر واپس لوٹے اور موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس عاصی۔ گنہگار اور ناتواں امت کی اس قدر مدد فرمائی کہ حضور علیہ السلام کو نو مرتبہ اللہ کے دربار میں گوہر بار میں جا کر نمازوں میں تخفیف کرانا پڑی۔ حتیٰ کہ نمازیں کم ہو گئیں ثواب کم نہ ہوا۔ کام کم ہو گیا مزدوری کم نہ ہوئی۔ عمل کم ہو گیا اجر کم نہ ہوا اور اگر خدانخواستہ پچاس ہی رہتیں تو اس قدر مشکل در پیش آتی۔ کہ کوئی بھی اس سے عہدہ برا نہ ہو سکتا۔ نمازوں میں تخفیف کرانے کا سہرا موسیٰ علیہ السلام کے سر ہے جنہوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بار بار اللہ کے دربار میں روانہ کیا اور اس ناتواں امت کی مدد فرمائی۔

اس سے صاف ظاہر ہوا کہ اللہ کے برگزیدہ بندے اس دنیا سے

وفات پا جانے کے بعد بھی زندہ ہوتے ہیں اور جس کی چاہتے ہیں مدد کرتے ہیں جو شخص انبیاء کے وفات پا جانے کے بعد انکی مدد کا قائل نہ ہو اسے چاہیئے کہ وہ پانچ کی بجائے پچاس نمازیں پڑھا کریں۔ یا پھر حیات انبیاءؑ اور استمداد اولیاء کا قائل ہو۔

زبان کو انتظار گفتن تو گوش کو حسرت شنیدن
۱۶۱۔
یہاں جو کہنا تھا کہہ لیا تھا جو بات سننی تھی سن چکے تھے

حل لغات

گفتن کہنا۔ بولنا۔ شنیدن ۱. لفتح شین اسے بالضم پڑھنا غلط ہے سننا سنّی دراصل سننی تھا۔ نون اول نون ثانی میں مدغم ہے۔

شرح

زبان کو کہنے کا انتظار تھا تو کان کو سننے کی حسرت اور آرزو تھی۔ یہاں سے یعنی حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم سے جو کہنا تھا عرض کر دیا۔ اور جو باتیں اللہ تعالےٰ سے آپ نے سننی تھیں وہ آپ سن چکے تھے

مذہب اہل تحقیق

اس شعر میں امام احمد رضا محدث بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے محققین کے مذہب کی طرف اشارہ فرمایا وہ فرماتے ہیں کہ اس گفتگو خاص کا کسی کو علم نہیں کہ رموز و اسرار محب و محبوب کسی پر ظاہر نہیں کیئے جاتے اگر خدا تعالیٰ کو منظور ہوتا تو بیان فرماتا۔ یا حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہاں ضعیف روایات میں جو کچھ آیا ہے انہیں اعتقادات سے کوئی تعلق نہیں فضائل سے ہے چنانچہ ان میں بعض اسرار و

رموز فقیر عرض کریگا۔ اللہ نے فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی کے پردے میں اسے مخفی رکھا۔ ؎

میان عاشق و معشوق رمزیست
کراماً کاتبین را ہم خبر نیست

فیصلہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ فاوحی الی عبدہ کی تفسیر میں ہے۔

قال جعفر الصادق رضی اللہ عنہ فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی بلا واسطة فیما بینہ و بینہ سرا ای قلبہ۔ (روح البیان ص۲۲۱ ج۹)

ترجمہ:۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے وحی بلاواسطہ فرمائی۔ جو خفیہ طور آپکے قلب پر واقع ہوئی۔

راز و نیاز کا افشاء بعض مفسرین و محدثین نے اس بارہ میں چند روایات جمع کی ہیں تقریباً چالیس سے زائد امور فقیر نے معراجنامہ "(تصنیف) میں عرض کیے ہیں چند شعر لکھے جا رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اسے لفظ مَا سے تعبیر فرما کر اس حقیقت کو ظاہر فرما دیا۔ کہ وہ ایسی عظیم الشان وحی تھی جو تفصیل سے بے نیاز ہے اجمالی طور پر ہم اس مقام پر یہ کہہ سکتے ہیں کہ دین و دنیا کی جسمانی و روحانی۔ ظاہری باطنی نعمتیں اور علوم و معارف جو کچھ بھی اللہ تعالیٰ اپنے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم کو اپنی حکمت کے مطابق دے سکتا تھا وہ سب کچھ دیا۔ البتہ ہر نعمت اور ہر علم و حکمت کا ظہور اپنے اپنے وقت پر ہوا اور ہوتا رہے گا دیکھتے شفاعت

بھی حضور علیہ السلام کو دی گئی اور اس میں آج تک کسی مسلمان نے اختلاف نہیں کیا لیکن دنیا جانتی ہے کہ اس کے ظہور کا وقت روز محشر ہو گا۔ معلوم ہوا کہ اگر کسی وقت کسی کا کمال ظاہر نہ ہو تو عدم ظہور سے عدم وجود لازم نہیں آتا۔ بقول امام قشیری مضمون وحی یہ تھا۔

خَصَصْتُكَ بِحَوْضِ الْكَوْثَرِ فَكُلُّ اَهْلِ الْجَنَّةِ اَضْيَافُكَ بِالْمَاءِ وَلَهُمُ الْخَمْرِ وَاللَّبَنِ وَالْعَسَلَ میں نے تمہیں حوض کوثر کے ساتھ مخصوص فرمایا پس تمام بہشتی تمہارے مہمان ہیں ساتھ پانی کے اور ان کے واسطے شراب اور دودھ اور شہد ہے بعض لکھتے ہیں کہ یہ خطاب ہوا مجھے تمہاری امت کو دیکھنا منظور ہے۔ ورنہ قیامت کے روز ان سے حساب نہ لیتا اور بہشت میں بے حساب داخل کرتا۔ تفسیر حسینی میں لکھا ہے کہ اس طرف سے ارشاد ہوا۔

یَا مُحَمَّدَ اَنَا وَ اَنْتَ وَمَا سِوٰی ذٰلِكَ خَلَقْتُ لِاَجْلِكَ۔ اے محمد میں ہوں اور تو ہے اور جو اس کے سوا ہے میں نے تیرے لیے پیدا کیا ہے حضور نے عرض کی۔ یَا رَبِّ اَنْتَ وَ اَنَا وَمَا سِوٰی ذٰلِكَ تَرَكْتُ لِاَجْلِكَ۔ اے رب تو ہے اور میں ہوں اور جو کچھ سوا اس کے ہے میں نے تیرے واسطے چھوڑ دیا۔

وہ برج بطحا کا ماہ پارہ بہشت کی سیر کو سدھارا
۶۲۔
چمک پہ تھا خلد کا ستارہ کہ اس قمر کے قدم گئے تھے

حل لغات برج۔ گنبد۔ آسمانی دائرہ کا بارہواں حصہ۔ بطحا وادئ مکہ معظمہ کبھی اس سے مکہ معظمہ لیا جاتا ہے یہاں یہی مراد ہے۔ دراصل بطحا اس فراخ زمین کو کہتے ہیں جو سیلاب کی گذرگاہ ہو اور وہاں سنگریزے بھی بکثرت ہوں۔ مہ پارہ۔ چاند کا ٹکڑا نہایت حسین۔ سدھارا روانہ ہوا۔ اب بہشت کا ستارہ پوری تابانی پر تھا۔ اس لیے کہ اس پر چودھویں کے چاند محبوب خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے قدم آ گئے۔

بہشت کی سیر شب معراج روح البیان پ ۱۵ میں ہے کہ بہشت ایک صاف میدان ہے اسکے مکانات بندوں کے اعمال سے تیار ہوتے ہیں۔ جیسا کہ حدیث الفراس دلالت کرتی ہے یعنی اعمال سے باغات تیار ہوتے ہیں۔ بحکم خداوندی سیدنا جبرئیل علیہ السلام حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وسلم کو جنت کے دروازہ پر لے گئے بہشت کا دروازہ سونے کا تھا۔ اس دروازے کا طول اور عرض پانچ پانچ سو برس کی راہ تھا۔ اس دروازے میں چار سو میخیں جو کہ یاقوت، زمرد اور موتی سے مرصع تھیں اس دروازے پر چالیس ہزار کنگرے تھے۔ ہر کنگرے پر ایک فرشتہ مقرر تھا۔

جس کے دونوں ہاتھوں پر دو طبق تھے ایک میں بہشتی لباس اور دوسرے میں نور بھرا ہوا تھا۔ بتایا گیا کہ یہ فرشتے حضرت آدم علیہ السلام سے آٹھ ہزار برس پہلے پیدا ہوئے۔ اور اس مقام پر انتظار میں ٹھہرائے گئے تاکہ جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی امت کا اس دروازے سے گذر ہو تو یہ اس پر نثار کریں۔ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے دروازہ کھٹکھٹایا رضوان جنت نے الحمد للہ کہہ کر کہا آپ کون ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ میں جبرئیل ہوں اور میرے ساتھ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہیں۔ رضوان نے الحمد للہ کہہ کر دروازہ کھول دیا۔ آپ نے رضوان جنت کو سلام کہا اس نے سلام کا جواب دیکر کہا اے محمد صلے اللہ علیہ وسلم آپکو خوشخبری ہو کہ بہشت کا اکثر حصّہ آپ کے اور آپ کی امت کے لیے تیار ہے رضوان کے آٹھ خلیفے تھے۔ جو بہشت کے آٹھوں دروازوں پر مقرر تھے۔ ہر ایک فرشتے کے ماتحت سات لاکھ فرشتے تھے پھر رضوان آپ کے ساتھ ہو گیا۔ جنت الفردوس۔ جنات عدن، جنات النعیم۔ جنات الماوی میں باغات بکثرت تھے اور دار السلام۔ دار الخلد۔ دار القرار۔ دار الجلال میں مکانات بکثرت تھے۔

مکانات

پھر آپ نے بہشت کے مکانات مشاہدہ فرمائے۔ ان کی دیواروں کی اینٹیں سونے اور چاندی کی تھیں اور اسکا گارا مشک اور زعفران سے تھا۔ اس کی سڑکیں اور راستے زمرد یاقوت اور بلور سے بنے ہوئے ہیں۔ (ترمذی شریف ٢٧. مسند دارمی ص۳۸۱) ان کی صفائی ایسی جیسے شیشہ ہو کہ ظاہر اور اندر سے یکساں نظر آئے انکا عرض ستر ہزار برس کی راہ ہے۔ اور بلندی ان کی ستر ہزار برس کی راہ تھی۔ کنگرے ان کے موتی مفید کے اور بعض جوہر کے تھے جو سورج کی طرح اور

ان میں بعض چاند کی طرح جگمگاتے تھے۔ (معارج)

نورانی مکان

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جب معراج کی رات آسمان پر گزرا وہاں نور کا شہر دیکھا۔ جس کی وسعت جہان دنیا سے ہزار گنا زیادہ ہے۔ اس کے لاکھ دروازے ہیں اور ہر دروازے کے سامنے خدا کی رحمت سے ایک باغ آراستہ ہے اور ہر باغ میں ایک بالا خانہ ہے اور ہر بالا خانہ میں نور کا ایک گھر ہے اور ہر گھر میں نور کے ستر مکان ہیں اور ہر مکان میں نور کا ایک کمرہ ہے اور ہر کمرہ میں نور کی عمارت ہے اور ہر عمارت میں چار سو دروازے ہیں۔ اور ہر دروازے میں دو کواڑ ہیں۔ ایک سونے کا ہے اور دوسرا چاندی کا اور ہر دروازے کے سامنے نور کا ایک تخت ہے۔ اور ہر تخت پر نور کا ایک فرش ہے اور ہر فرش پر ایک حور ہے اگر اس کی انگلی کا پورا ظاہر ہو جائے تو اس کی روشنی سورج اور چاند کو ماند کر دے میں نے (حضور علیہ الصلوٰۃ سے پوچھا یہ کن لوگوں کے لیے ہے جواب ملا۔ جو دن رات میرا ذکر کرتے ہیں۔ اور میرے پاس ان کے لیے اور بھی بہت کچھ ہے اور میں بہت دینے والا ہوں۔ (درۃ الناصحین ص ۸۳)

حوریں

فرمایا کہ ہر مکان میں ستر ہزار حجرے تھے۔ اور ہر حجرہ میں سونے اور یاقوت اور موتی کے تخت بچھے ہوئے تھے۔ ان پر زالغبت کے سائبان تنے ہوئے تھے اور ان تختوں پر ستر ہزار ریشمی فرش تھے۔ اس پر ایک نہایت خوبصورت حور

جو بہشتی لباس پہنے ہوئے عطر لگائے ہوئے جواہر سے جڑا ہوا تاج سر پر رکھے ہوئے خرم و خنداں بیٹھی ہوئی تھی۔ ہر ایک حور کی چالیس ہزار خوشبودار زلفیں تھیں اور ستر ہزار اقسام کے زیورات سے آراستہ اور ان زیوروں کی چھن چھن سے ستر ہزار طرح کی آواز سنائی دیتی تھی۔ وہاں بہ کثرت خیمے تھے جن میں حوریں یہ گانا گاتی تھیں

نَحْنُ النّا عِمَاتُ فَلَاَ نَبُوْسُ ابداً ؟
نَحْنُ الشَّاھِدَاتُ فَلاَ تملُّ اَبَدًا
ہم نعمت میں ہیں کبھی مفلس نہ ہوں گی
ہم خوش ہیں کبھی مغموم نہ ہوں گی
نَحْنُ الکَاسِیَاتُ فَلَاَ نعْرٰی ابدًا
نَحْنُ الشَّابَاتُ فَلاَ تَھْرَمُ ابدًا
ہم کپڑے پہنے ہوئے ہیں کبھی برہنہ نہ ہونگی
ہم جوان ہیں کبھی بوڑھی نہ ہوں گی
نَحْنُ الرَّاضِیَاتُ فَلَاَ نَسْخَطُ اَبدًا
نَحْنُ الْخَالِدَاتُ فَلاَ نَمُوْتُ ابدًا
ہم راضی ہیں کبھی ناراض نہ ہوں گی
ہم ہمیشہ ہیں کبھی فنا نہ ہوں گی
طُوْبیٰ لِمَنْ کَانَ لَنَاہٗ وَکُنَّا لَہٗ
مبارک ہے اس کو جو ہمارے لیے ہے اور
ہم اسکے لیے ہیں۔

اور روایت کی گئی ہے کہ حضور علیہ الصلوۃ والسلام نے معراج کی رات سفید موتی کی طرح چمکتا ہوا ایک قبہ ملاحظہ فرمایا۔ جس کا دروازہ اور تالا

بھی سونے کا تھا۔ وہ قبہ اتنا بڑا تھا کہ اگر تمام جن و انس اس قبہ پر جمع ہو جائیں تو یہ اس طرح ہوں گے۔ جیسا کہ پہاڑ کی چوٹی پر ایک پرندہ ہو۔ آپ نے وہاں سے لوٹنے کا ارادہ فرمایا کہا گیا آپ اس قبہ کے اندر کیوں نہیں جاتے اور واپس کیوں ہو رہے ہیں؟ آپ نے کہا کہ اسکو تالا لگا ہوا ہے کہا گیا اسکی چابی آپ کے پاس ہے وہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہے۔ پھر آپ نے کہا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم تو فوراً تالا کھل گیا آپ نے وہاں چار نہروں کو کھلتے دیکھا ایک نہر تو ستھرے پانی کی کہ بدبو دار نہ ہو جو کہ اللہ کے لفظ کی ھا سے نکلتی تھی۔ اور ایک نہر شراب کی تھی جس میں پینے والوں کے لیے لذت جو کہ الرحمٰن کی میم سے نکلتی ہے اور ایک نہر صاف اور ستھری شہد کی ہے۔ جو کہ الرحیم کی میم سے نکلتی ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے میرے پیارے محمد صلے اللہ علیہ وسلم جو شخص آپکی امت سے مجھ کو ان اسمار سے یاد کرتا ہے میں اسکو ان چار نہروں کے مشروبات پلاؤنگا۔ (مصباح الظلام ج ۱ ص ۳)

باغات

پھر نہروں کے کناروں پر خصوصاً اور دوسرے مقامات پر عموماً باغات تھے جن میں درخت اتنے بڑے کہ ستر سال تک تیز رفتار سوار اس کے سایہ کو عبور نہ کر سکے گا۔ ان درختوں کی جڑیں سونے کی، ٹہنیاں یاقوت، لؤلؤ اور زبرجد کی تھیں، ان کے پتے سندس، حریر اور دیباج کے تھے ہر درخت پر ستر انواع کے میوے تھے جس وقت کوئی جنتی اس میوہ کو رغبت کی نگاہ سے دیکھے تو شاخ جھک کر سامنے آجائے اور اگر میوہ کھانے کی آرزو ہو تو فوراً میوہ ٹوٹ کر نورانی طبق میں دھرا ہوا سامنے آجائے۔ جتنا

جی چاہے تناول کر کے باقی ماندہ درست اور سالم ہو کر اڑ کر اپنی جگہ پر چلا جائے۔

پرندے

ان درختوں پر خوشنما پرندے تھے جنت کے ہر نمونے ان میں موجود تھے ہزار ہا انواع کے آواز سے گاتے ہوئے گزریں گے جب جنتی کہیں گے کہ اے پرندے! تیری آواز زیادہ دلکش ہے یا صورت؟ تو پرندہ کہے گا ان دونوں سے میرا گوشت زیادہ عمدہ ہے۔ اتنے میں اس پرندہ کا گوشت بریانی شدہ اسکے سامنے آ جائیگا جتنا چاہے گا اس سے کھائے گا پھر وہ باقی ماندہ درست اور سالم پرند ہو کر اڑ کر چلا جائے گا۔ (معارج ۳ ص ۱۸۶)

محبوب کی رضا

سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جب میں سب مکانات اور حوریں دیکھ کر اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور اس کی نعمتوں کا شکر بجا لایا۔ حق تعالےٰ نے فرمایا اے میرے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے مکانات دیکھ کر راضی ہو گئے۔ میں نے عرض کیا کہ میں تیرا بندہ ہوں ناخوشی کی کیا مجال ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھے اپنے عزت و جلال کی قسم ہے یہ سب نعمتیں میں نے تیرے دوستوں کے لیے پیدا کی ہیں اور تیرے دشمنوں پر حرام کی ہیں۔ اب جا کر دوزخ میں اپنے دشمنوں کے ٹھکانے ملاحظہ کرو۔

(ریاض الازہار ص ۲۳۱)

دوزخ کا دروازہ

حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا جب میں بہشت کی نعمتیں دیکھ چکا تو پھر دوزخ کی سختیاں دیکھنے کے لیے میں روانہ ہوا۔ تو حضرت جبرائیل علیہ السلام بھی ہمراہ ہو لیے تھے۔ جب دوزخ کے دروازہ پر پہنچے تو اس کا نام باب الامان تھا کہتے ہیں کہ تمام مکوّنات زمین و آسمان نے اللہ تعالیٰ سے امان طلب کی تو ان سب کو امان دینے کے لیے یہ دروازہ وجود میں آیا کہتے ہیں کہ یہ دروازہ بحکم خداوندی اس کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی انگلی مبارک کے اشارہ سے کھل گیا تو دیکھا کہ دروازہ کافور سے بنا ہوا ہے جس کی وسعت کا اندازہ عرش سے فرش تک پہنچا ہوا ہے۔

مالک خازن نار

ایک ہیبت ناک اور بارعب فرشتہ نظر آیا جس کے آگے سخت مزاج انیس فرشتے ماتحت کھڑے تھے جن کے ہاتھوں میں آگ کے گرز تھے۔ ان کے نتھنوں سے آگ کے شعلے بھڑکتے تھے۔ اور یہ تسبیح کہتے تھے۔ سُبحانَ الذِی لَا یَجُوْنُ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ یہ مالک خازن نار ہے آپ نے اسکو سلام کیا۔ اس نے سلام کا جواب دیا اور تعظیم کے لیے اٹھا اور خوشخبری سنائی جو کوئی آپ کی اتباع کریگا اس پر دوزخ کی آگ حرام ہے اور آپ کے نافرمانوں کے لیے یہ دوزخ تیار ہے پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے استدعا کی کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اس کی سیر کرائیے۔ تب مالک نے

عرض کی یا محمد صلے اللہ علیہ وسلم اپنے قدموں کے نیچے نظر فرمایئے

آپ نے نظر فرمائی تو حجابات دور ہو گئے اور سب کچھ مکشوف ہوا پھر مالک نے ایک فرشتہ کو کہا جس کے نتھنوں سے آگ کے شعلے نکلتے تھے اور آگ کی چرخیاں ہاتھ میں لیے ہوئے گھما رہا تھا۔ اے ہوحائیل! جو چیز تیرے ہاتھ میں ہے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دکھا اور دوزخ کا سرپوش اٹھالے فرمایا اسے دیکھا تو بہت ہی سیاہ نظر آئی فرشتے نے کہا جب دوزخ کو پہلے بنایا گیا تھا تو سرخ رنگ تھا۔ جب ہزار سال جلائی گئی تو اس کا رنگ سیاہ ہو گیا جیسا کہ اب دکھائی دے رہا ہے۔

عذاب کے اقسام

اس میں بہت اقسام کے عذاب اور انواع کی سزائیں ہیں۔ مثلاً ہاویہ کو دیکھا تو وہاں بدصورت اور سخت دل فرشتے اس قدر کثرت سے تھے کہ انکی گنتی خدا ہی جانتا ہے۔ ہر ایک کے ہاتھ میں لوہے کی مقراض تھی اور وہاں دو کنوئیں تھے ایک کا نام جب الحزن تھا۔ (غم کا کنواں) اور ایک کا نام طینۃ الخیال تھا (زہریلے کیچڑ کا کنواں) لوگوں کو ایک کنواں سے دوسرے کنواں میں ڈالا جا رہا تھا۔ وہ لوگ فریاد کرتے۔ مگر ان پر کوئی رحم نہ کرتا۔ اس کے بعد آگ کے صندوق نظر آئے جنکو تالے لگے ہوتے تھے۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے بتایا کہ ان میں بے شمار بچھو اور سانپ ہیں ان میں وہ لوگ بند ہیں جو کہ ظلم اور تکبر کرتے تھے اور سرکش تھے۔ اس کے بعد آگ کے جنگل مشاہدہ فرمائے کہ کہ اس میں آگ کے درخت تھے اور وہاں آگ کی چکیاں تھیں جن میں دوزخیوں کو پیسا جا رہا تھا۔

دوزخ کے طبقے

دوزخ کے سات طبقے تھے اور ہر طبقے پر ایک داروغہ مقرر تھا مثلاً

۱۔ جہنم کے طبقہ پر صوحائیل داروغہ مقرر ہے۔

۲۔ سعیر پر طوفائیل۔

۳۔ حطمہ پر طرفائیل

۴۔ لظی پر شطائیل

۵۔ سقر پر وسطائیل۔

۶۔ جحیم پر طوفسطائیل

۷۔ ہاویہ پر طمطائیل خازن مقرر تھے ان سب میں سخت تر طبقہ ہاویہ ہے جو کہ سب سے نیچے ہے اور اسکو اسفل السافلین بھی کہتے ہیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ اس کے بعد میں نے مالک سے پوچھا کہ یہ ساتواں طبقہ جسکا نام ہاویہ ہے کن لوگوں کے لیے ہے اس نے کہا کہ یہ طبقہ فرعون ہامان، نمرود اور اصحاب مائدہ اور منافقین کے لیے ہے۔ اس کے بعد چھٹے طبقہ کا حال دریافت کیا تو مالک نے کہا کہ اس میں وہ لوگ رہتے ہیں۔ جنہوں نے خدا کے ساتھ شرک کیا۔ بعد ازاں پانچویں طبقہ کی بابت پوچھا تو اس نے کہا کہ اس میں وہ یہودی لوگ رہتے ہیں جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نافرمانی کی تھی۔ پھر دوسرے طبقہ کی بابت آپ نے پوچھا تو بتایا کہ اس میں وہ نصرانی رہتے ہیں جنہوں نے حضرت عیسٰی علیہ السلام کی نافرمانی کی تھی۔

طبقہ جہنم کا حال

اس کے بعد آپ نے اوپر والے طبقہ کے بارہ میں سوال کیا جس کا نام

جہنم ہے اور وہاں اگرچہ دوسرے طبقات کی بہ نسبت عذاب بہت کم تھا۔ لیکن اس میں ستر ہزار دریا آگ کے رواں تھے۔ اگر ذرہ برابر بھی ان کا شور دنیا میں سنائی دے تو کوئی جاندار زندہ نہ رہے اور اگر آسمان و زمین کے برابر کوئی چیز اس میں ڈال دیں پھر فرشتہ کو حکم ہو تو ہزار برس تک اسکو تلاش نہ کر سکے تب مالک نے شرم سے سر کو جھکا لیا اور آپکے سوال کا کچھ جواب نہ دیا حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مالک کو شرم حائل ہے کہ عرض نہیں کر سکتا اور کہتا ہے کہ مجھے معاف فرما دیئے۔ حضور الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مالک! شرم نہ کرو اور جو حال ہو تفصیل سے بیان کرو شاید آج کوئی بندوبست ہو سکے۔ تب مالک نے رو کر عرض کیا اے سید دو عالم اے فخر بنی آدم (صلی اللہ علیہ وسلم) یہ جگہ آپ کی گناہ گار امت کے لیے ہے آپ انکو نصیحت فرمائیں کہ ایسے خطرناک طبقہ سے ڈریں۔ ورنہ قیامت کے دن مجھے عذاب خفیف کرنے کی کوئی طاقت نہ ہوگی اور میں اس دن گناہ گاروں پر رحم نہ کرونگا۔ نہ بوڑھوں کے سفید بالوں پر رحمت کرونگا۔ اور نہ نوجوانوں کے حالات پر شفقت کرونگا۔

شفاعت کی بشارت

اس وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مناجات کی اے خداوندا! میری امت کے لوگ نہایت ناتواں ہیں ان عذابوں کو برداشت نہیں کر سکیں گے۔ اے خداوندا تو غفور الرحیم ہے مجھے ان سب کا پیشوا بنا دیا ہے میری عزت کی لاج رکھ تب اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہوا۔ اے میرے حبیب (صلے اللہ علیہ وسلم) میرے نزدیک تیری عزت بہت ہے قیامت کے دن تیری شفاعت سے

اتنے لوگوں کو بخش دونگا کہ تو خوش ہو جائے گا (معارج ج ۳ ص ــــ)

بارگاہِ الٰہی میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم

بہشت اور دوزخ کے عجائب اور غرائب مشاہدہ کرنے کے بعد حضور صلے اللہ علیہ وسلم) نے حضرت جبرئیل علیہ السلام سے فرمایا۔

اَتَأْذَنَ لِیْ اَنْ اَرجِعَ اِلَی اللّٰہِ تعالیٰ قَالَ نَعَمْ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ۔ کیا تیری اجازت ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے پاس واپس چلا جاؤں۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے عرض کی ہاں یا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم القصہ آپ مکرر پھر بارگاہ الٰہی میں واپس ہو گئے تو خطاب آیا اے میرے حبیب صلے اللہ علیہ وسلم یہ بتلایئے میرے بہشت کی نعمتیں اور دوزخ کی مصیبتیں دیکھ لی ہیں؟ آپ نے کہا ہاں اے خداوندا تیرے بہشت کی نعمتیں بے شمار ہیں اور دوزخ کے شدائد بھی گنتی سے زیادہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اب واپس جاؤ اور دنیا میں لوگوں کو بہشت کی رغبت اور دوزخ سے نفرت دلاؤ۔ اور جب آپکو کوئی غم لاحق ہو تو آپ مجھے یاد کرنا کہ میں تیرے نزدیک ہوں۔ اور مظلوم کی آہ سے پرہیز کرنا کہ اس کی دعا جلد اثر کرتی ہے۔ دنیا کے مصائب و آلام پر صبر کرنا کہ دنیا بے وفا اور بے بقا ہے۔ اسکے بعد حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بارگاہ الٰہی میں آداب بجا لا کر یہ دعا پڑھی۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ لَا اُحْصِیْ ثَنَاءً لَكَ اَثْنَیْتَ عَلٰی

نَفَسِكَ اس کے بعد آپ نے بارگاہ احدیت سے مراجعت فرمائی راستہ پر عرش مجید نے تہنیت کی رسم ادا کی پھر سدرۃ المنتہیٰ پر حضرت جبرئیل علیہ السلام ہمراہ ہوئے ملائکہ کروبیاں کی آفرین سنتے ہوئے چھٹے آسمان پر جلوہ گر ہوئے۔
(معارج النبوۃ ص۱۴۴ تا ص۱۹۲)

دوزخ کا داروغہ

حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جہنم میرے سامنے پیش کی گئی اگرچہ وہ اس وقت ساتوں زمینوں کے نیچے ہے لیکن صورۃ مثالی میں میرے سامنے پیش ہوئی میں نے اس کے دروازے پر لکھا دیکھا۔ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ یعنی کافروں کی قیام گاہ جہنم ہے میں نے دوزخ میں ایسا فرشتہ دیکھا کہ مجھے دیکھ کر نہ ہنسا۔ میں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ یہ کون ہے کہا کہ دوزخ کا داروغہ ہے اسے جب سے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا کبھی نہیں ہنسا اگر ہنستا تو آپکو دیکھ کر ہنستا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اسے فرمایا کہ اے خازن النار یہ ہیں محبوب خدا صلی اللہ علیہ وسلم۔ انہیں سلام عرض کیجئے۔ اس نے مجھے اسلام علیکم کہہ کر مبارکباد پیش کی کہ آپ اللہ تعالیٰ کے بہت بڑے برگزیدہ اور معزز ترین رسول ہیں۔

(نکتہ) خازن نار سے السلام علیکم اس لیے کہلوایا گیا تاکہ آپکے دوزخ کے دہشت ناک منظر دور ہوں نیز اس طرف بھی اشارہ تھا کہ آپ پر ایمان لانے والے نیکبخت لوگ دوزخ سے نجات پالیں گے۔

دوزخ کا منظر

حضور سرورِ عالم صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ میں نے دوزخ کے مالک سے کہا کہ دوزخ کے مناظر دکھائیے چنانچہ میرے کہنے پر دوزخ کے اندرونی حصّہ کو مکمل طور پر کھولا گیا۔ تو اس سے اللہ تعالیٰ کے غضب و قہر کی جھلک دکھائی دی اگر دوزخ میں دنیا کے پتھر ڈالے جائیں تو وہ سب کو ایک سیکنڈ میں جلا کر راکھ بنا دے۔
(روح البیان پ۱۵)

سرورِ مقدم کی روشنی تھی کہ تابشوں سے مہِ عرب کی
۶۳۔ جناں کے گلشن تھے جھاڑ فرشی جو پھول تھے سب کنول بنے تھے

حل لغات بفتح المیم والدال قدم رکھنے کی جگہ کسی جگہ سے تشریف لانا۔ تابش۔ گرمی۔ چمک روشنی یہاں یہی مراد ہے جناں بکسر الجیم بہشت جھاڑ کانٹوں کے درخت بلور کے فانوس پہلا معنی مراد ہے۔ کنول ایک پھول کا نام سرخ کاغذ یا ابرق کا پھول جس میں موم بتی جلاتے ہیں۔ ایک شیشے کا ایک ظرف جس میں شمع جلاتے ہیں۔ یہاں پہلا معنیٰ مراد ہے۔

شرح یہ تشریف آوری کے سرور و فرحت کی روشنی تھی کہ ماہ عرب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نورانی تابشوں کی وجہ سے تمام جنتوں کے باغ کے کانٹے اب گلشن بنے ہوئے تھے اور یہاں کے تمام پھول کنول ہی کنول تھے۔

طرب کی نازش کہ ہاں لچکیے ادب وہ بندش کہ ہل نہ سکیے
۶۴۔ یہ جوشِ ضدین تھا کہ پودے کشاکشِ ارّہ کے تلے تھے

حل لغات

طرب خوشی۔ فرحت۔ نازش بے پروائی معشوق کا استغنا۔ لچکئے لچکنا جھکنا۔ مڑنا۔ بل کھانا۔ ہلنا۔ کانپنا۔ قبول کرنا۔ ضدین ضد کا تثنیہ مخالف برعکس کشاکش کھینچا تانی دھکم دھکا۔ تکلیف۔ فکر۔ ہاتھا پائی۔ آرہ تلے نیچے۔ ماتحت۔

شرح

خوشی تو فخر و ناز سے چاہتی کہ وہ خوب جھومے لیکن ادب کا تقاضا تھا کہ خبردار معمولی سی حرکت بھی نہ ہو۔ ان دونوں ضدوں کا ایک عجیب جوش تھا کہ اس کشمکش میں پودے گویا آرہ کے نیچے تھے۔

۶۵۔ خدا کی قدرت کہ چاند حق کے کروڑوں منزل میں جلوہ کر کے
ابھی نہ تاروں کی چھاؤں بدلی کہ نور کے تڑکے آلئے تھے

حل لغات

چھاؤں سایہ۔ چھاں۔ پرچھاواں۔ روشنی تڑکے جمع تڑکا بہت سویرا۔ آلینا قریب پہنچ جانا۔ پکڑ لینا۔

شرح

اللہ تعالیٰ کی قدرت پہ قربان کہ چاند حق یعنی حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کروڑوں منزلیں طے کر کے واپس لوٹے تو ابھی نہ ستاروں نے سائے تبدیل کئے اور نہ ہی نور کے تڑکے قریب پہنچے یعنی اتنا دور دراز سفر اور پھر اللہ تعالیٰ کے حضور

ہیں نا معلوم کتنا عرصہ گذرا اس کے باوجود حضور نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ بالا دور دراز سفر صرف ایک لمحہ میں طے فرمایا۔ چنانچہ آسمانوں سے پہلے آپ بیت المقدس میں تشریف لائے وہاں سے پھر مکہ معظمہ کو روانہ ہوئے یہاں تک کہ آپ اپنے دولت کدہ پر تشریف لاتے جو کہ وہ بھی حرم شریف کے اندر کعبہ معظمہ کے حجر اسود کے قریب تھا یا پھر بی بی اُمّ ہانی کے گھر۔

معراجِ جسمانی اور ایک لمحہ کے متعلق عقلی دلیل

علم ہیئت کا مسلم قاعدہ ہے کہ سورج کے قرص کی دونوں طرفوں کے مابین کی عظمت و وسعت روئے زمین کے کرّہ سے ایک سو ساٹھ سے کچھ اوپر زائد ہے۔ سورج کی ایک طرف سے دوسری طرف تک ثانیہ سے کم وقت میں پہنچ جاتی ہے۔ ثانیہ دقیقہ کے ساٹھوں اجزاء کو کہتے ہیں اور دقیقہ درجہ کے ساٹھوں اجزاء کے ایک جزء کا نام ہے اور درجہ ساعت کی پندرہ اجزاء سے ایک جزو کو کہا جاتا ہے۔ جب یہ سرعت ایک جماد کے لیے ممکن ہے تو افضل الکائنات صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے کیونکر ممکن نہ ہو حالانکہ سب کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ جملہ کائنات پہ قدرت رکھتا ہے اس معنے پر اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جسدِ اطہر میں یا اس سواری میں جو آپ کو عرش تک لے گئی قدرت پیدا فرما دی۔

پانی جاری تھا

حضرت شیخ الشہیر بآفتادہ آفندی قدس سرہٗ نے فرمایا کہ حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم جب معراج پہ تشریف لے گئے تو واپسی پر آپ کے کوزے سے پانی ویسے ہی بہ رہا تھا۔ جیسے آپ اسے چھوڑ گئے تھے۔ معراج کے اس واقعہ کا انکار مومن تو نہیں کر

سکتا البتہ جو عقل کی قید میں گرفتار ہے اس کو مشکل نظر آئے گا لیکن محققین کے نزدیک کوئی مشکل نہیں اور نہ ہی انہوں نے انکار کیا اس لیے کہ شے لطیف آن واحد میں جمیع عوالم میں سیر کر لیتی ہے مثلاً انسان میں عقل لطیف ہے وہ آن واحد میں مشرق و مغرب بلکہ جمیع عوالم میں دورہ کرتا ہے اور یہ بدیہی امر ہے۔ ادنے تمیز رکھنے والا بھی اس سے انکار نہیں کر سکتا بلکہ بے عقل اور چھوٹے بچے تک اس کا اقرار رکھتے ہیں۔ اور حضور نبی پاک صلے اللہ علیہ وسلم تو لطیف ترین ہیں ان کے لیے انکار کیوں:

حضور پر نور امام الانبیاءؑ والمرسلین شہ انس والجان، سیّاح عرش ولامکاں حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلّم اپنی رفعتِ شان کا پھریرا اڑاتے اور گنہگار اُمّت کی بخشش کا پروانہ لہراتے ہوئے بڑی مدّت گزارنے کے بعد عالم لاہوت و ملکوت کی سیر سے فارغ ہو کر عالم ناسوت کی جانب جبریل کی معیت میں اس حال میں واپس لوٹے کہ بستر گرم تھا زنجیر در کو جنبش تھی۔ وضو کا پانی جاری تھا ؎

زنجیر بھی ہلتی رہی بستر بھی رہا گرم
اک پل میں سر عرش گئے آئے محمد! (صلی اللہ علیہ وسلم)

ازالۂ وہم

کوتاہ نگاہیں اس میں جس قدر چاہیں تعجب کریں۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ وہ نگاہیں جو نور ایمان سے معمور ہیں اور جو قلوب قدرتِ خداوندی پر اعتقاد رکھتے ہیں کہ اِنَّ اللہَ علےٰ کُلِّ شَیئٍ قدیر۔ ان کے لیے یہ امر کوئی تعجب خیز نہیں۔

دلائل

(۱) پابندان گرفتار عقل کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ہماری نگاہ ایک جنبش سیکنڈ کے ایک سو بیسیویں حصہ میں

آسمان تک پہنچ کر واپس آسکتی ہے۔ تو رسول برحق صلے اللہ علیہ وسلم کا عرشِ اعظم سے واپس لوٹ آنا بعید از قیاس کیسے ہوا۔ جب کہ ہمارے حضور ہماری نگاہ سے کروڑوں درجات سے بڑھ کر لطیف تر ہیں۔

۲۔ دورِ حاضر کی اختراعات مثلاً۔ ٹیلی فون، برقی رو جو حکمت الٰہیہ کی بسیط و محیط قوتوں کا ایک ادنیٰ کرشمہ ہے سے نہ صرف چند منٹوں بلکہ سیکنڈوں میں سینکڑوں میل کا فاصلہ طے ہونا روز و شب کا معمول بن چکا ہے۔ اور یہ ایسا مشاہدہ ہے کہ کوئی عقل اس کا انکار نہیں کر سکتی۔

اگر انسانی اختراعات میں ایسی قوتیں کارفرما ہو سکتی ہیں تو قادرِ مطلق خدائے قدوس سے ایسی قوتوں کا ظہور بدرجہ اولیٰ ممکن الوقوع ہوگا۔

۳۔ حقیقت یہ ہے کہ رحمتِ مجسم نبی مکرم حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم روح کائنات ہیں اور کوئی جسم روح کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا۔ یہی وجہ ہے کہ کائنات کے وجود کو پیدا کرنے سے پہلے خالق کائنات نے روح کائنات محمد صلی اللہ علیہ وسلم پیدا فرمایا کیونکہ روح کا مرتبہ کے اعتبار سے جسم سے مقدم ہونا ضروری ہے۔ اسی لئے حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ

اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ کہ تمام اشیاء سے قبل اللہ تعالیٰ
نُوْرِیْ۔ نے میرے نور کو پیدا فرمایا۔

اعلحضرت مجدد دین وملت امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ نے فرمایا۔ ؎

وہ جو نہ تھے تو کچھ نہ تھا وہ جو نہ ہوں تو کچھ نہ ہو!
جان ہیں وہ جہان کی جان ہے تو جہان ہے!

جس طرح کسی جسم کا قیام روح کے بغیر محال ہے۔ اسی طرح کائنات

کا قیام محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے بغیر محال ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جب شب معراج روحِ کائنات عالمِ بالا کو چلی گئی تو جسدِ کائنات کی نبضیں رُک گئیں۔ اس کی مثال اس طرح سمجھیں کہ ایک کارخانہ معمول کے مطابق چل رہا تھا۔ تمام کل پُرزے اپنے اصول کے مطابق حرکت کر رہے تھے۔ اور ان کے حرکت کرنے سے تمام کام انجام پذیر ہو رہا تھا۔ اگر کپڑا بننے کا کارخانہ ہے تو مشین میں دھاگے کے مخصوص اجتماع سے کپڑا تیار ہو رہا تھا کہ اچانک برقی رو جو کارخانہ کے لیے بمنزلہ روح ہے۔ بند ہو گئی۔ تو سارا کارخانہ اُسی جگہ رُک جائے گا اور تمام کُل پُرزے اپنے اپنے مقام پر ٹھہر جائیں گے۔ تا وقتیکہ برقی رو پھر سے آ جائے۔ اس وقت کارخانہ کا ہر پُرزہ پھر اسی جگہ سے حرکت کرنے لگ جائے گا۔ جہاں وہ آ کر رکا تھا۔

شب معراج بالکل یہی ماجرا ہوا۔ جب اللہ کریم نے روح کائنات حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اس دنیا سے بلا لیا آپ عالم بالا کو تشریف لے گئے تو ساری کائنات کی نبضیں رک گئیں۔

اس اعتبار سے سورج چاند ستارے سیارے سب کے سب اپنی حرکت ارادیہ سے رُک گئے اور اس وقت تک رُکے رہے جب تک کہ روح کائنات واپس نہ لوٹی۔ تو جسم کائنات متحرک ہوا اور جہاں اس کی حرکت رکی تھی وہاں سے حرکت کا آغاز ہوا۔ اسی لیے ہم کہا کرتے ہیں کہ ابھی بستر گرم تھا اور وضو کا پانی ابھی سے پھر آ گئے۔ بڑھا۔

ثابت ہوا کہ ؎

ہے انہیں کے دم قدم سے باغِ عالم میں بہار
وہ نہ تھے عالم نہ تھا وہ نہ ہوں عالم نہیں

معراج سے واپسی

بعض لوگ اس وہم میں مبتلا ہیں کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معراج پہ جانے کا ذکر کہیں نہیں حالانکہ ان کا ذکر واپسی بھی قرآن مجید میں موجود ہے وہ ہے اسریٰ بعبدہ ، بایں معنی کہ اسریٰ خود متعدی ہے باء اس کی متعدی پر داخل ہو کر بتا رہی ہے کہ خود اللہ تعالےٰ لے گیا اور خود اس نے واپس پہنچایا۔ علامہ سید محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

قَالَ جَعْفَرُ الصَّادِقُ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ اَلنَّجْمُ هُوَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَهُوِيُّهٗ نُزُوْلُهٗ مِنَ السَّمَآءِ لَيْلَةَ الْمِعْرَاجِ وَجُوِّزَ عَلٰى هٰذَا اَنْ يُّرَادَ بِهُوِيِّهٖ صُعُوْدُهٗ وَعُرُوْجُهٗ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ اِلٰى مُنْقَطَعِ الْاَيْنِ ۔

حضرت امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نجم سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام مراد ہیں اور ھویٰ سے مراد معراج سے اترنا ہے اور اس سے یہ بھی جائز ہے کہ ھویٰ سے مراد معراج پر جانا ملحوظ ہو اور آپ کا اوپر چڑھنا اور لامکان تک معراج کرنا مراد ہے (روح المعانی پ ۲۷ ص ۳۸) اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے معراج پر آنے جانے کی قسم اٹھائی ہے۔ امام دمیری لکھتے ہیں کہ روایت ہے کہ معراج براق پہ ہوا۔ اور نزول بغیر براق کے ہوا۔ اس لیے کہ عروج میں آپ کا براق پر سوار ہو کر جانا۔ ایک شان ظاہر کرنے کے لیے تھا۔ ورنہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کے سامنے سواری کیا تھی۔ اور بعض نے کہا ہے کہ نزول بھی براق پر ہوا۔ گرچہ حدیث شریف میں اس کا تذکرہ نہیں ہے۔ جس طرح قرآن مجید میں ہے۔

وَ جَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيلَ تَقِيكُمُ الْحَرَّ (پ۱۴ ع ۱۷)

اور تمہارے لیے کُرتے بنائے جو تم کو گرمی اور سردی سے بچاتے ہیں۔

(یہاں نص میں گرمی کا ذکر ہے اور سردی کا ذکر نہیں مگر معنی میں مراد ہے۔ اس طرح یہاں حدیث شریف میں براق پر سوار ہو کر جانے کا بیان ہے اور واپسی میں براق پر سوار ہو کر آنا گو عنوان میں ملفوظ نہیں۔ مگر معنوں میں ملحوظ ہے) حیواۃ الحیوان ج ۲ ص ۳۰۶)

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عالم بالا کی سیر سے جبریل کی معیت میں واپس آرہے تھے تو آسمانوں پر انبیاء علیہم التسلیمات اپنے اپنے مقامات پر کھڑے آپ کو الوداع کہہ رہے تھے اور صلوٰت وسلام پیش کرتے ہوئے حصول شرف معراج پر مبارک باد پیش کر رہے تھے واپسی پر حضور علیہ السلام کے ساتھ براق تھا یا نہیں۔ اس سلسلے میں تحقیق کرنے پر کوئی واضح بات اور امر محقق سامنے نہ آیا۔ البتہ بعض محققین کی عبارات سے جستہ جستہ تضاد مترشح ہوتا ہے۔ جو کہ میرے خیال میں اس مہتمم بالشان واقعہ کی روایت میں تقدم و تاخر کے نتیجے میں واقع ہوا ہے۔ چنانچہ محقق دمیری اپنی معتبر کتاب حیوات الحیوان میں اس جانب گئے ہیں کہ معراج میں جاتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے براق کی سواری کا انتخاب اس لیے عمل میں لایا گیا کہ مہمان مہتمم بالشان کی عظمت کو چار چاند لگ جائیں اور واپسی پر بغیر براق کے آپ کو روانہ کیا گیا۔ تاکہ اس بات کا ثبوت مل جائے کہ اللہ تعالیٰ معراج میں بلانے کے لیے کسی سواری کا محتاج نہیں۔ اور اس کی قدرت کاملہ سے یہ امر جید نہیں۔ کہ بغیر کسی ظاہری وسیلہ کے جب چاہے لے جائے اور جیسے چاہے واپس کر دے۔ حضرت حذیفہ اس سلسلہ میں فرماتے ہیں جس

طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم براق پر تشریف لے گئے اسی طرح واپس آئے ہوں۔

قافلوں کی کہانی

مواہب لدنیہ مع زرقانی میں ہے کہ

وَقَدْ رَوَى الطَّبْرَانِيُّ وَابْنُ مَرْدُوْيَةَ عَنْ اُمِّ هَانِي قَالُوْا اَخْبِرْنَا عَنْ عِيْرِنَا، فَقَالَ اَتَيْتُ عَلٰى عِيْرِ بَنِيْ فُلَانَ بِالرَّوْحَاءِ قَدْ ضَلُّوْا نَاقَةً لَهُمْ فَانْطَلَقُوْا فِيْ طَلَبِهَا فَانْتَهَيْتُ اِلٰى رِحَالِهِمْ فَلَيْسَ بِهَا مِنْهُمْ اَحَدٌ وَاِذَا قَدَحُ مَاءٍ فَشَرِبْتُ مِنْهُ ثُمَّ انْتَهَيْتُ اِلٰى عِيْرِ[۲] بَنِيْ فُلَانِ فِيْهَا جَمَلٌ عَلَيْهِ غِرَارَتَانِ غِرَارَةٌ سَوْدَاءُ وَغِرَارَةٌ بَيْضَاءُ فَلَمَّا جَاوَزْتُ الْعِيْرَ نَفَرَتْ وَصَرَعَ ذٰلِكَ الْبَعِيْرُ وَانْكَسَرَ ثُمَّ انْتَهَيْتُ اِلٰى عِيْرِ[۳] بَنِيْ فُلَانِ

طبرانی اور ابن مردویہ نے حضرت امّ ہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا کہ قریش مکّہ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا (اگر آپ واقعی بیت المقدس سے ہو کر آئے ہیں تو) ہمارے قافلوں کا حال بتائیے۔ حضور علیہ السّلام نے فرمایا۔ ایک قافلہ جو بنی فلاں کا تھا حضور علیہ السّلام نے نام بتایا تھا۔ راوی کو نام یاد نہیں رہا) اس پر مقام روحاء میں سے گزرا۔ ان کی ایک اونٹنی گم ہو گئی تھی وہ لوگ اس کی تلاش میں گئے ہوئے تھے میں اُن کے پالانوں اور سامان کی طرف آیا۔ تو وہاں کوئی نہ تھا۔ پانی کا ایک پیالہ وہاں رکھا ہوا تھا۔ میں نے اُسے پی لیا۔ پھر اس کے بعد میں دوسرے

فِی التَّنْعِیْمِ یَقْدُمُهُمْ جَمَلٌ اَوْرَاقُ عَلَیْهِ مِسْحٌ اَسْوَدُ وَغِرَارَتَانِ سَوْدَاوَاتٌ وَهَا هُوَ ذَه تَطْلَعُ عَلَیْكُمْ مِنَ الثَّنِیَّةِ فَاسْتَقْبَلُوْا الْاَمَلَ فَقَالُوْا هَلْ ضَلَّ لَكُمْ بَعِیْرٌ قَالُوْا نَعَمْ فَسَاَلُوْا الْعِیْرَ الْاٰخَرَ فَقَالُوْا هَلِ انْكَسَرَ لَكُمْ نَاقَةٌ حَمْرَاءُ قَالُوْا نَعَمْ. قَالُوْا هَلْ كَانَ عِنْدَكُمْ قَصْعَةٌ مِنْ مَاءٍ فَقَالَ رَجُلٌ اَنَا وَاللّٰهِ وَضَعْتُهَا فَمَا شَرِبَهَا اَحَدٌ مِنَّا وَلَا اُهْرِیْقَتْ فِی الْاَرْضِ (زرقانی جلد ۶ ص۱۳۲)

قافلہ تک پہنچا۔ جو بنی فلاں کا تھا (حضور علیہ السلام نے نام بتایا تھا راوی کو یاد نہیں رہا۔) اور یہ قافلہ مقام ذی طُویٰ میں تھا یا مقام ذی مُر میں اونٹ تھا۔ جس پر دو بوریاں لدی ہوئی تھیں ایک سیاہ (دھاری دار) جب میں قافلہ سے ہو کر گزرا تو قافلہ میں سے ایک اونٹ بھاگا وہ گر پڑا اور اس کا پاؤں ٹوٹ گیا۔ پھر میں تمہارے تیسرے قافلے تک پہنچا جو مقام تنعیم میں ملا۔ اور وہ بنی فلاں کا تھا اس قافلے کے آگے آگے ایک بھورے رنگ کا اونٹ چل رہا تھا۔ اس پر ایک سیاہ فام حبشی سوار ہے۔ اور دو سیاہ (دھاری دار بوریاں غلّہ کی) اس پر لدی ہوئی ہیں اور وہ بالکل قریب آگیا ہے (کُدی کی پہاڑی سے) عنقریب طلوعِ شمس کے ساتھ چمکنے والا ہے (بیضاوی کشاف مظہری وغیرہ) تفاسیر کے حوالہ سے گزر چکا ہے کہ قریش نے اسی قافلہ کے انتظار میں کچھ آدمی بٹھا دیئے

تھے اور کچھ لوگ سورج کے انتظار میں مقرر کر دیئے گئے تھے۔ چنانچہ ایک طرف سے آواز آئی کہ سورج نکل آیا۔ فوراً دوسری طرف سے آواز آئی قافلہ آ گیا۔

جس قافلہ کا اونٹ گم ہو گیا تھا اس کا واقعہ جو ابن حاتم نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے اس میں یہ الفاظ بھی ہیں۔

قَدْ اَضَلُّوْا بَعِيْرًا
لَهُمْ قَدْ جَمَعَهٗ فُلَانٌ
قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ
وَسَلَّمَ تَسَلَّمْتُ عَلَيْهِمْ
فَقَالَ بَعْضُهُمْ هٰذَا
صَوْتُ مُحَمَّدٍ۔

قافلہ والوں کا جو اونٹ گم ہو گیا تھا۔ اُسے فلاں شخص پکڑ کر لایا تھا (حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس آدمی کا نام بتایا تھا۔ راوی کو یاد نہیں رہا) حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں نے ان قافلہ والوں پر سلام کہا تو ان میں سے بعض نے کہا یہ محمد کی آواز ہے۔ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وبارک وسلم)

قصّہ قافلہ کا خلاصہ

خلاصہ کلام یہ کہ یہ تین قافلے تھے۔ ایک کے متعلق حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ وہ سورج طلوع ہوتے ہی آ جائے گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ (تفسیر مظہری پ۱۵ ص۶) دوسرے کے متعلق فرمایا تھا کہ وہ سورج غروب ہونے سے پہلے مکہ میں داخل ہو گا۔ جب سورج غروب ہونے کا وقت قریب آیا اور وہ قافلہ نہ پہنچا تو اللہ تعالےٰ نے سورج کو روک لیا۔ یہاں تک کہ قافلہ مکّہ معظمہ میں پہنچ گیا۔ (مواہب اللدنیہ جلد۲ ص۴)

ہر قافلہ کے متعلق حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جو نشانیاں بتائی تھیں۔ جب وہ قافلے واپس آئے اور کفّار مکّہ نے ان سے دریافت کیا۔ تو انہوں نے

تصدیق کی۔ اور حضور علیہ السلام کی بتائی ہوئی ایک ایک نشانی کو صحیح تسلیم کیا لیکن ایمان نہ لائے۔ اور معاذ اللہ اِنْ هٰذَآ اِلَّا سِحْرٌ مُّبِيْنٌ ط کہہ کر اپنی شقاوتِ ازلیہ کا ثبوت دیا۔ (تفسیر مظہری وغیرہ)

نبیٔ رحمت شفیعِ اُمّت رضاؔ پہ للّٰہ ہو عنایت
۶۶۔ اسے بھی ان خلعتوں سے حصّہ جو خاص رحمت کے واں بٹے تھے

حل لغات عنایت مہربانی۔ لطف فیض۔ بخشش۔ دیا توجہ التفات۔ خلعت لباس جو انعام میں بادشہ وغیرہ دیں۔ بٹے تھے تقسیم ہوئے تھے۔

شرح اے نبی رحمت اے شفیع امت رضاؔ (امام اہلسنّت) پہ عنایت ہو۔ اسے بھی ان خلعتوں سے حصہ نصیب ہو۔ جو وہاں رحمت خاص سے تقسیم ہوئے تھے۔

معراج پاک کا سب سے بڑا تحفہ نماز ہے ایمان و عقائد کے بعد تمام فرائض میں نماز کا درجہ سب سے اہم ہے۔ اس کی عظمت کا اندازہ اس امر سے کرلیں کہ پروردگارِ عالم نے جُملہ احکامات اپنے نبی محترم صلی اللہ علیہ وسلم کو زمین پر عطا فرمائے لیکن نماز کو فرض کرنے کے لیے آپ کو عرش اعظم پر بُلایا گیا۔

اہلِ رموز نے معراجِ پاک کے اس تحفے کو اُمّت محمدیہ کے لیے ایک بہت

بڑی نعمت قرار دیا ہے۔ جب نبی اکرم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے معراج شریف میں دنا فتدلّٰی کے تحت قربت پر متمکن ہو کر جمالِ خداوندی کا مشاہدہ کیا۔ اور کلامِ خداوندی سے سرفرازی حاصل کی تو آپ کو اپنی امّت یاد آئی اور جی میں کہنے لگے کہ کاش میری امّت کو بھی معراج سے حصّہ نصیب ہوتا۔ ارشادِ خداوندی ہوا۔ اے پیارے حبیب علیہ السّلام جو باتیں میں آپ کے ساتھ لامکان میں کر رہا ہوں۔ انہیں میں نے نماز میں جمع کر دیا ہے آپ میری جانب سے اپنی اُمّت کے لیے یہ تحفہ لیتے جائیں جب وہ پانچ وقت نماز پڑھیں گے۔ تو ان کو بھی شرف معراج سے حصّہ نصیب ہو جائے گا۔ اسی لیے سرورِ کائنات مختار شش جہات حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

الصّلوٰۃ معراجُ المومنین۔ نماز مومن کی معراج ہے۔

نماز چونکہ تحفۂ خداوندی ہے۔ جو پروردگار نے اپنی خاص رحمت سے امّتِ محمدیہ کو عطا فرمایا ہے۔ اور یہ اصول ہے۔ کہ تحفے کو رد کرنا تحفہ دینے والی کی توہین ہے۔

۱۔ خدا کے دربار میں حاضری معراج کا نقشہ ہے۔

۲۔ نماز معراج شریف کے موقع پر فرض ہوئی۔

۳۔ التحیّات میں معراج کے انوار وتجلّیات پائے جاتے ہیں۔

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی معراج تو یہ تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالٰی کے دیدار سے مشرّف ہوئے اور بے حجاب خدا کا جمال دیکھا۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سِوا اس دنیا کی حیاتِ ظاہری میں جسمانی آنکھوں سے اللہ تعالٰی کا دیدار کسی کو نہیں ہو سکتا۔ اس لیے ہماری معراج حضور نبی کریم

صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچ جانا ہے۔ اس طرح کہ ہم کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے اتنا قرب حاصل ہو جائے کہ ہم اسی دنیا میں بحالت بیداری حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا جمال مبارک اپنی آنکھوں سے دیکھ لیں۔

اس حکمت کے لیے تشہد میں اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ کے الفاظ رکھے ہیں۔ نماز میں اپنے قصد و ارادہ سے غیر اللہ کو بلانا اور پکارنا نماز کے فساد کا موجب ہے مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو خطاب کے صیغہ سے پکارنا واجب ہے معلوم ہوا کہ مومن بحالت نماز حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی حضوری سے مشرف ہوتا ہے۔ اب اگر وہ اپنی پاکیزگی طہارت اور محبت و اخلاص کو اس درجہ قوی کر لے کہ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ کہتے وقت اس کی بصیرت نورِ جمالِ محمدی کو دیکھ سکے۔ تو بس یہی اس کی معراج ہے۔ کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچنا اللہ تعالیٰ تک پہنچنا ہے اور حضور علیہ السلام کا دیکھنا ہے۔ اسی لیے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ احیاء العلوم میں فرماتے ہیں۔

وَاَحْضِرْ فِیْ قَلْبِكَ	یعنی نماز پڑھتے ہوئے اپنے
النَّبِیَّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ	دل میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم
وَسَلَّمَ وَشَخْصَهُ الْكَرِیْمَ	کو حاضر کرو۔ اور اسی حال میں
وَقُلْ اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ	اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا
اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ	النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ
وَبَرَكَاتُهٗ (احیاء العلوم جلد اول ۱۷۵)	وَبَرَكَاتُهٗ کہو۔

فائدہ التحیات میں حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر سمجھ کر السلام علیک ایہا النبیُّ الخ عرض کرے جن لوگوں

نے یہ مطلب بیان کیا ہے کہ چونکہ معراج کی رات ایسے کہا گیا اسی لیے بطورِ حکایت کہنا ہوگا ان کا یہ قول غلط ہے۔ تفصیل و تحقیق کے لیے دیکھئے فقیر کی تصنیف ''رفع الحجاب عن تشہد اہل الحق واہل العرب۔''

ثنائے سرکار ہے وظیفہ قبول سرکار ہے تمنّا
نہ شاعری کی ہوس نہ پروا ردی تھی کیا کیسے قافیے تھے ۱۷۲

حل لغات ثنا تعریف وظیفہ روزمرہ پڑھنے کی دعا وہ چیز جو ہر روز کے واسطے مقرر ہو۔ ردی بفتح اول و کسر واو وتشدید یاء بمعنی سیراب وتازہ اور اصطلاح شعراء میں قافیہ کا حرف اصلی جس پر قافیہ کا دارومدار ہو۔ قافیہ ردیف سے پہلے کا لفظ یا حرف۔

شرح میرا وظیفہ ہے سرکارِ مدینہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعریف کرنا اور تمنا قلبی یہی ہے کہ خدا کرے اس سرکار دربار میں میری یہ کاوش قبول ہے۔ اس سے نہ تو مجھے کوئی شاعری کی ہوس ہے اور نہ ردی کی پرواہ اور نہ قافیہ کا خیال۔

اس شعر میں امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ نے شاعروں کو درس دیا ہے کہ شعر گوئی اور نعت خوانی سے صرف اور صرف مقصد رضا جوئی خدا و مصطفےٰ (جل جلالہٗ وصلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہو اور بس۔

اس سے وہ شعراء کرام اور نعت خوانان حضرات سوچیں کہ وہ یہ مقدس

شعبہ کس ارادہ پر سنبھالے ہوئے ہیں اگر ناموری اور شہرت اور نام و نمود یا زورِ بیان مطلوب ہے تو پھر خدا حافظ۔ اگر رضائے خدا و مصطفےٰ جل جلالہٗ وصلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مطمحِ نظر ہے تو مبارکباد۔

امام احمد رضا کی شاعری

اس شعر میں امام احمد رضا محدث بریلوی قدس سرہٗ نے حسبِ عادت انکسار و تواضع سے کام لیا ہے ورنہ آپ کی شاعری کو بڑے بڑے اونچے شعراء سلام کرتے ہیں۔

۱۔ ڈاکٹر محمد اسحاق لکھتے ہیں کہ مولانا اپنی بے شمار دیگر خوبیوں کے علاوہ ایک باکمال شاعر بھی تھے۔ ان کے اردو فارسی کلام کو تو اس قدر شہرت حاصل ہے کہ اس کے حوالے اکثر شعری نگارشات اور دواوین میں پائے جاتے ہیں نعتیہ شاعری میں انہیں نمایاں مقام حاصل ہے۔ ان کی نعتیہ شاعری میں ایک جذب اور کشش ہے۔ بحریں مترنم اور الفاظ فصیح ہیں مولانا کی اردو شاعری کو اکثر آئمہ فن نے سراہا ہے۔ ڈاکٹر غلام مصطفےٰ خان کہتے ہیں۔ یہ غالباً واحد عالم دین ہیں جنہوں نے نظم و نثر دونوں میں بے شمار محاورات استعمال کئے ہیں۔ اور علمیت سے اردو شاعری میں چار چاند لگائے ہیں۔

(معارف رضا کراچی ۱۹۸۷ء)

۲۔ ڈاکٹر غلام مصطفےٰ جان لکھتے ہیں

اعلیٰحضرت مولانا شاہ احمد رضا خان صاحب علیہ الرحمۃ اپنے دور کے بے مثل علماء میں شمار ہوتے ہیں۔ ان کے فضل و کمالات، ذہانت و فطانت طباعی اور دراکی کے سامنے بڑے بڑے علماء فضلاء، یونیورسٹیوں کے اساتذہ، محققین اور مستشرقین نظروں میں نہیں جچتے۔ مختصر یہ ہے کہ وہ کون سا

علم ہے جو انہیں نہیں آتا تھا؟ وہ کون سا فن ہے جس سے وہ واقف نہیں تھے۔ شعر و ادب میں بھی ان کا لوہا ماننا پڑتا ہے اور میرا تو ہمیشہ سے یہ خیال رہا ہے کہ اگر صرف محاورات، مصطلحات، ضرب الامثال میں بھی اور بیان و بدیع کے متعلق تمام الفاظ ان کی جملہ تصانیف کے یکجا کر لیے جائیں تو ایک ضخیم لغت تیار ہو سکتی ہے۔ (معارف رضا ۱۹۸۳ء)

۳۔ ڈاکٹر سرور اکبر آبادی فرماتے ہیں کہ

جب ہم حضرت رضا کی جامع الصفات شخصیت پر غور کرتے ہیں تو آپ کی ذاتِ گرامی دیگر شعراء سے نہایت ممتاز و ممیز نظر آتی ہے (ایضاً)

نوٹ:۔ آپ کی شاعری پر مفصل رسائل شائع ہو چکے ہیں۔ معارف رضا کراچی میں ان کی تفصیل معلوم کی جا سکتی ہے فصلی اللہ علی حبیبہ الکریم و علی آلہ واصحابہ اجمعین۔

ھذا آخر ما رقمہ قلم الفقیر القادری ابی الصالح

محمد فیض احمد اویسی غفرلہ بہاول پور پاکستان

۹ ربیع الآخر ۱۴۱۶ھ بروز سہ شنبہ قبل العصر

(الحمد للہ علی ذالک)

قصیدہ معراجیہ

نمبر شمار	فہرست اشعار	[illegible]
1	وہ سرور کشور رسالت	32
2	بہار ہے شادیاں مبارک	36
3	وہاں فلک پر یہاں زمیں میں	40
4	یہ چھوٹ پڑتی تھی ان کے رخ کی	41
5	نئی دلہن کی پھبن میں کعبہ	43
6	نظر میں دولہا کے پیارے جلوے	57
7	خوشی کے بادل امنڈ کے آئے	65
8	یہ جھوما میزاب زر کا جھومر	66
9	دلہن کی خوشبو سے مست کپڑے	66
10	پہاڑیوں کا وہ حسن تزئین	67
11	نہا کے نہروں نے وہ چمکتا لباس	68
12	پرانا پر داغ ملگجا تھا	69
13	غبار بن کر نثار جائیں	69
14	خدا ہی دے صبر جان پر غم	70
15	اتار کر ان کے رخ کا صدقہ	73
16	وہی تو اب تک چھلک رہا ہے	74
17	بچا جو تلووں کا ان کے دھوون	75
18	خبر یہ تحویل مہر کی تھی	77
19	تجلی حق کا سہرا سر پر	77
20	جو ہم بھی واں ہوتے خاک گلشن	78
21	ابھی نہ آئے تھے پشت زیں تک	79

نمبر شمار	فہرستِ اشعار	صفحہ
22	عجب نہ تھا رخش کا چمکنا	81
23	ہجوم امید ہے گھٹاؤ	83
24	اٹھی جو گرد رہ منور	83
25	ستم کیا کیسی مت کٹی تھی	84
26	براق کے نقش سم کے صدقے	85
27	نماز اقصی میں تھا یہی سر	89
28	یہ ان کی آمد کا دبدبہ تھا	97
29	نقاب الٹے وہ مہر انور	100
30	یہ جوشش نور کا اثر تھا	103
31	بڑھا یہ لہرا کے بحر وحدت	110
32	وہ ظل رحمت وہ رخ کے جلوے	114
33	چلا وہ سرو چماں خراماں	120
34	جھلک سی اک قدسیوں پر آئی	123
35	تھکے تھے روح الامیں کے بازو	123
36	روش کی گرمی کو جس نے سوچا	130
37	جلو میں جو مرغ عقل اڑے تھے	130
38	قوی تھے مرغان وہم کے پر	136
39	سنا یہ اتنے میں عرش حق نے	136
40	یہ سن کے **بیخود** پکار اٹھا	140
41	جھکا تھا مجرے کو عرش اعلیٰ	142
42	ضیائیں کچھ عرش پر یہ آئیں	149
43	یہی سماں تھا کہ پیک رحمت	149
44	بڑھ اے محمد قریں ہو احمد	156
45	تبارک اللہ شان تیری	161

نمبر شمار	فہرستِ اشعار	صفحہ
46	خرد سے **کہدو** کہ سر جھکا لے	162
47	سراغ این و متی کہاں تھا	163
48	ادھر سے پیہم تقاضے آنا	171
49	بڑھے تو لیکن **جھجکتے** ڈرتے	172
50	پر ان کا بڑھنا تو نام کو تھا	172
51	ہوا یہ آخر کہ ایک بجرا	173
52	کسے ملے گھاٹ کا کنارا	174
53	اٹھے جو قصر دنی کے پردے	175
54	وہ باغ کچھ ایسا رنگ لایا	176
55	محیط و مرکز میں فرق مشکل	176
56	حجاب اٹھنے میں لاکھوں پردے	178
57	زبانیں سوکھی دکھا کے موجیں	180
58	وہی ہے اول وہی ہے آخر	180
59	کمان امکاں کے جھوٹے نقطو	182
60	ادھر سے تھیں نظر شہ نمازیں	183
61	زبان کو انتظار گفتن	190
62	وہ برج بطحا کا ماہ پارا	193
63	سرور مقدم کی روشنی تھی	205
64	طرب کی نازش کے ہاں لچکئے	205
65	خدا کی قدرت کہ چاند حق کے	206
66	نبی رحمت شفیع امت	216
67	ثنائے سرکار ہے وظیفہ	219

بزرگان دین کے حالات و واقعات
پر مشتمل مایہ ناز اور مشہور زمانہ کتاب

اخبار الاخیار

(مصنف : شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

کا اردو ترجمہ جلد شائع ہونے والا ہے۔ ان شاء اللہ

بزرگانِ دین کے حالات و واقعات
پر مشتمل مایہ ناز اور مشہور زمانہ کتاب

اخبار الاخیار

(مصنف : شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

کا اردو ترجمہ جلد شائع ہونے والا ہے۔ ان شاء اللہ